وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

(اردو)

# تیسیر القرآن

صحیح احادیث کی روشنی میں

# TAISEER UL QURAN

مترجم و مفسر مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

مکتبۃ السلام سٹریٹ نمبر ۲۰ وسن پورہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

## ❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

**نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں**

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (القمر)

# تیسیر القرآن

(اُردو مفصّل)

جلد چہارم

سُورۃ الزُّمر تا سُورۃ النّاس

www.KitaboSunnat.com

LIBRARY
Lahore Islamic University
Book No. 000353
91-Babar Block, Garden Town, Lahore

مترجم و مفسر
فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ

نظرثانی
الشیخ عبدالوکیل علوی حفظہ اللہ

اشراف
ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی حفظہ اللہ

مکتبۃ السلام سٹریٹ ۲۰ وسن پورہ لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

# تیسیر القرآن (اردو مفصل)

اس تفسیر کی 4 جلدیں ہیں۔

- جلد اول سورۃ الفاتحہ تا سورۃ الانعام
- جلد سوم سورۃ مریم تا سورۃ ص
- جلد دوم سورۃ الاعراف تا سورۃ الکہف
- جلد چہارم سورۃ الزمر تا سورۃ الناس

ترجمہ و تفسیر ــــ مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ
خطاطی قرآنِ مجید ــــ مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ
تعداد ــــ 2200
طبع ــــ محرم الحرام 1432ھ
www.KitaboSunnat.com
کمپوزنگ ــــ اشرف خلیل/احسن مدنی
اہتمام ــــ پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی
ناشر ــــ ڈاکٹر حافظ شفیق الرحمٰن کیلانی۔ انجینئر حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی
مطبع ــــ انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس لاہور فون:37232400
ہدیہ ــــ 550 روپے

ناشر: **مکتبۃ السلام**

سٹریٹ نمبر:20، وسن پورہ لاہور فون:042-37844157 , 0321-8869902

ڈسٹری بیوٹر

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
لندن • ہیوسٹن • نیویارک
DARUSSALAM

ہیڈ آفس و مرکزی شوروم 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 711 1023 , 711 0081 , 723 2400 , 724 0024 فیکس: 735 4072
E-mail: darussalampk@hotmail.com Website: www.dar-us-salam.com

شوروم اردو بازار اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 712 0054 فیکس: 732 0703

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تقریظ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید ولد اٰدم اجمعین۔ اما بعد

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جو ایک فرد ہونے کے باوجود ایک جماعت کا کام کرتے ہیں قرآن مجید کے بہترین خوش نویس ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں لغت عرب اور فہم قرآن کی دولت بھی وافر مقدار میں عطا ہوئی تھی۔ مجھے اس کا اندازہ اس وقت ہوا جب انہوں نے اپنی بے نظیر کتاب 'مترادفات القرآن'' لکھی اور نظر ثانی کیلئے مجھے دی۔ اس کتاب میں انہوں نے قرآن مجید میں ایک معنی میں استعمال ہونے والے متعدد الفاظ کے مفاہیم اور مواقع استعمال کا فرق بیان کیا ہے۔ مثلاً بیٹھنے کے لیے قرآن میں تین الفاظ 'جَلَسَ' 'قعد' 'جثا' آتے ہیں ان کا باہمی فرق کیا ہے؟ ایک ہزار سے زائد صفحات کی یہ کتاب قرآن مجید پر ان کی گہری نظر اور باریک بینی کا ثبوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی اس تصنیف سے میری حقیر سی متاع علم میں گراں قدر اضافہ ہوا۔ منکرین حدیث کے رد میں مختلف مجلات میں ان کے شائع ہونے والے مضامین کا مجموعہ آئینہ پرویزیت اپنے موضوع کی لاجواب کتاب ہے۔ اور میں ہر طالب علم کو اس کے مطالعہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اس کے علاوہ انہوں نے مختلف موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں جو سب کی سب نہایت مفید ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ تصنیف کے ساتھ ساتھ انہوں نے قرآن کی تعلیم کے لئے وسن پورہ لاہور میں لڑکیوں کا ایک بہترین ادارہ ''مدرسہ تدریس القرآن والحدیث'' قائم کیا جواب بہت بڑا دارالعلوم بن چکا ہے اور ہزاروں خواتین کو قرآن وحدیث کی تعلیم سے آراستہ کر چکا ہے اور آراستہ کر رہا ہے۔

مجھے مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب سے کئی چیزوں میں ہم مشربی کی وجہ سے بہت محبت تھی۔ اس دور میں جب اچھے اچھے سمجھدار لوگ سوشلزم کو تو کفر کہتے ہیں ــــ حتیٰ کہ اسے اسلامی سوشلزم کے نام سے بھی قبول کرنے کو تیار نہیں مگر جمہوریت (جس میں اللہ کا حکم ماننے کی بجائے عوام کا قانون چلتا ہے) کو یہ لوگ کسی صورت کفر کہنے کو تیار نہیں بلکہ اس باطل نظام کو جو پاکستان بلکہ دنیا بھر میں نفاذِ اسلام کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے ہیں۔ ایسے حالات میں مولانا عبدالرحمٰن کیلانی وہ مردِ حق گو تھے جنہوں نے ''خلافت و جمہوریت'' لکھ کر ثابت کیا کہ یہ دونوں الگ الگ نظام ہیں جو کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

قدرتی طور پر اس عقیدہ کا حامل شخص جہاد سے لاتعلق نہیں رہ سکتا چنانچہ جب افغانستان میں جہاد شروع ہوا تو مولانا کافی عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بنفس نفیس دشوار گزار پہاڑوں کو عبور کرتے ہوئے نورستان پہنچے اور انہوں نے اس سفر کی روئیداد بھی ''سرگزشت نورستان'' کے نام سے لکھی اس کے بعد ان کی جہاد اور مجاہدین سے محبت اور معاونت میں مزید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اضافہ ہوتا چلا گیا۔

انہی ایام میں وہ نہایت خاموشی کے ساتھ قرآن مجید کی تفسیر لکھ رہے تھے اور اس کے لیے انہوں نے اپنی تمام مصروفیات کو تقریباً تقریباً ختم کر رکھا تھا۔ حتی الوسع وہ کسی پروگرام میں بھی شریک نہیں ہوتے تھے حتی کہ انہوں نے مرکز الدعوۃ والارشاد کے پروگراموں میں بھی آنا کم کر دیا۔ ایک دفعہ مرکز کے نوجوانوں نے اپنے ایک پروگرام میں بلانے کے لیے مجھے ان کے پاس بھیجا۔ فرمانے لگے میں ضرور حاضر ہوتا مگر اس وقت ایک نہایت ضروری کام کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ مکمل کر جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش پوری فرمائی۔ ''تیسیر القرآن'' مکمل ہو گئی اس تفسیر کا مطالعہ کرنے والے اس کے حسن سے تبھی آگاہ ہو سکیں گے جب وہ تفسیر سے پہلے بلکہ تفسیر سے زیادہ قرآن مجید کے ترجمے پر نظر رکھیں گے۔ اگر ان کے ترجمے کا وہ دوسرے تراجم سے موازنہ کریں تو وہ مصنف کی محنت اور دیدہ ریزی کے اور زیادہ معترف ہوتے نظر آئیں گے۔

جہاں تک تفسیر کا تعلق ہے تو یہ ایک جامع تفسیر ہے جس میں آیات کا مطلب قرآنی آیات اور صحیح احادیث کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عقائد پر مشتمل آیات کی تفسیر میں توحید' آخرت' اعتصام بالکتاب والسنہ اور دوسرے اسلامی عقائد واضح اور مدلل طریقے سے سمجھاتے ہیں۔ باطل فرقوں مثلاً اسلام کے نام پر شرک و بدعت پھیلانے والے منکرین حدیث اور عقل پرستوں کے غلط نظریات و عقائد کی دل نشین دلائل کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔ جہاں احکام کی آیات آتی ہیں وہاں احکام کی تفصیل بیان کی ہے جس میں طوالت سے اجتناب کیا ہے مثلاً زکوۃ' صوم' حج' جہاد' مسئلہ غلامی' علمِ میراث وغیرہ۔ کسی آیت پر کوئی اعتراض پیدا ہوتا ہے تو اس کا جواب دیا ہے۔ جا بجا آیات سے حاصل ہونے والے نکات و مسائل اور مزید فوائد اختصار سے درج کیے ہیں اور خاص خوبی یہ ہے کہ یہ تفسیر ہر قسم کی فرقہ پرستی' مذہبی تعصب اور تنگ نظری سے پاک ہے۔ میں ہر بھائی سے جو قرآن سمجھنا چاہتا ہے۔ اس تفسیر کے مطالعہ کی پرزور سفارش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے حسن قبول عطا فرمائے اور مصنف مرحوم اور اور ان کی کے جانشینوں کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

www.KitaboSunnat.com

عبدالسلام بن محمد۔

جامعہ الدعوۃ الاسلامیۃ۔ مرکز طیبہ مرید کے ۱۳ محرم ۱۴۲۳ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ہدیہ تشکر

نزول قرآن کے وقت سے لے کر آج تک تقریباً ڈیڑھ ہزار سال سے قرآن کریم کی تفاسیر لکھی جا رہی ہیں اور یقیناً آئندہ بھی لکھی جاتی رہیں گی۔ یہ حقیقت تفسیر قرآن کی ضرورت واہمیت کی واقعاتی دلیل ہے۔ قرآن مجید کی تشریح وتوضیح کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے سپرد کی اور سورۃ النمل میں ارشاد فرمایا ﴿وانزلنا الیك الذكر لتبين للناس ما نزل اليهم﴾ (۱۶:۴۴) چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے مختلف آیات کا مفہوم واضح کیا اور انہیں عملی نمونہ بھی بن کر دکھایا۔

زیر نظر کتاب ''تیسیر القرآن'' میں بھی مصنف مرحوم نے پوری کوشش کی ہے کہ صحیح احادیث کے حوالے ہی سے تفسیر کی جائے۔ کوئی بھی غیر معتبر یا موضوع روایت کو انہوں نے دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا۔ مصنف مرحوم کی لکھی ہوئی تفسیر کو طباعت سے قبل پھر تخریج کی چھلنی سے گزارا گیا۔ اور ان کی اسانید ومتون کو درست کیا گیا۔ یہ کام محترم عبدالوکیل علوی صاحب کے تعاون سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اس عظیم ذمہ داری کو پورا کرنے میں وہ ڈھیروں مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس کے بعد محترم قارئین نے بھی ہمیں بعض تسامحات کی نشاندھی کی۔ جس کے نتیجہ میں دوسرے ایڈیشن میں مزید خوبیاں پیدا ہوتی چلی گئیں۔ مثلاً صحابی رسول ثعلبہ بن حاطب کا زکوٰۃ دینے سے ٹال مٹول کرنے کا قصہ جو کہ بعض کتب تفاسیر میں درج ہے۔ اس کا علمائے سلف کی تفاسیر میں مجھے کوئی ماخذ نہ مل سکا۔ اس لیے بندہ ناچیز نے اس کو جلد دوم اور جلد سوم دونوں میں سے حذف کر کے اس کی جگہ اسی موضوع کی تائید کرنے والی دوسری احادیث درج کیں۔ اسی طرح کچھ دوسری تبدیلیاں بھی کیں جن سے قارئین کے اذہان میں بعض شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے تھے۔ آج جبکہ یہ کام اللہ کے فضل وکرم سے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے تو میں اپنے عزیز حسن مدنی کا شکریہ بھی ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کے مفید مشوروں سے تیسیر القرآن کی پہلی جلد طبع ہوئی۔ اور ہمارا کام سہل ہوتا چلا گیا۔ اس کے بعد محترم قارئین کی روز افزوں حوصلہ افزائیوں سے آج یہ کام مکمل ہو سکا۔

محترم حافظ عبدالسلام بھٹوی صاحب بھی نہایت شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے میری درخواست پر چند دنوں میں تفسیر کے لئے تقریظ لکھی۔ ابوالحسن مولانا مبشر احمد ربانی صاحب جن سے میں وقتاً فوقتاً حوالہ جات کی تصحیح کیلئے رابطہ کرتا رہا۔ اور ہر وقت ہی انہیں تعاون پر آمادہ پایا۔ اسی طرح پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب جنہوں نے ''تیسیر القرآن'' کیلئے مختصر تعارف لکھا۔ جسے بیک ٹائٹل کی زینت بنا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد محترم حافظ عبدالعظیم صاحب بھی حسن طباعت پر یقیناً شکریہ کے مستحق ہیں اور اشرف خلیل صاحب جنہوں نے اس کی کمپوزنگ کا کام مکمل کیا ہے۔ آخر میں اپنے تمام بہن بھائیوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے ...... تیسیر القرآن کی طباعت کے دوران ہر معاملہ میں مجھ سے تعاون کیا اور مجھے مفید مشورے بھی دیئے۔

www.KitaboSunnat.com

جن جن لوگوں نے اس کار خیر میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آخر میں والد گرامی جناب مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے شب وروز کی محنت سے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اس تفسیر کو اتنے آسان اور عام فہم زبان میں مکمل کیا۔ جو بھی اس کو دیکھتا یا پڑھتا ہے اسی وقت اس کو حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مصنف مرحوم کی اس کاوش کو قبول کرے۔ ان کی تفسیر اور دوسری تصانیف کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور ان کی قبر کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری والدہ مرحومہ کو بھی کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ جن کے تعاون سے مصنف مرحوم ایسا عظیم کام سرانجام دے سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اس تفسیر کو مصنف مرحوم کے لواحقین کے لئے خصوصاً اور عامۃ الناس کے لئے بھی راہ نجات بنائے۔ آمین

پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی۔ جامع مسجد الایمان۔ شاہ فرید آباد ملتان روڈ لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فہرست مضامین تیسیر القرآن

## سورۃ الزمر تا سورۃ الناس


| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| **سورۃ الزمر** | |
| توسل اور اللہ کا قرب ڈھونڈنا | ۳۳ |
| تصور شیخ اور سلوک کی منزلیں | ۳۴ |
| اللہ کی بجائے مصیبت میں یا جنید پکارنے کی تلقین | ۳۴ |
| اللہ کے قرب کی بجائے دور رکھنے کا طریقہ | ۳۴ |
| پیر کس طرح اپنی پرستش کرواتے ہیں | ۳۴ |
| قرب الٰہی کا حقیقی وسیلہ اس کے نیک اعمال ہیں | ۳۵ |
| گردش لیل و نہار میں دلائل توحید | ۳۶ |
| مویشیوں کے آٹھ پالتو جوڑے جن میں اہل عرب شرک کرتے تھے | ۳۶ |
| تین تاریکیوں میں جنین کی پیدائش | ۳۷ |
| جاہل عوام کو شرک کی گمراہیوں میں پھنسانے والے حضرات | ۳۷ |
| شکر کے فائدے | ۳۷ |
| جمعرات کو مزاروں پر حاضری دینے والے | ۳۸ |
| اللہ کے ہاں عالم کون ہے اور جاہل کون؟ | ۳۹ |
| حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے | ۳۹ |
| ہر نبی سب سے پہلے خود اپنی نبوت پر ایمان لاتا اور احکام الٰہی کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے | ۴۰ |
| شرک سے سمجھوتہ ناممکن ہے؟ | ۴۰ |
| شرک سے خسارہ کے مختلف پہلو | ۴۰ |
| طاغوت کا مفہوم | ۴۱ |
| اتباع احسن سے کیا مراد ہے؟ | ۴۱ |
| کیا جنت اور دوزخ تیار کی جا چکی ہیں؟ | ۴۲ |
| دنیا کے کمال کو بھی زوال آ کے رہے گا | ۴۳ |
| شرح صدر کا مفہوم | ۴۳ |
| قرآن بہترین کلام کیسے ہے؟ | ۴۳ |
| ملتی جلتی آیات سے مراد؟ | ۴۴ |
| مثانی سے مراد کیسی آیات ہیں؟ | ۴۴ |
| قرآن سننے پر حال پڑنا محض ریاکاری ہے | ۴۴ |
| دنیا میں سزا محض ظالم کا ہاتھ روکنے کے لیے دی جاتی ہے | ۴۵ |
| قرآن ٹھیٹھ عربی زبان میں کیوں ہے؟ | ۴۶ |
| ایک انسان کے مختلف اور متشاکس آقا کون کون سے ہیں؟ | ۴۶ |
| الحمدللہ کے استعمال کا خاص موقع | ۴۷ |
| اللہ کے ہاں کس کس قسم کے لوگ آپس میں جھگڑا کریں گے۔ | ۴۸ |
| سب سے بڑھ کر ظالم کون ہیں؟ | ۴۸ |
| مشرکوں کا اپنے معبودوں کے انتقام سے ڈرنا | ۴۹ |
| اللہ کی توہین کیسے؟ | ۵۰ |
| مشرکوں کی دھمکی کا جواب | ۵۱ |


www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| روح حیوانی اور روح نفسانی | ۵۲ |
| عذاب قبر کی ماہیت | ۵۲ |
| روح حیوانی موت کے ساتھ ہی فنا ہو جاتی ہے | ۵۲ |
| نیند آدھی موت ہوتی ہے | ۵۲ |
| نیند سے اٹھنے اور دوبارہ جی اٹھنے میں مماثلت | ۵۳ |
| سفارش سے متعلق جملہ اختیارات اللہ کو ہیں | ۵۳ |
| مشرکوں کی ایک پکی علامت 'توحید خالص سے چڑ | ۵۳ |
| مشرکوں کو سمجھانے کے بعد دعا | ۵۴ |
| شرک کا فدیہ | ۵۴ |
| اللہ کی گستاخی کیسے ہوتی ہے؟ | ۵۴ |
| مال کی آزمائش بڑی سخت ہے۔ بحرین کے جزیہ کی رقم کی تقسیم | ۵۵ |
| مال کی کشادگی اللہ کی رضا کی دلیل نہیں | ۵۶ |
| رزق کا انحصار مشیت الٰہی پر ہے | ۵۶ |
| اسلام لانے سے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں | ۵۷ |
| تحریف معنوی کی ایک مثال | ۵۷ |
| اتباع احسن سے کیا مراد ہے؟ | ۵۸ |
| اللہ پر افتراء کی صورتیں | ۵۹ |
| کفار کے سمجھوتہ کی شکلیں | ۶۰ |
| نفخہ صور پر بے ہوشی سے کون مستثنیٰ ہوگا؟ | ۶۱ |
| نفخہ صور دوبار یا تین بار؟ | ۶۲ |
| ۵۹۔ قیامت کو گواہی کس کس کی ہوگی؟ | ۶۲ |
| کیا قاضی اپنے ذاتی علم کی بنا پر فیصلہ دے سکتا ہے؟ | ۶۳ |
| جہنم کے داروغے اور ان کا سوال | ۶۳ |
| انکار حق کی سب سے بڑی وجہ تکبر ہے۔ | ۶۴ |
| جنت کے درجات | ۶۴ |
| جنت بطور وراثت اور دائمی، الکانہ حقوق | ۶۴ |
| دربار برخواست ہونے پر | |
| الحمدللہ رب العالمین کی صدائیں | ۶۵ |
| **سورة المؤمن** | |
| قرآن کو نازل کرنے والے کی چند جامع صفات | ۶۶ |
| حزب کا لغوی مفہوم | ۶۷ |
| انبیاء کی مخالفت کرنے والی قوموں کا انجام تاریخی شواہد کی روشنی میں | ۶۷ |
| حاملین عرش فرشتوں کی مومنوں کے حق میں دعا | ۶۸ |
| جہنم کے عذاب سے بچ جانا بھی بڑی کامیابی ہے | ۶۸ |
| کم درجہ والی اولاد کو بھی اللہ والدین سے ملادے گا | ۶۹ |
| سیاست کے تین معنی | ۶۹ |
| زندگی اور موت کے چار مراحل | ۷۰ |
| مشرک کی پکی علامت توحید خالص سے بدکنا | ۷۰ |
| بارش کے نظام میں اللہ کی نشانیاں | ۷۰ |
| کائنات کی تمام قوتیں ایک ہی حاکم اعلیٰ کے حکم کے تحت سرگرم عمل ہیں۔ | ۷۱ |
| قیامت کے دن اللہ کا دنیا کے بادشاہوں سے خطاب | ۷۲ |
| ظلم کی ممکنہ صورتیں | ۷۲ |
| فیصلہ میں دیر لگنے کی وجہ | ۷۲ |
| ازف کا لغوی مفہوم | ۷۳ |
| کظم کا لغوی مفہوم | ۷۳ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| سفارش کا عوامی عقیدہ | ۷۳ |
| آنکھوں کی حرکات کی اقسام | ۷۳ |
| اپنی یادگار چھوڑنے کا شوق | ۷۴ |
| بینات کے مختلف معنی :سلطان کا مطلب | ۷۴ |
| بنی اسرائیل کے استیصال کے لیے فرعون کا اقدام | ۷۵ |
| فرعون کی گیدڑ بھبکی | ۷۵ |
| دین سے مراد تمدن اور ملکی نظام ہے | ۷۶ |
| متکبر اور ظالم وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو آخرت کے منکر ہوں۔ | ۷۶ |
| اپنے ایمان کو چھپانے والا مرد مومن | ۷۶ |
| فرعون اور مرد مومن کا مکالمہ | ۷۷ |
| عقبہ بن ابی معیط کا آپ ﷺ کا گلا گھونٹنا | ۷۷ |
| پیغمبر اللہ کے سفیر ہوتے ہیں۔ | ۷۹ |
| یوم التناد کے مختلف مفہوم | ۷۹ |
| سیدنا یوسف علیہ السلام کے متعلق افراط و تفریط کی انتہا | ۷۹ |
| گمراہ ہونے والوں کی صفات | ۸۰ |
| ہامان کو بلند عمارت کے لیے کہنا | ۸۰ |
| فرعون کی مکارانہ چالیں جن میں وہ خود گھر گیا | ۸۱ |
| مرد مومن کی تقریر | ۸۲ |
| مرد مومن کی تقریر کا فرعون پر رد عمل | ۸۳ |
| فرعون اور آل فرعون کا انجام اور عذاب قبر کا ثبوت | ۸۴ |
| مطیع اور مطاع کا مکالمہ | ۸۵ |
| اللہ کی امداد کی صورتیں | ۸۶ |
| کتاب کے وارثوں کی ذمہ داریاں | ۸۷ |

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| انبیاء کے گناہوں سے مراد معمولی قسم کی اجتہادی لغزشیں ہیں | ۸۷ |
| اللہ کی آیات سے مراد؟ | ۸۸ |
| ایک دنیادار اور متقی کے کردار کا موازنہ | ۸۸ |
| جہاں عقل کی حد ختم ہو وہاں سے وحی کا آغاز ہوتا ہے۔ اور وحی کی بنیاد یقینی علم پر ہے | ۸۹ |
| دعا اور عبادت ایک ہی چیز ہے بلکہ دعا عبادت کا مغز ہے | ۸۹ |
| دعا عبادت کیسے ہے؟ | ۹۰ |
| اللہ مانگنے سے خوش اور نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے۔ اور یہی عبادت کا خاصہ ہے | ۹۰ |
| ہر جاندار میں کام اور آرام کا خودکار نظام | ۹۰ |
| زمین کے جائے قرار ہونے کے مختلف پہلو | ۹۱ |
| آسمان ایک محفوظ چھت کیسے؟ | ۹۲ |
| جسمانی لحاظ سے انسان دوسرے جانوروں سے کن باتوں میں ممتاز ہے۔ | ۹۲ |
| زمین کی پیداوار کا بہترین حصہ انسان کیلئے ہے۔ زمینی پیداوار سے انسان کا بے شمار اشیاء بنا کر لطف اٹھانا | ۹۲ |
| اللہ کی صفات ازلی ابدی ہیں | ۹۳ |
| دُعا اور عبادت ہم معنی ہیں | ۹۳ |
| انسان کی تخلیق اور زندگی کے مختلف مراحل سے بعث بعد الموت پر دلیل | ۹۳ |
| موت سے متعلق چند اٹل حقائق | ۹۴ |
| قرآن کی آیات سے اپنے نظریات کشید کرنا اور ان میں | |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| جھگڑا اور فرقہ بازی | ۹۵ |
| مشرکین کی بدحواسی۔ ایک ہی سوال کے متضاد جوابات | ۹۶ |
| تکبر کی تعریف اور متکبرین کا انجام | ۹۶ |
| کفار مکہ پر عذاب کی تین صورتیں | ۹۷ |
| حسی معجزہ اور اس کے تقاضے | ۹۷ |
| مویشیوں میں انسان کیلئے خوئے غلامی کس نے پیدا کی؟ مویشیوں سے انسان کو حاصل ہونے والے فوائد | ۹۸ |
| اللہ کی نعمتوں پر ناشکری کرنے والوں کا کیوں محاسبہ نہ کیا جائے؟ | ۹۹ |
| اقوامِ سابقہ کی شان و شوکت | ۹۹ |
| وحی کے علاوہ لوگوں کے پاس اپنے علوم کون سے تھے؟ | ۹۹ |
| **سورۃ حم السجدۃ** | |
| عتبہ بن ربیعہ کی آپ ﷺ کو پیش کش اور آپ ﷺ کا جواب (حق و باطل میں سمجھوتہ کی کوشش) | ۱۰۱ |
| قرآن کی چار صفات کا ذکر | ۱۰۱ |
| زکوٰۃ کے دو معنی | ۱۰۳ |
| منّ کا لغوی مفہوم | ۱۰۳ |
| زمین کی اشیاء سے انتفاع کا یکساں حق اور حق ملکیت | ۱۰۴ |
| حق ملکیت سے متعلق اشتراکیوں کی دلیل اور اس کے جواب | ۱۰۴ |
| زمین و آسمان کا ملا جلا ملغوبہ | ۱۰۵ |
| زمین و آسمان کی تخلیق، ترتیب اور زمانہ تخلیق | ۱۰۵ |
| اشیائے کائنات کا کثیر المقاصد ہونے کے ساتھ ساتھ حسین اور مربوط ہونا۔ | ۱۰۶ |
| کوئی دن بذات خود نحس نہیں ہوتا۔ (ذکر عاد) | ۱۰۷ |
| قوم عاد پر ٹھنڈی اور تیز ہوا کا عذاب | ۱۰۷ |
| قوم ثمود پر زلزلہ اور چیخ کا عذاب | ۱۰۸ |
| اعضاء و جوارح پر اعمال کے اثرات اور ان کی گواہی | ۱۰۹ |
| گویائی کے اعضاء اور ان کی ساخت | ۱۰۹ |
| اللہ کی صفات سمیع و بصیر ہونے میں شک کا نتیجہ۔ بداعمالیاں | ۱۱۰ |
| اللہ کے متعلق جیسا بندہ گمان رکھے ویسا ہی اللہ اس سے معاملہ کرے گا۔ | ۱۱۰ |
| استعتب کے مختلف مفہوم | ۱۱۱ |
| قرین کا مفہوم نیز آدمی کا کردار اس کے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ | ۱۱۱ |
| ابن دغنہ کا سیدنا ابوبکرؓ کو پناہ دینا، بشرطیکہ وہ قرآن بلند آواز سے نہ پڑھیں۔ | ۱۱۲ |
| ابوجہل کا قرآن سے متاثر ہونا۔ | ۱۱۲ |
| قرآن کی آواز کو دبانے کا جدید طریقہ لاؤڈ سپیکر | ۱۱۳ |
| گمراہوں کی اپنے لیڈروں کو پاؤں تلے روندنے کی آرزو | ۱۱۳ |
| دین کی تعلیم مختصر ترین الفاظ میں | ۱۱۳ |
| فرشتوں کے نزول کا مفہوم | ۱۱۴ |
| فرشتوں کے نزول کا مقصد | ۱۱۴ |
| اصلاح نفس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو تبلیغ۔ | ۱۱۵ |
| بدی کا جواب بدی سے دینے سے دعوت کو نقصان پہنچنا | |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| ہے اور بھلائی سے دینے سے دشمن بھی دوست بن جاتا ہے۔ | ۱۱۵ |
| برائی پر غصہ سے بھڑک اٹھنا شیطانی انگیخت ہے | ۱۱۶ |
| غصہ کا علاج | ۱۱۶ |
| پیکر محسوس اور غیر اللہ کی پوجا | ۱۱۶ |
| اللہ کی تسبیح میں ہمہ وقت مشغول رہنے والے فرشتے | ۱۱۷ |
| زمین کی روئیدگی سے معاد پر دلیل | ۱۱۷ |
| الحاد کا تعلق اللہ کی صفات سے 'ملحدین کون کون سے فرقے ہیں؟ | ۱۱۸ |
| قرآن میں باطل کی عدم مداخلت کے مختلف پہلو | ۱۱۸ |
| رسولوں کو قوم سے کیا کچھ سننا پڑا؟ | ۱۱۹ |
| اگر قرآن عجمی زبان میں نازل ہوتا تو کفار کے اعتراض کی صرف نوعیت ہی بدلتی | ۱۲۰ |
| کافروں پر قرآن کے دلائل دھندلاتے ہی رہتے ہیں | ۱۲۰ |
| جواب کا رخ اس طرف موڑ دینا جس کا تعلق عملی زندگی سے ہو۔ | ۱۲۱ |
| انسان کی حرص کی انتہا | ۱۲۲ |
| تکلیف میں مایوس اور شاکی | ۱۲۲ |
| آسائش میں اپنی تدبیر پر ناز | ۱۲۳ |
| مالدار اور دنیادار لوگوں کا نظریہ کہ اگر اللہ آج مجھ پر خوش ہے تو قیامت کو کیوں نہ ہوگا؟ | ۱۲۳ |
| خوشحالی میں اکثر انسانوں کا اللہ کو بھول جانا | ۱۲۴ |
| آخرت کے منکر کیسے خسارہ میں رہتے ہیں؟ | ۱۲۴ |
| آفاق والنفس کے دو مفہوم | ۱۲۵ |
| **سورۃ الشوریٰ** | |
| نام لیے بغیر مابہ النزاع مسائل کے جوابات | ۱۲۷ |
| مملوک الٰہ نہیں ہو سکتا | ۱۲۷ |
| اگر کوئی اور الٰہ ہوتا تو آسمان پھٹ پڑتا اور نظام تباہ ہو جاتا | ۱۲۷ |
| ولی کے مختلف مفہوم | ۱۲۸ |
| قرآن ساری دنیا کی ہدایت کے لیے | ۱۲۸ |
| انسان کو اختیار دینے کا نتیجہ اختلاف اور گروہ بندی | ۱۲۹ |
| آستانوں کے کارساز اصل میں مریدان باصفا ہی ہوتے ہیں | ۱۲۹ |
| اختلافات کا فیصلہ کیسے ہو سکتا ہے؟ | ۱۲۹ |
| اللہ پر توکل کیوں کرنا چاہئے؟ اس کی مختلف وجوہ | ۱۳۰ |
| دین اور شریعت میں فرق اور متبدل احکام کی مثالیں | ۱۳۱ |
| فرقہ بازی کے اسباب | ۱۳۳ |
| پہلی الہامی کتابیں مشکوک کیسے ہوئیں؟ | ۱۳۳ |
| کج بحثی سے اجتناب کا حکم | ۱۳۴ |
| دحض کا لغوی مفہوم | ۱۳۴ |
| اللہ کے میزان اتارنے کے مختلف مفہوم | ۱۳۵ |
| لطیف کا مفہوم | ۱۳۶ |
| دنیادار اور دیندار کے انجام کا موازنہ | ۱۳۶ |
| اللہ کے مقابلہ میں کن کن لوگوں کا حکم چلتا ہے | ۱۳۷ |
| الا المودۃ فی القربیٰ کے مختلف مفہوم | ۱۳۷ |
| مودۃ فی القربیٰ سے شیعہ حضرات کا استدلال اور اس کا جواب | ۱۳۸ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| توبہ کی شرائط | ۱۳۹ |
| دعا کی قبولیت کے لیے نیک اعمال کی شرط | ۱۳۹ |
| رزق کی کمی بیشی میں اللہ کی حکمتیں | ۱۴۰ |
| بارش اور مصنوعی آبپاشی کا تقابل | ۱۴۰ |
| مصائب کی قسمیں اور مختلف اسباب | ۱۴۱ |
| توکل کا معنی اور یہ مومن کی اہم صفت ہے | ۱۴۳ |
| فحاشی اور اس کا دائرہ | ۱۴۳ |
| غصہ اور اس کا جائز استعمال | ۱۴۴ |
| غصہ کو ضبط کرنے کا حکم | ۱۴۴ |
| مشورہ اور اس کے متعلقات | ۱۴۵ |
| اسلام میں خلیفہ کا انتخاب | ۱۴۶ |
| ظلم کے مقابلہ میں ڈٹ جانا اور ظالم سے بدلہ لینا | ۱۴۶ |
| زیادتی کا بدلہ لینے کے اصول | ۱۴۷ |
| نکیر کے مختلف مفہوم | ۱۴۸ |
| ایک دنیادار انسان کسی حال میں بھی اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتا | ۱۴۸ |
| اولاد کے بارے میں انسان کی بے بسی | ۱۴۹ |
| وحی کے مختلف طریقے | ۱۵۰ |
| آپ ﷺ کو وحی کی تمام صورتوں میں وحی ہوئی | ۱۵۰ |
| ہدایت کے سرچشمے کون کون سے ہیں؟ | ۱۵۱ |
| **سورۃ الزخرف** | |
| قرآن کے مخلوق ہونے سے متعلق معتزلہ کا استدلال اور اس کا جواب | ۱۵۳ |
| زمین گہوارہ کیسے ہے؟ | ۱۵۵ |
| راستوں سے راہ پانے کے دو مفہوم | ۱۵۵ |
| دنیا میں نازل ہونے والی بارش کی مجموعی مقدار یکساں رہتی ہے | ۱۵۵ |
| نباتات سے بعث بعد الموت پر دلیل | ۱۵۵ |
| سواری پر سوار ہونے کے وقت کی دعا | ۱۵۶ |
| بیٹی کی پیدائش پر اہل مکہ کے تیور بگڑنا | ۱۵۷ |
| گناہوں پر مشیت کی دلیل باطل ہے | ۱۵۸ |
| محض تقلید آباء سب سے بڑی گمراہی ہے | ۱۵۸ |
| تقلید آباء کے موید مترفین کا طبقہ ہوتا ہے | ۱۵۹ |
| سیدنا ابراہیم اور تقلید آباء کے دو پہلو | ۱۵۹ |
| قریش کے آپ ﷺ کی ذات پر اعتراضات | ۱۶۰ |
| نبوت اللہ کی خاص نعمت اور رحمت ہے | ۱۶۱ |
| بعد از موت انبیاء کی زندگی کے قائلین اور ان کا رد | ۱۶۴ |
| سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قوم کی طرف سے ایذا دہی | ۱۶۶ |
| فرعون کا اپنی قوم میں پروپیگنڈا | ۱۶۷ |
| فرعون کا قوم کے سامنے اپنا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا تقابل پیش کرنا | ۱۶۷ |
| معبودوں کا جہنم میں داخلہ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ | ۱۶۸ |
| مشرکوں کو ان کی اس مسکت دلیل کا جواب | ۱۶۸ |
| بنی اسرائیل کی فرقہ بندی اور اختلافات کی وجوہ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد | ۱۷۰ |
| سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق بنی اسرائیل کے اختلافات | ۱۷۰ |
| قیامت کو دینی دوستی کے علاوہ سب قسم کے دوست باہم دشمن بن جائیں گے | ۱۷۱ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| مشرکوں کے کچھ خدا آسمان میں اور کچھ زمین میں | ۱۷۳ | تکبر کرنے والوں کا انجام | ۱۸۵ |
| سفارش کی اجازت کیسے لوگوں کو ہوگی اور کن کے حق | | اخروی زندگی میں موت نہیں | ۱۸۶ |
| میں ہوگی؟ | ۱۷۴ | جنت میں داخلہ صرف اللہ کے فضل سے ہوگا اور اس | |
| **سورۃ الدخان** | | کی وجہ | ۱۸۶ |
| لیلۃ القدر اور شب برات ایک ہی رات ہے | ۱۷۶ | کیا قرآن آسان ہے یا مشکل ترین؟ | ۱۸۶ |
| لیلۃ القدر کو کس قسم کے فیصلے ہوتے ہیں؟ | ۱۷۷ | **سورۃ الجاثیۃ** | |
| آپ رحمۃ للعالمین تھے | ۱۷۷ | توحید کے دلائل | ۱۸۸ |
| قریش پر قحط کا عذاب | ۱۷۸ | توحید کی پہلی نشانی کائنات کا نظم و نسق | ۱۸۸ |
| دخان مبین سے کون سا دھواں مراد ہے | ۱۷۸ | دوسری نشانی انسان کی تخلیق۔ اندرونی | |
| فرعونیوں کی بار بار کی عہد شکنی | ۱۷۹ | اور بیرونی ساخت | ۱۸۸ |
| سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے مطالبہ | ۱۷۹ | تیسری نشانی توالد و تناسل اور بعث بعد الموت | ۱۸۸ |
| فرعون کا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ | ۱۸۰ | چوتھی نشانی زمین کو انسانوں اور جانوروں سے آباد کرنا | ۱۸۹ |
| سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اپنے اللہ سے فریاد | ۱۸۰ | پانچویں نشانی گردش لیل و نہار | ۱۸۹ |
| سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم اور تعاقب کی خبر | ۱۸۰ | چھٹی نشانی بارش کا نزول اور مخلوقات کیلئے رزق | ۱۸۹ |
| سمندر کو کھڑے کا کھڑے چھوڑنے کی ہدایت۔ اور | | عوامل سب ایک جیسے نباتات ہزاروں قسم کی | ۱۸۹ |
| فرعون کی غرقابی | ۱۸۱ | ہواؤں کی گردش اور اقسام | ۱۸۹ |
| زمین و آسمان کے رونے کے مختلف مفہوم | ۱۸۱ | مشرکین کن آیات کا تمسخر اڑاتے تھے | ۱۹۰ |
| بلاء کا لغوی مفہوم | ۱۸۲ | ورآء کا لغوی مفہوم | ۱۹۱ |
| قوم موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے احسانات | ۱۸۲ | کارسازوں کی اقسام | ۱۹۱ |
| کفار کا یہ اعتراض کہ ہمارے آباء کو زندہ کر کے دکھاؤ | ۱۸۳ | سمندر کو مسخر کرنا | ۱۹۱ |
| قوم تبع کا ذکر | ۱۸۳ | تمام اشیائے کائنات سے انسان کا استفادہ | ۱۹۲ |
| کفار کے اعتراض کا پہلا جواب تاریخ سے متعلق | ۱۸۳ | ایام اللہ کا مفہوم اور تذکیر بایام اللہ | ۱۹۲ |
| دوسرا عقلی جواب یہ کائنات بیکار پیدا نہیں کی گئی | ۱۸۴ | حکم کے مختلف مفہوم | ۱۹۳ |
| تیسرا جواب دوبارہ زندگی کا اصل وقت | ۱۸۴ | بنی اسرائیل پر اللہ کے احسانات | ۱۹۴ |
| اہل جہنم کی خوراک | ۱۸۵ | فرقہ بازی کی اصل وجوہ نفسانی خواہشات | ۱۹۴ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| کوئی بھی تعصب چھوڑنا گوارا نہیں کرتا | ۱۹۴ |
| اقامت دین کی پیشوائی بنی اسرائیل سے امت محمدیہ کو | ۱۹۴ |
| قرآن سب لوگوں کے لیے رحمت کیسے ہے؟ | ۱۹۵ |
| آخرت پر عدل کے تقاضے سے دلیل | ۱۹۶ |
| بدکردار اور نیکوکار کی دنیاوی زندگی کا تقابل | ۱۹۶ |
| آخرت پر دوسری عقلی دلیل اللہ کی حکمتیں | |
| اور ان کا تقاضا کوئی چیز عبث پیدا نہیں کی گئی۔ | ۱۹۶ |
| اپنی خواہشات کو معبود بنانا | ۱۹۷ |
| علم گمراہی کا سبب کیسے بنتا ہے؟ | ۱۹۷ |
| فلسفہ دہریت اور اس کا رد | ۱۹۷ |
| آخرت سے انکار کی بنیاد محض وہم وقیاس ہے جس پر | |
| کوئی علمی دلیل پیش نہیں کی جاسکتی | ۱۹۸ |
| دہریوں کی فریب خوردگی' دہر تو اللہ ہے | ۱۹۸ |
| منکرین آخرت کا اعتراض کوئی مردہ زندہ کرکے | |
| دکھادو | ۱۹۸ |
| اعتراض کے جواب | ۱۹۹ |
| انفرادی اور اجتماعی اعمال نامے | ۱۹۹ |
| اعمال ناموں کی حقیقت | ۱۹۹ |
| سب کامیابیوں کی اصل اللہ کی رحمت میں داخل | |
| ہونا ہے | ۲۰۰ |
| ایمان کے کسی بھی جز میں شک کرنے | |
| والے کافر ہیں | ۲۰۰ |
| استعتب کے معنی | ۲۰۱ |
| تکبر کی مذمت | ۲۰۱ |
| کبریائی صرف اللہ کو سزاوار ہے | ۲۰۱ |

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| **سورۃ الاحقاف** | |
| اللہ کی حکمت سے معاد پر دلیل | ۲۰۳ |
| اللہ کی صفت عدل سے معاد پر دلیل | ۲۰۳ |
| مشرکین مکہ سے شرک پر عقلی دلیل کا مطالبہ | ۲۰۳ |
| کتاب اللہ یا آثار سے نقلی دلیل کا مطالبہ | ۲۰۴ |
| آثار سے کیا مراد ہے؟ | ۲۰۴ |
| استجاب کے دو معنی اور مشرکوں کا رد | ۲۰۴ |
| من دون اللہ سے مراد یہاں بت نہیں | |
| بلکہ فوت شدہ بزرگ ہیں | ۲۰۵ |
| سماع موتی کی حقیقت | ۲۰۵ |
| اللہ کا فوت شدہ لوگوں کو سنانے کا ضابطہ | ۲۰۵ |
| کافر قرآن کو جادو کیوں کہتے تھے | ۲۰۶ |
| خود ساختہ کلام یا جادو؟ | ۲۰۶ |
| کسی کے انجام کی یقینی خبر صرف اللہ کو ہے | ۲۰۷ |
| بنی اسرائیل کے شاہد سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں | ۲۰۷ |
| عبداللہ بن سلام کے متعلق یہود کا تبصرہ | ۲۰۸ |
| یہود کی اپنے متعلق غلط فہمی | ۲۰۸ |
| والدہ بہتر سلوک کی والد سے زیادہ حقدار ہے | ۲۰۹ |
| رضاعت کی مدت شمار اور اس کے نتائج | ۲۱۰ |
| پختگی کی عمر کتنی ہے؟ | ۲۱۰ |
| سیدنا ابوبکرؓ پر خصوصی احسان | ۲۱۰ |
| اگر عقیدہ آخرت پرانا افسانہ ہے تو اس کا جواب بھی تو | |
| ایسا ہی پرانا افسانہ ہے | ۲۱۱ |
| آخرت کے منکر دنیا اور آخرت دونوں جگہ خسارے میں | ۲۱۲ |
| کافروں کو ان کے اچھے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی دے | |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
| --- | --- |
| دیا جاتا ہے | ۲۱۲ |
| مومنوں کا انداز فکر | ۲۱۳ |
| احقاف قوم عاد کا مسکن | ۲۱۳ |
| کسی بات کا نتیجہ غلط نکالنا بھی جہالت ہے اور قوم ہود | |
| کی جہالت | ۲۱۴ |
| قوم عاد پر عذاب بادل کی شکل میں نمودار ہوا تھا | ۲۱۴ |
| عاد پر عذاب کی نوعیت | ۲۱۵ |
| انسان سے پہلے زمین پر جنوں کی آبادی | ۲۱۶ |
| بعد میں نبوت صرف انسانوں میں | ۲۱۶ |
| جنوں کا آپ ﷺ کی زبان سے قرآن سننا | ۲۱۶ |
| جنوں کی خوراک | ۲۱۷ |
| سننے والے جنوں کی تبلیغ سے بہت سے جنوں کا ایمان | |
| لے آنا | ۲۱۷ |
| یہ جن پہلے تورات پر ایمان لا چکے تھے | ۲۱۸ |
| یہود کا اللہ پر تھک جانے کا الزام | ۲۱۸ |
| اولوالعزم انبیاء کون کون ہیں؟ | ۲۱۹ |
| **سورۃ محمد** (ﷺ) | |
| سورۂ محمدؐ کے نزول کا پس منظر | ۲۲۰ |
| مدینہ پہنچنے کے بعد پیدا ہونے والے شدید مسائل اور | |
| صرف دو ہی راستے | ۲۲۰ |
| صدّ کا لغوی مفہوم | ۲۲۰ |
| آپ ﷺ کی بعثت کے بعد سب کو آپ ﷺ کی | |
| نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ | ۲۲۰ |
| سیدنا عمرؓ کا تورات کے اوراق پڑھنا | ۲۲۱ |
| کفار کی نیکیاں برباد گناہ لازم جبکہ مومنوں کی حالت | |
| ان کے بالکل برعکس ہے | ۲۲۱ |
| جنگی قیدیوں سے متعلق ہدایات | ۲۲۲ |
| اسارئ بدر کے متعلق مشورہ اور فدیہ | ۲۲۳ |
| قیدیوں پر احسان کی مختلف صورتیں | ۲۲۳ |
| فدیہ کی مختلف صورتیں | ۲۲۳ |
| عرّف کے مختلف مفہوم | ۲۲۴ |
| تعسا کا لغوی مفہوم | ۲۲۴ |
| غزوہ احد کے اختتام پر ابوسفیان کی نعرہ بازی اور اس | |
| کا جواب | ۲۲۵ |
| کافروں کا کھانا پینا حیوانوں کی طرح ہے | ۲۲۶ |
| ہجرت کے وقت آپ ﷺ کے الوداعی کلمات | ۲۲۶ |
| جنت کے چار مشروبات کی صفات | ۲۲۷ |
| علامات قیامت | ۲۲۸ |
| جہاد کے حکم پر منافقوں کی حالت زار | ۲۳۰ |
| منافقوں سے کسی بھلائی کی توقع محال ہے۔ | ۲۳۰ |
| قطع رحمی، ام ولد کی خرید و فروخت کی ممانعت | ۲۳۱ |
| جہاد کی برکات | ۲۳۱ |
| منافقین کا یہود سے درپردہ معاہدہ | ۲۳۲ |
| موت سے فرار نا ممکن ہے۔ | ۲۳۲ |
| عذاب قبر کا ثبوت | ۲۳۲ |
| حق و باطل کی جنگ میں جس شخص کی ہمدردیاں | |
| کافروں سے ہوں وہ مسلمان نہیں رہتا۔ | ۲۳۳ |
| منافقوں کو برسرعام ننگا کرنا اللہ کی حکمت کے خلاف ہے | ۲۳۳ |
| نور فراست سے منافق پہچانے جا سکتے ہیں | ۲۳۳ |
| سیدنا حذیفہ بن یمان رازدان رسول ﷺ | ۲۳۳ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| بداء یعنی اللہ کے حدوث علم کا گمراہ کن عقیدہ | ۲۳۴ | حدیبیہ میں پانی کی قلت اور آپ ﷺ کے معجزات | ۲۴۳ |
| اعمال کو برباد کرنے والے کام | ۲۳۴ | بارش کو سیاروں سے منسوب کرنے والا کافر ہے | ۲۴۳ |
| دشمن سے صلح یا سمجھوتہ کی درخواست نہ کی جائے | ۲۳۵ | صلح حدیبیہ میں مسلمانوں کے جذبات کی دو انتہائیں | ۲۴۳ |
| غلبہ سے مراد سیاسی غلبہ ہی نہیں بلکہ دلیل و حجت کا | | جذبات میں سکون اللہ کی طرف سے تھا | ۲۴۴ |
| غلبہ بھی ہے | ۲۳۵ | منافقوں کا گمان کہ اب مسلمان کبھی واپس نہ | |
| دنیادار کے لئے دنیوی زندگی کھیل تماشا ہے | ۲۳۶ | آسکیں گے۔ | ۲۴۴ |
| دوسرے لوگوں سے مراد اہل فارس ہیں | ۲۳۶ | بیعت رضوان خون پر بیعت تھی۔ | ۲۴۶ |
| اہل فارس کی شاندار دینی خدمات | ۲۳۷ | سیدنا عثمان کی بیعت کی صورت | ۲۴۶ |
| **سورۃ الفتح** | | یہ بیعت دراصل اللہ ہی سے عہد تھا | ۲۴۶ |
| آپ ﷺ کو بیت اللہ کے طواف کا خواب آنا | ۲۳۸ | امیر کی سمع واطاعت کی بیعت لازم ہے | |
| ۱۴۰۰ صحابہ کے ساتھ مکہ کو روانگی | ۲۳۸ | خواہ یہ بالواسطہ ہو | ۲۴۷ |
| کافروں کا روکنا اور آمادۂ جنگ ہونا | ۲۳۸ | پیروں فقیروں کی بیعت؟ | ۲۴۷ |
| حدیبیہ کے مقام پر فروکشی | ۲۳۸ | منافق کن وجوہ کی بنا پر صلح حدیبیہ کے سفر میں ساتھ | |
| سیدنا عثمان کی شہادت کی افواہ اور بیعت رضوان | ۲۳۸ | نہیں گئے تھے | ۲۴۷ |
| سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت | ۲۳۹ | منافقوں کا گمان کہ مسلمان بچ کر نہ آسکیں گے | ۲۴۸ |
| سفارتوں کے تبادلے اور صلح حدیبیہ | ۲۳۹ | منافقوں کی غزوہ خیبر میں شمولیت کی خواہش کیوں | |
| شرائط قبول کرنے کی وجوہ | ۲۳۹ | تھی؟ | ۲۴۹ |
| جانوروں کی قربانی | ۲۴۰ | غزوہ خیبر میں صرف ان مسلمانوں کو ساتھ لیا گیا جو | |
| عمرہ قضا | ۲۴۰ | بیعت رضوان میں شامل تھے۔ | ۲۴۹ |
| شرائط صلح پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بے قراری | ۲۴۰ | منافقوں کا جواب بھی ناانصافی پر مبنی ہے | ۲۵۰ |
| صلح حدیبیہ کی توہین آمیز شرائط سے خیر کے پہلو کیسے | | جنگجو قوم کونسی تھی؟ ثقیف، ہوازن اور بنو حنیفہ | ۲۵۰ |
| پیدا ہوئے؟ | ۲۴۱ | خیبر پر حملہ کا آغاز | ۲۵۱ |
| ابوجندل کی حالت زار اور فریاد | ۲۴۱ | آپ ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کرنا | ۲۵۱ |
| صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ کی عبادت میں اضافہ | ۲۴۲ | سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور مرحب کا مقابلہ | ۲۵۲ |
| صلح حدیبیہ میں اللہ کے چار احسانات | ۲۴۲ | یہود کی جان بخشی کی شرائط | ۲۵۲ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
| --- | --- |
| نصف پیداوار کی شرط پر یہود سے مصالحت | ۲۵۲ |
| زہریلی بکری سے آپ ﷺ کو ختم کرنے کی سازش | ۲۵۳ |
| فتح خیبر کے اثرات | ۲۵۳ |
| خیبر کے اموال غنائم اور اموال فئے | ۲۵۳ |
| ان اموال میں حبشہ کے مہاجرین کا حصہ | ۲۵۳ |
| جہاد فرض عین نہیں | ۲۵۴ |
| صحابہ کرام ؓ پر طعن کرنے والے؟ | ۲۵۵ |
| درخت جس کے نیچے بیعت کی گئی تھی | ۲۵۵ |
| اس دن جنگ کو روکنا اللہ کا احسان تھا | ۲۵۶ |
| حدیبیہ کے مقام پر جنگ نہ ہونے کی حکمتیں | ۲۵۶ |
| صلح حدیبیہ کیسے فتح مکہ کا پیش خیمہ بنی؟ | ۲۵۷ |
| حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ کا معجزہ اور پانی کی مشکل کا حل | ۲۵۸ |
| صلح کی تفصیل | ۲۵۸ |
| بدیل بن ورقاء کے ہاتھ آپ ﷺ کا پیغام اور اس کا جواب | ۲۵۹ |
| قریش کے پہلے سفیر عروہ بن مسعود کی رپورٹ | ۲۵۹ |
| دوسرے سفیر کی رپورٹ | ۲۵۹ |
| تیسرا سفیر سہیل بن عمرو، اس کے اعتراضات اور صلح کی شرائط | ۲۵۹ |
| ابو جندل کا قصہ | ۲۶۰ |
| سیدنا عمر ؓ کی دینی غیرت | ۲۶۰ |
| صحابہ ؓ پر مایوسی کا عالم اور قربانی کرنے سے گریز | ۲۶۰ |
| ابو بصیر اور ابو جندل کا قصہ | ۲۶۰ |
| حدیبیہ میں جنگ نہ لڑنے کا ایک بہت اہم پہلو | ۲۶۱ |
| صلح حدیبیہ کا اہل عرب پر تاثر | ۲۶۱ |
| قریش کی جاہلانہ حمیت | ۲۶۲ |
| عمرہ کے خواب کی حقیقت | ۲۶۲ |
| ایفائے عہد کی مثال | ۲۶۲ |
| عمرہ قضا کو کس لحاظ سے عمرہ قضا کہا جاتا ہے | ۲۶۳ |
| تحریر صلح پر اعتراضات | ۲۶۴ |
| صحابہ کے خصائل | ۲۶۴ |
| کافروں کے سامنے شان و شوکت کا مظاہرہ درست ہے | ۲۶۴ |
| جنگ احد میں ابو دجانہ کا کردار | ۲۶۴ |
| صحابہ کی دوسری صفت باہمی ہمدردی | ۲۶۴ |
| تیسری صفت شب بیداری اور عبادت گزاری | ۲۶۵ |
| چوتھی صفت ناگوار حالات میں اسلام کے پودے کو پروان چڑھانے والی جماعت | ۲۶۵ |
| **سورۃ الحجرات** | |
| آپ کا ادب و احترام | ۲۶۷ |
| اجتہاد صرف اس وقت جائز ہے جب نص موجود نہ ہو | ۲۶۷ |
| آواز مقابلتاً پست ہونی چاہیے۔ | ۲۶۸ |
| نبی سے انداز گفتگو شائستہ ہونا چاہیے | ۲۶۹ |
| گھر سے بلانے میں ادب کے تقاضے | ۲۶۹ |
| خبر کی تحقیق کی ضرورت اس صورت میں ہے جب خبر دینے والے کا کردار پوری طرح معلوم نہ ہو | ۲۶۹ |
| اپنی خواہشات کو حق کے پیچھے چلانے کی ادا سیکھو | ۲۷۰ |
| آپس میں لڑائی کرنا مومنوں کا کام نہیں | ۲۷۱ |
| مسلمانوں میں صلح کرنا او عدل کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے | ۲۷۱ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| شماس بن قیس یہودی کا اوس وخزرج کو لڑانا | ۲۷۲ |
| آپ ﷺ کا ان میں صلح کرانا | ۲۷۲ |
| غزوہ بنی مصطلق میں عبداللہ بن ابی کا انصار ومہاجرین کو لڑانا | ۲۷۲ |
| اگر صلح نہ کرا سکے تو غیر جانبدار رہے | ۲۷۲ |
| لڑائی کی روک تھام | ۲۷۳ |
| مذاق اڑانے سے پرہیز | ۲۷۳ |
| طنز اور طعنہ سے اجتناب | ۲۷۳ |
| لقب کا مفہوم اور قسمیں | ۲۷۳ |
| برے نام رکھنے یا ایسے نام سے بلانے کی ممانعت | ۲۷۴ |
| گالی دینا مسلمان کا شیوہ نہیں | ۲۷۴ |
| سوئے ظن سے پرہیز | ۲۷۴ |
| کسی کی ٹوہ لگانے سے پرہیز | ۲۷۵ |
| غیبت سے اجتناب | ۲۷۵ |
| غیبت کی حرمت سے استثناء کی صورتیں | ۲۷۵ |
| اقوام کی لڑائی جھگڑوں کی بنیاد اور ان کا سد باب | ۲۷۶ |
| برتری کی بنیاد صرف تقویٰ ہے | ۲۷۶ |
| منافق بدوی قبائل کا اسلام کیسا تھا؟ | ۲۷۷ |
| اسلام اور ایمان میں فرق | ۲۷۷ |
| بدوی قبائل کن اغراض کے تحت ایمان لائے تھے | ۲۷۸ |
| **سورۃ ق** | |
| قرآن کی شان | ۲۷۹ |
| کفار کا پہلا اعتراض رسول ان میں سے کیوں ہے؟ | ۲۷۹ |
| دوسرا اعتراض بعث بعد الموت پر | ۲۷۹ |
| دوسرے اعتراض کا جواب | ۲۷۹ |

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| پہلے اعتراض کے متعلق کفار کی بدحواسی | ۲۸۰ |
| اثبات توحید اور بعث بعد الموت پر دلائل | ۲۸۰ |
| زمین کی تخلیق اور فوائد | ۲۸۰ |
| پہاڑوں کی تخلیق اور فوائد | ۲۸۰ |
| آب وہوا ایک جیسی نباتات مختلف | ۲۸۱ |
| بارش سے نباتات کی روئیدگی اور بعث بعد الموت | ۲۸۱ |
| نباتات کی روئیدگی سے بعث بعد الموت پر دلیل | ۲۸۲ |
| آخرت کی منکر اقوام کا انجام | ۲۸۲ |
| شیطان کا انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑنا | ۲۸۳ |
| اللہ کا رگ جان سے زیادہ نزدیک ہونا | ۲۸۳ |
| کراما کاتبین کا ریکارڈ رکھنا | ۲۸۳ |
| موت پر سب حقائق کا انکشاف | ۲۸۴ |
| نفخہ صور ثانی | ۲۸۴ |
| قیامت کے دن مطیع اور مطاع کا جھگڑا | ۲۸۶ |
| قیامت کو جہنم کا کلام کرنا | ۲۸۶ |
| جنت اور دوزخ کا باہمی مکالمہ | ۲۸۷ |
| جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی رضامندی | ۲۸۸ |
| یہود ونصاریٰ کا اللہ تعالیٰ پر الزام 'ساتویں دن آرام کیا' | ۲۸۹ |
| جنت میں دیدار الٰہی | ۲۸۹ |
| پانچ نمازوں کے اوقات | ۲۸۹ |
| نمازوں کے بعد نوافل اور ذکر اذکار | ۲۸۹ |
| نباتات اور انسان کی دوبارہ پیدائش میں مماثلت کے پہلو | ۲۹۰ |
| **سورۃ الذاریات** | |
| بارش سے تعلق رکھنے والی ہوائیں اور ان کی اقسام | ۲۹۲ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| آخرت دراصل انسان کے امتحان کے نتیجہ کا دن ہے جس پر جزاوسزا مرتب ہوگی | ۲۹۲ |
| حبك کا لغوی مفہوم | ۲۹۲ |
| آسمان کے نظم ونسق سے معاد پر دلیل | ۲۹۳ |
| آخرت سے انکار بلادلیل ہے۔ اور محض وہم وقیاس ہے | ۲۹۳ |
| فتنہ کا لغوی مفہوم | ۲۹۳ |
| عذاب کے لئے جلدی مچانا اپنے آپ سے دشمنی ہے | ۲۹۴ |
| محسنین کی صفات | ۲۹۴ |
| ھجع کے لغوی مفہوم اور استغفار کرنا | ۲۹۴ |
| مال میں سائل اور محروم کا حق | ۲۹۴ |
| زمین میں مختلف قسم کی قدرت کی نشانیاں | ۲۹۵ |
| انسان کے اپنے وجود میں نشانیاں | ۲۹۵ |
| سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ہاں فرشتوں کی آمد | ۲۹۶ |
| سیدنا ابراہیم کو اسحاق کی خوشخبری | ۲۹۷ |
| خطب کا لغوی مفہوم | ۲۹۸ |
| ذکر قوم لوط | ۲۹۸ |
| قوم لوط میں مسلمانوں کا صرف ایک گھرانہ تھا | ۲۹۸ |
| لوگوں کے لئے نشانی بحیرہ مردار | ۲۹۸ |
| فرعون سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر یا دیوانہ کیوں کہتا تھا؟ | ۲۹۹ |
| قوم عاد پر تباہ کن ہوا | ۲۹۹ |
| ذکر قوم ثمود | ۳۰۰ |
| گرنے والی بجلی کا عذاب | ۳۰۰ |
| ذکر قوم نوح | ۳۰۰ |
| سب قوموں کے ایک جیسے جرم اور انجام سے سبق | ۳۰۱ |

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| کائنات کی وسعت | ۳۰۱ |
| زمین گہوارہ کیسے ہے؟ | ۳۰۱ |
| ہر چیز کے جوڑے اور زوج کے مختلف مفہوم | ۳۰۱ |
| ہر نبی کو ساحر اور دیوانہ کہا جاتا رہا ہے | ۳۰۲ |
| سب کافروں میں قدر مشترک | ۳۰۲ |
| عبادت کا وسیع مفہوم | ۳۰۳ |
| اہل عرب غلاموں کی کمائی کھاتے تھے اور اللہ اپنے بندوں کو کھلاتا ہے۔ | ۳۰۴ |
| متین کا لغوی مفہوم | ۳۰۴ |
| **سورۃ الطور** | |
| کوہ طور کے مختلف نام اور محل وقوع | ۳۰۵ |
| رق کا لغوی مفہوم | ۳۰۵ |
| بیت المعمور کون سا گھر ہے؟ | ۳۰۵ |
| پانچ قسموں کی تفصیل | ۳۰۶ |
| مور کا لغوی مفہوم | ۳۰۶ |
| جنت میں داخلہ محض اللہ کی مہربانی سے ہوگا | ۳۰۷ |
| کم درجہ والی اولاد کو والدین سے ملا دینا | ۳۰۸ |
| ہر شخص کے اللہ کے ہاں گروی ہونے کا مفہوم | ۳۰۸ |
| جنت میں شراب کے دور اور نوخیز لڑکے | ۳۰۸ |
| کفار کا آپ کو کاہن' دیوانہ اور شاعر کے القابات سے نوازنا | ۳۰۹ |
| قریش مکہ کا حقیقت حال سے پوری طرح واقف ہونا | ۳۱۰ |
| قرآن سے متعلق قریش کے آپ پر الزامات | ۳۱۱ |
| دہریت و نیچریت کا رد | ۳۱۱ |
| کافروں کی ہٹ دھرمی کی انتہا | ۳۱۱ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| **سورة النجم** | |
| رسول اللہ ﷺ کے اقوال کی شرعی حیثیت اور منکرین حدیث | ۳۱۵ |
| آپ کا سیدنا جبرئیل کو پہلی بار اصلی شکل میں دیکھنا | ۳۱۷ |
| کیا رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل کو دیکھا یا اللہ کو | ۳۱۹ |
| سدرۃ المنتھی کا محل وقوع اور اہمیت | ۳۲۰ |
| جبرئیل علیہ السلام بھی اللہ کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں | ۳۲۰ |
| مشرکین مکہ کی کئی دیویاں لات، عزیٰ اور منات | ۳۲۱ |
| مشرکین مکہ کی آرزو۔ معبود ایسا ہو جو کسی قسم کی بھی پابندیاں نہ لگائے | ۳۲۲ |
| سفارش کا ضابطہ | ۳۲۲ |
| اپنی دیویوں سے متعلق مشرکین مکہ کے عقائد | ۳۲۲ |
| مشرکین مکہ کا مبلغ علم کیا تھا؟ | ۳۲۳ |
| اپنے منہ میاں مٹھو بننا کیوں غلط ہے؟ | ۳۲۴ |
| سیدنا ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے صحائف کی تعلیم | ۳۲۶ |
| قانون جزا و سزا کی دفعات | ۳۲۶ |
| جن اعمال کا بدلہ موت کے بعد ملتا رہتا ہے | ۳۲۷ |
| ایصال ثواب کا مسئلہ | ۳۲۷ |
| بدعت کی تعریف اور اقسام | ۳۲۸ |
| معذور لوگوں کے متعلق اشتراکی نظریہ | ۳۲۹ |
| اقنٰی کا لغوی مفہوم | ۳۳۰ |
| شعریٰ ستارہ اور اس کے پجاری | ۳۳۰ |
| ظالم قوموں کی تباہی بھی بنی نوع انسان کے لئے نعمت ہے | ۳۳۱ |
| مسلمانوں کے ساتھ کافروں کا بھی سجدہ ریز ہونا | ۳۳۲ |
| **سورة القمر** | |
| چاند کے پھٹنے پر اعتراضات اور ان کے جواب | ۳۳۴ |
| سیدنا نوح اور ان کی قوم کا ذکر | ۳۳۶ |
| طوفان نوح کا منظر | ۳۳۶ |
| کشتی نوح اور قوم کا تمسخر | ۳۳۶ |
| طوفان میں کشتی کا منظر | ۳۳۶ |
| کشتی نوح نشانی کے طور پر | ۳۳۷ |
| قرآن کی خوبیاں اور آسان زبان | ۳۳۷ |
| کیا کوئی دن بذات خود نحس یا سعد ہوتا ہے | ۳۳۷ |
| قوم عاد اور اسکا انجام | ۳۳۸ |
| قوم ثمود کے سیدنا صالح کو جھٹلانے کی تین وجوہ | ۳۳۸ |
| ناقۃ اللہ کی صفات اور قوم کی آزمائش | ۳۳۹ |
| قوم کا ناقۃ اللہ کو زخمی کر دینا | ۳۳۹ |
| چیخ کا عذاب | ۳۴۰ |
| قوم لوط پر عذاب | ۳۴۰ |
| سیدنا لوط کو قوم کی دھمکیاں | ۳۴۰ |
| عذاب کی نوعیت | ۳۴۰ |
| فرعون کی خدائی اور فرعونیوں کا حشر | ۳۴۱ |
| ہجرت حبشہ | ۳۴۲ |
| یہ پیش گوئی اس وقت کی گئی جب مسلمان شعب ابی طالب میں محصور تھے اور بدر کے دن پوری ہوئی | ۳۴۲ |
| سحر کا لغوی مفہوم | ۳۴۳ |
| اللہ کا ہر چیز کو اندازے سے پیدا کرنا | ۳۴۳ |
| اشیاع کا لغوی مفہوم | ۳۴۴ |


www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| **سورة الرحمٰن مدنية** | |
| ہر مالک کا اپنے مملوک کو بتانا ضروری ہے کہ وہ اس سے کتنا کام لینا چاہتا ہے۔لہذا قرآن اتارا گیا | ۳۴۵ |
| چاند اور سورج میں نظم کی بنا پر انسانوں کو پہنچنے والے فائدے | ۳۴۵ |
| میزان کا مفہوم | ۳۴۶ |
| انام کا لغوی مفہوم | ۳۴۶ |
| اشتراکی نظریہ کا رد | ۳۴۶ |
| آلاء کا لغوی مفہوم | ۳۴۷ |
| آدم کی تخلیق کے مراحل | ۳۴۷ |
| جنوں کی تخلیق اور نسل | ۳۴۷ |
| مرجان برزخی مخلوق | ۳۴۸ |
| ہر چیز فنا ہونے والی ہے 'استثناء صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے | ۳۴۹ |
| اللہ تعالیٰ کے نت نئے کام | ۳۴۹ |
| اللہ تعالیٰ کا لوگوں سے حساب لینا بھی نعمت ہے | ۳۵۰ |
| نَفَذَ کا لغوی مفہوم | ۳۵۰ |
| عبقری کا لغوی مفہوم | ۳۵۵ |
| **سورة الواقعة مكية** | |
| سابقون الاولون سے مراد | ۳۵۸ |
| شراب کے نقصانات اور فائدے | ۳۵۹ |
| عربا اترابا کا لغوی مفہوم | ۳۶۱ |
| حنث عظیم کا مفہوم | ۳۶۱ |
| دوسری تخلیق زمین کے پیٹ میں اور اس کیلئے طبعی قوانین بالکل جداگانہ ہوں گے۔ | ۳۶۳ |
| زمین کے پیٹ میں بیج کے تخلیقی مراحل | ۳۶۴ |
| بیج پر ممکنہ آفات | ۳۶۴ |
| آبی بخارات تو کھاری پانی کے ہوں اور بارش کا پانی خوشگوار | ۳۶۴ |
| درختوں کا سب سے بڑا فائدہ۔آگ کا حصول | ۳۶۵ |
| مقوین کا لغوی مفہوم | ۳۶۵ |
| مطھرون سے مراد کون؟ | ۳۶۶ |
| موت کا منظر اور انسان کی بے بسی | ۳۶۷ |
| تسبیح و تحمید کی فضیلت اور فوائد | ۳۶۸ |
| **سورة الحديد مدنية** | |
| ہر چیز کی تسبیح کا مفہوم | ۳۶۹ |
| اللہ کی معیت کیسے؟ | ۳۷۰ |
| اللہ کی میراث ہونے کے مختلف پہلو | ۳۷۲ |
| قرض حسنہ کے سلسلہ میں دس ہدایات | ۳۷۳ |
| قرض حسنہ کے دو فائدے | ۳۷۳ |
| نور ایمانی کا انحصار ایمان کی کمی بیشی پر | ۳۷۴ |
| میدان محشر میں منافقوں کی مسلمانوں کے ساتھ رہنے اور ساتھ جانے کی التجا اور سوال وجواب | ۳۷۴ |
| جو اللہ کو سرپرست نہ بنائے اس کی سرپرست جہنم ہے | ۳۷۶ |
| قرآن کی آیت جس نے فضیل بن عیاض کی زندگی کا رخ بدل دیا | ۳۷۷ |
| مومن اور منافق پر وحی کے اثر کا تقابل | ۳۷۷ |
| صدیق کے دو مفہوم | ۳۷۸ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| صدیق کی گواہی کے دو مفہوم | ۳۷۸ |
| انسانی اور نباتاتی زندگی کا تقابل | ۳۷۹ |
| جنت کی وسعت | ۳۷۹ |
| جنت صرف اللہ کی مہربانی سے ملے گی | ۳۸۰ |
| مسئلہ تقدیر کی مصلحت | ۳۸۱ |
| مال کے فتنہ ہونے کے مختلف پہلو | ۳۸۱ |
| فتنہ وفساد کی روک تھام' دین کے غلبہ اور نظام عدل کے قیام کے لیے تین چیزوں کی ضرورت | ۳۸۱ |
| نبوت کا ضابطہ | ۳۸۲ |
| رأفة کا لغوی مفہوم | ۳۸۳ |
| رہبانیت کا مفہوم | ۳۸۳ |
| رہبانیت ایک بدعت ہے | ۳۸۳ |
| بدعت ہمیشہ نیکی کا کام سمجھ کر شروع کی جاتی ہے | ۳۸۳ |
| دین طریقت اور چہار ترک | ۳۸۴ |
| واقعہ جریج | ۳۸۴ |
| ماں کی گود میں کلام کرنے والے بچے | ۳۸۵ |
| رہبانیت کے معاشرہ پر ناخوشگوار اثرات | ۳۸۶ |
| شرعی لحاظ سے رہبانیت مذموم چیز ہے | ۳۸۶ |
| رہبانیت کے متعلق چند احادیث اور ان سے حاصل ہونے والے نتائج | ۳۸۷ |
| دوہرا اجر صرف ایمان والے اہل کتاب کیلئے ہی مختص نہیں | ۳۸۸ |
| **سورة المجادلة** | |
| ظہار کے احکام کا پس منظر | ۳۸۹ |
| ظہار سے نہ طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ بیوی ماں بن سکتی ہے۔ | ۳۹۰ |
| ظہار کرنا گناہ کبیرہ ہے | ۳۹۰ |
| ظہار کا کفارہ۔ کفارہ سے متعلق احکام | ۳۹۰ |
| کفارہ دینے والے کے حالات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ | ۳۹۱ |
| ظہار کی آیات کن کن چیزوں پر ثبوت فراہم کرتی ہیں | ۳۹۲ |
| حاد کا لغوی مفہوم | ۳۹۲ |
| مشورہ اور مشیروں کی تعداد اور جمہوریت پسند | ۳۹۳ |
| منافقوں کی سرگوشیاں | ۳۹۴ |
| یہود اور منافقین کا آپ ﷺ کو السام علیک کہنا | ۳۹۴ |
| سرگوشی کی تین صورتیں اور ان کے احکام | ۳۹۵ |
| سرگوشی سے منافقوں کا مقصد | ۳۹۶ |
| آداب مجلس | ۳۹۶ |
| مجالس میں نظم وضبط | ۳۹۷ |
| آپ سے سرگوشی کرنے پر صدقہ کی عارضی پابندی اور اس کے فوائد | ۳۹۷ |
| آپ سے سرگوشی کی عام اجازت کے نقصانات | ۳۹۸ |
| صدقہ کی پابندی کا خاتمہ | ۳۹۸ |
| منافقوں کی یہود سے ملی بھگت | ۳۹۹ |
| منافقوں کو قسمیں کھانے کی پختہ عادت | ۳۹۹ |
| استحوذ کا لغوی مفہوم | ۴۰۰ |
| اسلامی نقطہ نظر سے سیاسی پارٹیاں صرف دو ہو سکتی ہیں ایک حزب اللہ اور دوسری حزب الشیطان | ۴۰۰ |
| اہل حق کا غلبہ کن کن معنوں میں ہوتا ہے؟ | ۴۰۰ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| کافروں سے دوستی رکھنا بھی کفر ہے | ۴۰۱ |
| جنگ کے دوران کافر اقرباء سے مسلمانوں کا سلوک | ۴۰۱ |
| **سورۃ الحشر** | |
| یہود مدینہ کے تینوں قبائل کا تعارف | ۴۰۳ |
| میثاق مدینہ کی دفعات | ۴۰۳ |
| یہودی قبائل سے امن کے معاہدے | ۴۰۴ |
| بنو قینقاع کی شرارت، بلوہ اور محاصرہ | ۴۰۴ |
| بنو قینقاع کی جلاوطنی | ۴۰۴ |
| آپ ﷺ کا بنو نضیر سے دیت میں حصہ کا مطالبہ | ۴۰۵ |
| آپ ﷺ کو قتل کی یہودی سازش | ۴۰۵ |
| آپ ﷺ کو اس سازش کا وحی سے علم ہونا | ۴۰۵ |
| یہود کی جلاوطنی کا حکم | ۴۰۵ |
| عبداللہ بن ابی کی شہ پر ڈٹ جانا | ۴۰۵ |
| عبداللہ بن ابی کی وعدہ خلافی | ۴۰۶ |
| یہود کا ہتھیار ڈالنا اور جلاوطنی | ۴۰۶ |
| محاصرہ کے وقت مسلمانوں کا درخت کاٹنا اور مخالفین کا شور وغوغا | ۴۰۷ |
| بنو نضیر کا اخراج | ۴۰۷ |
| اموال فے میں مجاہدین کا کچھ حصہ نہیں | ۴۰۸ |
| اموال فے بیت المال کی ملکیت ہوتے ہیں۔ | ۴۰۸ |
| اسلام کے معاشی نظام کے چند سنہری اصول | ۴۰۹ |
| رسول اللہ ﷺ کا فرمان یقینی شرعی حجت اور واجب الاتباع ہے | ۴۰۹ |
| منکرین حدیث کا ایک اعتراض اور اس کا جواب | |
| عبداللہ بن مسعودؓ کی وضاحت | ۴۱۰ |
| اموال فے میں محتاج مہاجرین کا حصہ | ۴۱۱ |
| انصار کا مہاجرین کیلئے ایثار اور فے میں ان کا حصہ | ۴۱۱ |
| مہاجرین کی آمد پر انصار کی خوشی | ۴۱۲ |
| انصار کے ایثار کا ایک منفرد واقعہ | ۴۱۲ |
| لفظ شحّ کا لغوی معنی | ۴۱۳ |
| اموال فے میں بعد میں آنیوالے مسلمانوں کا حصہ | ۴۱۳ |
| سیدنا عمرؓ کا عراق کی زمینوں کو قومی تحویل میں لینا | ۴۱۴ |
| نزاع کے وقت امیر کے اختیارات کی تعیین | ۴۱۴ |
| صحابہ کرام سے دشمنی رکھنے والوں کو تنبیہ | ۴۱۵ |
| یہود و منافقین میں جرأت کا فقدان | ۴۱۶ |
| ان کے اتحاد کی بنیاد محض اسلام دشمنی ہے | ۴۱۶ |
| شیطان کا طریقہ واردات | ۴۱۷ |
| جنگ بدر میں شیطان کی آمد اور فرار | ۴۱۷ |
| ہر شخص کو آخرت کا دھیان رکھنا چاہئے | ۴۱۷ |
| اللہ کو بھولنے کا لازمی نتیجہ خود فراموشی ہوتا ہے | ۴۱۸ |
| قرآن کی عظمت اور انسان کی غفلت | ۴۱۸ |
| غیب اور شہادت سے کیا مراد ہے؟ | ۴۱۹ |
| رحمٰن اور رحیم میں فرق | ۴۱۹ |
| اسمائے حسنٰی کی لغوی تشریح | ۴۲۰ |
| **سورۃ الممتحنۃ** | |
| غزوہ مکہ کا فوری سبب | ۴۲۲ |
| غزوہ مکہ کی مہم میں رازداری | ۴۲۲ |
| حاطب بن ابی بلتعہ کا کفار مکہ کو خط اور راز فاش ہونے | |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| کا خطرہ | ۴۲۳ |
| آپ ﷺ کا خط واپس لانے کے لئے وفد بھیجنا | ۴۲۳ |
| حاطب سے باز پرس | ۴۲۳ |
| آپ ﷺ کا حاطب کی معذرت قبول کرنا | ۴۲۳ |
| ان آیات سے کن کن چیزوں پر ثبوت مہیا ہوتا ہے' | ۴۲۴ |
| اگر کوئی مسلمان دانستہ راز فاش کرے تو وہ قابل گردن زدنی ہے | ۴۲۴ |
| سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا اپنی قوم کو دوٹوک جواب تمہارے لیے نمونہ ہے | ۴۲۵ |
| باپ کے حق میں دعائے مغفرت پھر رجوع | ۴۲۶ |
| انبیاء کا آخری عمل قابل تقلید ہوتا ہے | ۴۲۶ |
| مشرک کے لیے دعائے مغفرت بھی جائز نہیں | ۴۲۶ |
| فتح مکہ سے پیشتر کفار مکہ کے ایمان لانے کی خوشخبری | ۴۲۷ |
| لڑنے کا حکم صرف ان کافروں سے ہے جو دکھ پہنچاتے اور معاندانہ سرگرمیوں میں مشغول ہوں۔ عام کافروں سے نہیں۔ محض کفر لڑائی کا سبب نہیں بن سکتا۔ | ۴۲۸ |
| ہجرت کرنے والوں کی تین قسمیں | ۴۲۹ |
| میاں بیوی دونوں مسلمان اور ہجرت کر کے مدینہ آ گئے | ۴۲۹ |
| میاں مسلمان مدینہ میں، بیوی کافر مکہ میں | ۴۲۹ |
| بیوی مسلمان مدینہ میں، میاں کافر مکہ میں | ۴۲۹ |
| ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کا امتحان | ۴۲۹ |
| کافر عورتوں کے نکاح کی تنسیخ اور حق مہر کی ادائیگی کے طریقے | ۴۳۰ |
| عورتوں کی بیعت کن باتوں پر | ۴۳۱ |

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| بہتان کی قسمیں | ۴۳۲ |
| عورتوں سے بیعت کا طریقہ | ۴۳۲ |
| میت پر نوحہ کی ممانعت | ۴۳۲ |
| بیعت سے متعلق چند احادیث | ۴۳۲ |
| اصحاب قبور سے کافروں کی مایوسی کی مختلف توجیہات | ۴۳۳ |
| **سورۃ الصف** | |
| قول و فعل کا تضاد بہت بری خصلت ہے | ۴۳۴ |
| جہاد کے سلسلہ میں تین ہدایات | ۴۳۴ |
| بنی اسرائیل کا اپنے نبی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تکلیفیں پہنچانا | ۴۳۵ |
| تورات اور انجیل دونوں کے صرف تراجم ہی ملتے ہیں۔ اصل نسخے کہیں بھی موجود نہیں۔ | ۴۳۶ |
| انجیل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بہت بعد تالیف ہوئی | ۴۳۶ |
| تحریف کے باوجود ان کتابوں میں آپ ﷺ کی ایسی علامات موجود ہیں جن کی بنا پر عبداللہ بن سلام اور نجاشی نے تصدیق کی | ۴۳۶ |
| نصاریٰ نے اللہ پر کیا کیا بہتان باندھے؟ | ۴۳۷ |
| اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لیے دشمن اقوام کے منصوبے | ۴۳۷ |
| مشرکوں کو خالص توحید ناگوار گزرتی ہے۔ | ۴۳۸ |
| **سورۃ الجمعۃ** | |
| یہود اُمّی کا لفظ حقارت اور طنز کے طور پر بولتے تھے | ۴۴۱ |
| دور جاہلیت میں عرب معاشرہ کی حالت | ۴۴۱ |
| آپ ﷺ تمام لوگوں کے لیے اور تا قیام قیامت رسول ہیں | ۴۴۲ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| اہل فارس کی خدمت اسلام | ۴۴۲ |
| پڑھے لکھے یہود کا اخلاقی انحطاط | ۴۴۳ |
| عالم بے عمل کی گدھے سے تشبیہ | ۴۴۳ |
| یہودی موت کی آرزو کیوں نہیں کرتے؟ | ۴۴۴ |
| یہود کا دنیا کی ذلت کی زندگی سے پیار اور سب یہودی | |
| قبائل کا لڑنے کی بجائے قلعہ بند ہونا | ۴۴۴ |
| سنت کے واجب الاتباع ہونے پر دلیل | ۴۴۴ |
| اذان سے متعلق احادیث اور مسائل | ۴۴۵ |
| نماز جمعہ سے متعلق احادیث اور مسائل | ۴۴۶ |
| خلاف سنت امور | ۴۴۷ |
| نماز جمعہ کی ادائیگی میں تاخیر | ۴۴۷ |
| سنتوں کے لیے وقفہ | ۴۴۷ |
| خطبہ کو لمبا اور نماز کو مختصر کرنا | ۴۴۸ |
| انداز خطاب اور موضوع خطاب | ۴۴۹ |
| ہمارے پسندیدہ موضوع | ۴۵۰ |
| لاؤڈ سپیکر کے نقصانات | ۴۵۱ |
| جمعہ کی غرض وغایت | ۴۵۱ |
| **سورۃ المنافقون** | |
| منافقوں کی عادات اور خصائل | ۴۵۴ |
| ہجرت نبوی سے پہلے عبداللہ بن ابی کی مدینہ میں | |
| حیثیت | ۴۵۶ |
| عبداللہ بن ابی کے اسلام لانے کی وجوہ | ۴۵۶ |
| اسلام لانے کے بعد عبداللہ بن ابی کا مسلمانوں سے | |
| منافقانہ رویہ | ۴۵۷ |
| غزوہ بنی مصطلق میں مہاجرین وانصار میں لڑائی اور | |
| عبداللہ کا انصار کو بھڑکانا | ۴۵۷ |
| عبداللہ بن ابی کی بکواس اور بعد میں قسم اٹھا کر انکار کرنا | ۴۵۸ |
| عبداللہ بن ابی کو جھوٹ بولنے کی کیا سزا ملی؟ | ۴۵۸ |
| افضل صدقہ جو اپنی ضروریات کے علی الرغم کیا جائے۔ | ۴۵۹ |
| **سورۃ التغابن** | |
| انسان میں دوسری مخلوق سے کیا کیا صفات زائد ہیں | ۴۶۲ |
| ہر رسول بشر ہوتا ہے | ۴۶۳ |
| معاد کے انکار پر کوئی دلیل نہیں لائی جا سکتی | ۴۶۴ |
| تغابن کی لغوی تشریح اور مفہوم | ۴۶۴ |
| مصائب کی تین قسمیں | ۴۶۵ |
| مال اور اولاد سے ہر انسان کی آزمائش | ۴۶۷ |
| مواخذہ صرف اس حد تک ہوگا جہاں تک انسان کا | |
| اختیار ہے | ۴۶۷ |
| **سورۃ الطلاق** | |
| عورتوں کی عدت کی کمی بیشی کی مختلف صورتیں | ۴۶۸ |
| عدت کی اہمیت | ۴۶۹ |
| عدت کا عرصہ خاوند کے ہاں گزارنے کا حکم اور مصلحت | ۴۷۰ |
| خاوند کے گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ عدت گزارنا | |
| غیر شرعی اور گناہ کا کام ہے | ۴۷۰ |
| صریح برائی کے مختلف پہلو | ۴۷۰ |
| طلاق دینے کا صحیح اور مسنون طریقہ | ۴۷۱ |
| طلاق کی قسمیں | ۴۷۱ |
| بدعی طلاق کی صورتیں | ۴۷۲ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| غیر شرعی طلاق کے نقصانات | ۴۷۲ |
| بیک وقت تین طلاق دینا گناہ کبیرہ اور حرام ہے | ۴۷۲ |
| دور جاہلیت میں طلاق کے سلسلہ میں عورتوں کی حالت زار | ۴۷۳ |
| رجوع وطلاق پر گواہ بنانے کا فائدہ | ۴۷۳ |
| طلاق سے متعلق اخلاقی ہدایات | ۴۷۴ |
| نکاح نابالغاں | ۴۷۵ |
| عدت کے دوران رہائش اور نان ونفقہ خاوند کے ذمہ ہے | ۴۷۶ |
| فاطمہ بنت قیس کا استثنائی قصہ | ۴۷۶ |
| بیوہ کا نان ونفقہ واجب نہیں | ۴۷۶ |
| طلاق کے بعد بچہ کو دودھ پلانے سے متعلقہ مسائل | ۴۷۷ |
| ذکر کے مختلف مفہوم | ۴۷۸ |
| شرعی عائلی قوانین کی خوبیاں | ۴۷۸ |
| سات زمینوں کے مختلف مفہوم | ۴۷۹ |
| **سورۃ التحریم** | |
| آپ ﷺ کا شہد نہ پینے پر قسم کھانا اور رازداری کی تلقین کرنا | ۴۸۰ |
| حلال وحرام کا اختیار صرف اللہ کو ہے | ۴۸۰ |
| رسول ﷺ کی حیثیت عام لوگوں سے علیحدہ ہوتی ہے | ۴۸۱ |
| وحی خفی کی اقسام | ۴۸۱ |
| عصمت انبیاء کا مفہوم | ۴۸۱ |
| افشائے راز کی آپ ﷺ کو بذریعہ وحی خبر ملنا | ۴۸۲ |
| سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا مکالمہ | ۴۸۲ |
| سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کی خطا | ۴۸۲ |
| (i) نبی ﷺ کے لئے حلال کو حرام بنانے پر ایکا | |
| (ii) افشائے راز | ۴۸۲ |
| سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما پر عتاب | ۴۸۳ |
| آپ ﷺ کی ازواج کا آپ ﷺ کو خرچ کے سلسلہ میں پریشان کرنا | ۴۸۳ |
| سائح اور صائم میں فرق | ۴۸۴ |
| توبہ کی شرائط | ۴۸۶ |
| قیامت کے دن منافقوں کی مومنوں سے التجا کہ ہمیں ساتھ لے چلو | ۴۸۶ |
| سیدہ مریم اور سیدہ آسیہ زوجہ فرعون کی فضیلت | ۴۸۷ |
| **سورۃ الملک** | |
| سورۂ ملک کی فضیلت | ۴۸۹ |
| تبارک کا لغوی مفہوم | ۴۸۹ |
| موت ایک ایجابی چیز ہے جسے اللہ نے پہلے پیدا کیا تھا۔ | ۴۸۹ |
| دنیا میں امتحان اور آخرت میں نتائج | ۴۹۰ |
| سات آسمان اور ان کی کیفیت | ۴۹۰ |
| تفاوت کا لغوی مفہوم | ۴۹۱ |
| کائنات کا مربوط اور منظم نظام | ۴۹۱ |
| تفور کا لغوی مفہوم | ۴۹۲ |
| ایمان بالغیب کے علاوہ کوئی بنیاد نہ انسان کو گناہوں سے باز رکھ سکتی ہے اور نہ اخلاق فاضلہ پیدا کر سکتی ہے۔ | ۴۹۲ |
| لطیف کا لغوی مفہوم | ۴۹۳ |
| اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل | ۴۹۳ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| زیر زمین پانی کے ذخیرے | ۴۹۷ |
| **سورۃ القلم** | |
| قریش کا آپ کو دیوانہ کہنا کن وجوہ کی بنا پر غلط ہے | ۴۹۹ |
| آپ کا خلق عظیم | ۵۰۰ |
| کافروں کی حق و باطل میں سمجھوتہ کی کوشش | ۵۰۱ |
| زیادہ قسمیں کھانے والا انسان ذلیل ہوتا ہے | ۵۰۱ |
| باغ والوں کا قصہ | ۵۰۳ |
| خوشحال لوگوں کی ایک عام غلط فہمی | ۵۰۴ |
| غلط فہمی کی تین طرح سے تردید | ۵۰۴ |
| اللہ تعالیٰ کی پنڈلی کا ذکر | ۵۰۵ |
| سیدنا یونس علیہ السلام کو کون کون سی پریشانیاں لاحق تھیں جن سے وہ گلے تک بھرے ہوئے تھے۔ | ۵۰۶ |
| مچھلی کے پیٹ میں وظیفہ | ۵۰۶ |
| **سورۃ الحاقۃ** | |
| قوم ثمود پر کس قسم کا عذاب آیا تھا؟ | ۵۰۸ |
| طوفان نوح اور کشتی | ۵۰۹ |
| آغاز قیامت کے حوادث | ۵۱۰ |
| دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملنے والے کی خوشی کا منظر | ۵۱۱ |
| بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملنے والے کی حسرت و یاس | ۵۱۱ |
| دو بنیادی گناہ جن سے باقی گناہ پھوٹتے ہیں | ۵۱۲ |
| رسول اور شاعر کا فرق اور آپ ﷺ کے شاعر نہ ہونے کی وجوہ | ۵۱۴ |
| آپ ﷺ کے کاہن نہ ہونے کی وجوہ | ۵۱۴ |
| قادیانیوں کا مرزا قادیانی کی نبوت پر استدلال اور اس کا جواب | ۵۱۵ |
| **سورۃ المعارج** | |
| معارج کی لغوی تشریح | ۵۱۶ |
| لفظ یوم کی مختلف مدتیں | ۵۱۶ |
| صبر جمیل کا مفہوم اور فائدہ | ۵۱۷ |
| ھلوعا کا لغوی مفہوم | ۵۱۸ |
| دائمون کے دو مفہوم | ۵۱۹ |
| سوال کرنا صرف تین طرح کے لوگوں کو جائز ہے | ۵۱۹ |
| شہادت کا مفہوم، اہمیت اور شہادت پر قائم رہنے کی تاکید | ۵۲۱ |
| نصب کا لغوی مفہوم | |
| **سورۃ نوح** | |
| سیدنا نوح علیہ السلام کا ذکر | ۵۲۴ |
| سیدنا نوح علیہ السلام کی دعوت کے نکات | ۵۲۴ |
| قوم کے مختلف جوابات | ۵۲۵ |
| استغفار سے حاصل ہونے والے دنیوی فوائد | ۵۲۶ |
| اطوار کا معنیٰ: آدم اور بنی آدم پر گزرنے والے اطوار | ۵۲۷ |
| سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے بت عرب میں کیسے رائج ہوگئے؟ | ۵۲۸ |
| عذاب قبر کا ثبوت | ۵۲۹ |
| کافروں کے حق میں سیدنا نوح علیہ السلام کی بددعا | ۵۳۰ |
| اپنے اور مومنوں کے حق میں دعائے خیر | ۵۳۰ |
| **سورۃ الجن** | |
| جنوں کا مختلف موقعوں پر قرآن سننا | ۵۳۱ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| جنوں کی صفات | ۵۳۲ |
| قرآن سننے والے جنوں کی اپنی قوم کو تبلیغ | ۵۳۲ |
| انسانوں کا جنوں سے پناہ مانگنا | ۵۳۳ |
| ایام جاہلیت میں کہانت کا کاروبار | ۵۳۳ |
| اللہ کی فرمانبرداری اور رزق کی فراوانی | ۵۳۵ |
| کافروں کے قرآن سننے کی وجہ | ۵۳۶ |
| وحی الٰہی کی حفاظت کا اہتمام | ۵۳۸ |
| **سورۃ المزمل** | |
| عظیم ذمہ داریوں کے لئے ریاضت شب بیداری | ۵۳۹ |
| ترتیل میں کون کون سی باتیں شامل ہیں؟ | ۵۳۹ |
| عظیم ذمہ داری کیا تھی۔ | ۵۴۰ |
| تہجد کا لغوی مفہوم | ۵۴۰ |
| تبتل کا لغوی مفہوم | ۵۴۱ |
| مترفین کا کردار | ۵۴۱ |
| نماز باجماعت میں لمبی قرأت سے پرہیز | ۵۴۴ |
| قرضہ حسنہ زکوٰۃ سے الگ چیز ہے | ۵۴۴ |
| **سورۃ المدثر** | |
| وحی کی گرانباری | ۵۴۶ |
| پہلا سبق اللہ کی کبریائی | ۵۴۷ |
| دوسرا سبق جسم اور لباس کی صفائی اور راہبانہ تصور | ۵۴۷ |
| باطنی صفائی | ۵۴۷ |
| بے لوث خدمت اور اللہ کے لئے صبر | ۵۴۷ |
| عقیدہ قیامت اور اس کا تصور | ۵۴۸ |
| قصہ ولید بن مغیرہ | ۵۴۸ |

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| اسلام لانے میں اس کی سرداری رکاوٹ بن گئی | ۵۴۹ |
| ولید بن مغیرہ کے ہاں مشرکین مکہ کا مشورہ | ۵۴۹ |
| انیس فرشتوں پر کافروں کا استہزاء | ۵۵۱ |
| اللہ کے لشکر | ۵۵۱ |
| دوزخ میں لے جانے والے چار بڑے گناہ | ۵۵۳ |
| قریشی سرداروں کا مطالبہ کہ کھلی چٹھی | |
| ہمارے نام آئے | ۵۵۳ |
| **سورۃ القیامۃ** | |
| نفس انسانی کی تین حالتیں | ۵۵۵ |
| مرنے کے بعد اعمال نامہ میں درج ہونے والے اعمال | ۵۵۷ |
| قرآن کا بیان کیا چیز ہے؟ | ۵۵۸ |
| سنت سے بے نیاز ہو کر قرآن پر عمل کرنے کی کوشش | |
| کرنے والوں کی ناکامی کی چار وجوہ | ۵۵۹ |
| قرآن کے بیان کی حفاظت کے بغیر صرف قرآن کے | |
| الفاظ کی حفاظت بے معنی ہے | ۵۵۹ |
| سنت کا منکر قرآن کا بھی منکر ہے | ۵۵۹ |
| دیدار الٰہی میں لذت و سرور | ۵۶۰ |
| دیدار الٰہی سب سے بڑی نعمت ہوگی | ۵۶۰ |
| عقل پرستوں کی تاویلات | ۵۶۰ |
| بلاحساب جنت میں جانے والے متوکلین | ۵۶۱ |
| کس قسم کے دم جھاڑ کی اجازت ہے؟ اور کون سا دم | |
| جھاڑ مسنون ہے؟ | ۵۶۲ |
| سورۂ فاتحہ سے بچھو کے کاٹے کا دم | ۵۶۳ |
| تعویذ گنڈوں کی ممانعت | ۵۶۳ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| ابو جہل کا شیخی بگھارنا اور متکبرانہ چال | ۵۶۴ |
| لڑکے اور لڑکیوں کی پیدائش میں تناسب اور دہریت کارد | ۵۶۴ |
| **سورۃ الدھر** | |
| دہر کا لغوی مفہوم: دہر اللہ کی ذات ہے | ۵۶۶ |
| انسان کی دوسرے جانداروں پر کیا فضیلت ہے؟ | ۵۶۶ |
| انسان کی ہدایت کے لئے کون، کون سے ذرائع اللہ نے بنائے ہیں | ۵۶۶ |
| یہ دنیا دارالجزا ہے نہ دارالعیش بلکہ دارالعمل ہے | ۵۶۷ |
| رہبان، اہل تناسخ اور اشتراکی نظریات کی تردید | ۵۶۷ |
| اہل جنت کی چند صفات | ۵۶۸ |
| جنگی قیدیوں سے بہتر سلوک اگرچہ وہ کافر ہوتے ہیں | ۵۶۸ |
| محسن اور ممنون کے لیے الگ الگ احکام | ۵۶۹ |
| نمازوں کے اوقات | ۵۷۲ |
| **سورۃ المرسلات** | |
| ہواؤں کی اقسام اور صفات | ۵۷۴ |
| کِفَاتًا کا لغوی مفہوم | ۵۷۷ |
| زمین سے انسان کا دائمی تعلق | ۵۷۷ |
| **سورۃ النباء** | |
| کیا کائنات کے چوہدری حضرت انسان کی زندگی کا کچھ مقصد نہیں ہونا چاہئے | ۵۸۱ |
| اللہ کی نشانیاں زمین کا گہوارہ ہونا | ۵۸۲ |
| پہاڑوں کی تنصیب | ۵۸۲ |
| مرد وزن کی تخلیق | ۵۸۲ |

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| نیند کی حقیقت اور مقصد | ۵۸۲ |
| آرام کے لئے رات | ۵۸۲ |
| کام کرنے کے لئے دن | ۵۸۳ |
| سورج کی دوری اور فوائد | ۵۸۳ |
| بارش کا نزول اور روئیدگی | ۵۸۳ |
| مفازا کا لغوی مفہوم | ۵۸۵ |
| کواعب کا لغوی مفہوم | ۵۸۶ |
| **سورۃ النازعات** | |
| نشط کا لغوی مفہوم | ۵۸۸ |
| حافرۃ کا لغوی مفہوم | ۵۸۹ |
| قصہ موسیٰ وفرعون | ۵۸۹ |
| نبوت سے سرفرازی | ۵۹۰ |
| فرعون کے پاس جانے کا حکم | ۵۹۰ |
| فرعون کو اللہ کا پیغام پہنچانا | ۵۹۰ |
| فرعون کا معجزہ کا مطالبہ | ۵۹۰ |
| فرعون کی سرکشی | ۵۹۱ |
| فرعون کا رعایا میں پروپیگنڈہ | ۵۹۱ |
| آسمانوں کی تخلیق اور انہیں ہموار کرنا | ۵۹۲ |
| لیل ونہار | ۵۹۲ |
| وحی کا معنی اور زمین کا گول ہونا | ۵۹۲ |
| **سورۃ عبس** | |
| عبداللہ بن ام مکتوم اور راہ ہدایت کی جستجو' طلب صادق | ۵۹۵ |
| انسان کو موت دینا اور قبر مہیا کرنا بھی | |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| اللہ کا احسان ہے | ۵۹۸ |
| بارش کا زمین پر اثر۔ زمین میں بالیدگی | ۵۹۹ |
| بیج میں درخت کی خصوصیات | ۵۹۹ |
| ہر طرح کی نباتات اور پھل | ۶۰۰ |
| انسان کا اپنے عزیز و اقارب سے بھاگنا | ۶۰۰ |
| ننگے بدن حشر | ۶۰۰ |
| **سورۃ التکویر** | |
| قیامت کو سمندروں کا انجام | ۶۰۳ |
| زندہ درگور کرنے کی وجوہ اور اس رسم کا سدباب | ۶۰۳ |
| کشط کا لغوی مفہوم | ۶۰۴ |
| بطلیموسی نظریہ ہیئت اور خمسہ متحیرہ | ۶۰۵ |
| جبریل کی صفات | ۶۰۵ |
| آپ کا جبریل کو پہلی بار دیکھنا | ۶۰۶ |
| کفار مکہ آپ کو کاہن کیوں کہتے تھے | ۶۰۶ |
| **سورۃ الانفطار** | |
| انتثر کا لغوی مفہوم | ۶۰۸ |
| بعثر کا لغوی مفہوم | ۶۰۸ |
| اعمال لکھنے والے فرشتے | ۶۱۰ |
| **سورۃ المطففین** | |
| تطفیف کا لغوی مفہوم | ۶۱۱ |
| ڈنڈی مارنے کی مختلف صورتیں | ۶۱۱ |
| جھکتا تولنے کی ہدایت | ۶۱۱ |
| گناہ کرنے سے دل پر سیاہ نقطہ پڑنا | ۶۱۲ |
| فاجر اور ابرار کا لغوی مفہوم | ۶۱۳ |

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| جنت کی شراب کے خواص | ۶۱۴ |
| **سورۃ الانشقاق** | |
| زمین کو کھینچ کر لمبا کرنے کا مفہوم | ۶۱۶ |
| کدحا کا لغوی مفہوم | ۶۱۶ |
| آسان حساب کیا ہے | ۶۱۷ |
| حار کا لغوی مفہوم | ۶۱۸ |
| وسق کا لغوی مفہوم | ۶۱۸ |
| وعٰی کا لغوی مفہوم | ۶۱۹ |
| منّ کا لغوی مفہوم | ۶۲۰ |
| **سورۃ البروج** | |
| آسمان اور اس کے برج | ۶۲۱ |
| اصحاب الاخدود کا قصہ اور ذونواس یہودی بادشاہ | ۶۲۲ |
| **سورۃ الطارق** | |
| شہاب ثاقب کی حقیقت | ۶۲۶ |
| ہر جاندار کی حفاظت کرنے والی ہستی | ۶۲۶ |
| مادہ منویہ کہاں اور کیسے پیدا ہوتا ہے؟ | ۶۲۸ |
| اسرار کی جانچ کے مختلف پہلو | ۶۲۸ |
| **سورۃ الاعلیٰ** | |
| سبحان کا لغوی مفہوم | ۶۳۰ |
| **سورۃ الغاشیۃ** | |
| دوزخیوں کی مختلف غذائیں | ۶۳۴ |
| غذا کے تین فائدے | ۶۳۵ |
| خانہ بدوشوں کی کل کائنات کیا تھی "اللہ کی نشانیاں | ۶۳۶ |
| **سورۃ الفجر** | |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| شفع اور وتر کا لغوی مفہوم | ۶۳۷ |
| ذکر قوم عاد و ثمود | ۶۳۸ |
| فرعون اور قوم فرعون | ۶۳۸ |
| رزق کی کمی بیشی دونوں میں انسان کی آزمائش | ۶۴۰ |
| **سورة البلد** | |
| حلّ کا لغوی مفہوم | ۶۴۲ |
| مکہ کی حرمت | ۶۴۲ |
| فی کبد کا مفہوم | ۶۴۳ |
| دشوار گزار گھاٹی پر چڑھنے کے اوصاف | ۶۴۵ |
| اصحاب الیمین کے لئے کونسی صفات ضروری ہے | ۶۴۵ |
| **سورة الشمس** | |
| انسان فطرتاً نیک اور موحد پیدا کیا گیا | ۶۴۷ |
| الہام اور وحی کا فرق | ۶۴۸ |
| الہام کی تین صورتیں | ۶۴۸ |
| ذکر قوم ثمود | ۶۴۹ |
| **سورة اللیل** | |
| ایک نیک بخت اور بدبخت کے اعمال اور نتائج کا تقابل | ۶۵۱ |
| جہنم میں گناہگار مسلمانوں کا داخلہ اور فرقہ مرجیہ کا رد | ۶۵۲ |
| سیدنا ابوبکر کی شان میں آیات اور ان کی فضیلت | ۶۵۳ |
| **سورة الضحیٰ** | |
| سجی کا لغوی مفہوم | ۶۵۴ |
| آپ پر اللہ کے انعامات | ۶۵۵ |
| یتیم ہونے پر آپ کو بہترین سرپرست ملتے رہے | ۶۵۵ |
| ضالّ کا مفہوم | ۶۵۶ |
| آپ ضال کن معنوں میں تھے | ۶۵۶ |
| آپ کا بچپن | ۶۵۷ |
| یتیم کی کفالت اور سائل سے نرم برتاؤ | ۶۵۸ |
| عادی سائل کو جھڑکنے میں مضائقہ نہیں | ۶۵۸ |
| تحدیث نعمت کا مطلب | ۶۵۹ |
| **سورة الانشراح** | |
| شرح صدر کا مفہوم | ۶۶۰ |
| وزر کے دو مفہوم | ۶۶۰ |
| آپ کا ذکر بلند ہونے کے مختلف ذرائع | ۶۶۱ |
| **سورة التین** | |
| انسان کی دوسرے جانداروں پر فضیلت کن باتوں میں | ۶۶۴ |
| انسان تمام مخلوق سے پست کیسے؟ | ۶۶۴ |
| **سورة العلق** | |
| وحی کا آغاز کیسے ہوا؟ | ۶۶۶ |
| نبوت سے پہلے آپ کا کردار | ۶۶۶ |
| ورقہ بن نوفل کا آپ کو تسلی دینا | ۶۶۷ |
| ہجرت کی بات پر آپ کا تعجب | ۶۶۷ |
| آغاز وحی میں ہی تین اہم سوالوں کا جواب | ۶۶۷ |
| اللہ اکرم کس لحاظ سے ہے؟ | ۶۶۷ |
| آپ کے بیت اللہ میں نماز پڑھنے پر ابوجہل کا سیخ پا ہونا اور متعدد بار حملے کرنا | ۶۶۸ |
| ایذا پہنچانے والے کافروں کے حق میں آپ کی بددعا | ۶۶۹ |
| زبانیۃ کا لغوی مفہوم | ۶۷۰ |
| سجدہ کی فضیلت | ۶۷۰ |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| **سورۃ القدر** | |
| لیلۃ القدر اور شب قدر یا لیلہ مبارکہ ایک ہی رات کے نام ہیں | ۶۷۲ |
| لیلۃ القدر کونسی رات ہے؟ | ۶۷۲ |
| ہزار مہینے سے بہتر ہونے کے مختلف مفہوم | ۶۷۳ |
| لیلۃ القدر سے متعلق ایک سوال کا جواب | ۶۷۳ |
| **سورۃ البینۃ** | |
| اہل کتاب اور مشرکین میں فرق اور اس کے چند پہلو | ۶۷۴ |
| کافروں کی قسمیں | ۶۷۵ |
| آپ کی رسالت کے دلائل | ۶۷۵ |
| فرقہ بندی کی اصل وجہ | ۶۷۶ |
| دین قیم کے تین اہم ارکان | ۶۷۶ |
| کفر کے درجے | ۶۷۶ |
| بریۃ کا لغوی مفہوم | ۶۷۷ |
| **سورۃ الزلزال** | |
| زمین میں تین قسم کے بوجھ جنہیں وہ باہر نکال پھینکے گی | ۶۷۸ |
| قیامت کے دن زمین کی گواہی | ۶۷۹ |
| **سورۃ العادیات** | |
| عادیات کا لغوی مفہوم | ۶۸۰ |
| جہاد کے لیے گھوڑا رکھنے کی فضیلت | ۶۸۱ |
| کنود کا لغوی مفہوم | ۶۸۲ |
| مال ودولت سے انسان کی بے پناہ محبت | ۶۸۲ |
| **سورۃ القارعۃ** | |
| موازین کے مختلف معانی اور میزان الاعمال کی صورتیں | ۶۸۳ |

| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| **سورۃ التکاثر** | |
| لھو کا لغوی مفہوم | ۶۸۵ |
| تکاثر کی مختلف صورتیں | ۶۸۵ |
| **سورۃ العصر** | |
| عصر کے دو معنی | ۶۸۷ |
| خسر کے مختلف مفہوم | ۶۸۷ |
| مومنوں کی چار لازمی صفات | ۶۸۸ |
| **سورۃ الھمزۃ** | |
| ھمزہ کا لغوی مفہوم | ۶۸۹ |
| فواد کا لغوی مفہوم | ۶۹۰ |
| **سورۃ الفیل** | |
| یمن میں ابرہہ کا عالی شان گرجا تعمیر کرنا | ۶۹۱ |
| کعبہ پر حملہ کا ارادہ | ۶۹۱ |
| ابرہہ اور عبدالمطلب کا مکالمہ | ۶۹۲ |
| ابابیلوں کی کنکرباری | ۶۹۲ |
| ابرہہ کے مقاصد کیا تھے؟ | ۶۹۲ |
| پرویزی تاویل اور اس کا جواب | ۶۹۳ |
| **سورۃ القریش** | |
| ایلاف کے دو پہلو | ۶۹۴ |
| قریش مکہ پر اللہ کے احسانات | ۶۹۵ |
| **سورۃ الماعون** | |
| دین کے چار معنی | ۶۹۷ |
| عاریتاً مانگی ہوئی چیز کے متعلق احکام | ۶۹۸ |
| **سورۃ الکوثر** | |


محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




| مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|
| کوثر کے مختلف مفہوم اور مختلف پہلو | ۶۹۹ |
| کفار مکہ کے اخلاف | ۷۰۰ |
| **سورۃ الکافرون** | |
| کفار مکہ کی ایک خطرناک چال حق و باطل میں سمجھوتہ | ۷۰۱ |
| شرک سے متعلق کسی قسم کی لچک اور رواداری کی کوئی گنجائش نہیں | ۷۰۲ |
| **سورۃ النصر** | |
| فتح مکہ۔ مکہ مکرمہ پر چڑھائی کا سبب اور کیفیت | ۷۰۳ |
| ابوسفیان کی گرفتاری | ۷۰۳ |
| آپ کا مسلمانوں کو کفار کے سامنے شان و شوکت کا مظاہرہ کرنے کا حکم | ۷۰۴ |
| معافی کا عام اعلان | ۷۰۴ |
| فتح مکہ اور مشرک قبائل کا جوق در جوق اسلام میں داخل ہونا | ۷۰۴ |
| آپ کی وفات کی طرف اشارہ | ۷۰۴ |
| **سورۃ اللھب** | |
| ابولہب کا تعارف | ۷۰۶ |
| ابولہب کی مخالفت | ۷۰۶ |
| ابوطالب کی حمایت | ۷۰۶ |
| کوہ صفا پر دشمنوں کا تعارف | ۷۰۷ |
| ابولھب کی برہمی | ۷۰۷ |
| ابولہب کا ہی قرآن نے کیوں نام لیا؟ | ۷۰۷ |
| ابولہب کا جنگ بدر میں شامل نہ ہونے کا منصوبہ | ۷۰۸ |
| ذلت کی موت | ۷۰۸ |
| ابولہب کی بیوی کا تعارف اور اس کی موت | ۷۰۹ |
| ابولہب کی بیوی کی موت | ۷۰۹ |
| **سورۃ الاخلاص** | |
| اللہ کے اکیلے اور وحدہ لاشریک ہونے پر کفار کا تعجب اور سوالات | ۷۱۰ |
| مختلف قوموں کے خداؤں کی تعداد | ۷۱۰ |
| صمد کا مفہوم اور صمد اور غنی میں فرق | ۷۱۱ |
| اللہ کی اولاد قرار دینے والے فرقے | ۷۱۱ |
| اللہ کی اولاد قرار دینا اسے گالی دینے کے مترادف ہے | ۷۱۱ |
| کفو کا لغوی مفہوم | ۷۱۲ |
| سورۃ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے | ۷۱۲ |
| **سورۃ الفلق** | |
| فلق کا لغوی مفہوم | ۷۱۳ |
| اللہ کے علاوہ دوسروں سے پناہ مانگنا شرک ہے | ۷۱۳ |
| جرائم زیادہ ترراتوں کی تاریکی میں کئے جاتے ہیں | ۷۱۴ |
| آپ پر جادو | ۷۱۴ |
| جادو کے متعلق چند اعتراضات اور ان کا جواب | ۷۱۵ |
| **سورۃ الناس** | |
| شیطان کے شر سے پناہ دینے والے کی صفات | ۷۱۷ |
| خناس کا لغوی مفہوم | ۷۱۷ |
| شیطان انسان کا نفس بھی ہو سکتا ہے جو وسوسے ڈالتا ہے | ۷۱۷ |
| معوذات سے دم جھاڑ کرنا مسنون ہے | ۷۱۸ |
| تعویذ لکھ کر پلانا یا لٹکانا سب ناجائز اور بدعت ہے | ۷۱۸ |


www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


٧٥ آیاتها — سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ — رکوعها ٨

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا
لَّهُ الدِّيْنَ ② اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا

وقف لازم

کلمات ١١٨٤ — آیات ٧٥ — (٣٩) سورۃ الزمر مکی ہے (٥٩) رکوع ٨ — حروف ٤٩٦٥

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ کتاب اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والے کی طرف سے نازل شدہ[١] ہے۔(١) ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق[٢] کے ساتھ نازل کیا ہے لہٰذا آپ خالصتاً اس کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے صرف اسی کی عبادت کیجئے (٢) یاد رکھو! بندگی[٣] خالصتاً اللہ ہی کیلئے ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ کارساز بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ[٤]

[١] مکی سورۃ کا آغاز عموماً ایسی ہی آیات سے ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور کلام کو منزل من اللہ نہیں سمجھتے تھے۔ اس آیت میں ایک تو یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کتاب نبی کی اپنی تصنیف نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اللہ سب سے زبردست ہے اور اپنے فرامین واحکام کو نافذ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اللہ چونکہ حکیم ہے لہٰذا اس کا یہ کلام بھی حکمتوں سے لبریز ہے۔

[٢] یعنی یہ کتاب اس لئے نازل نہیں کی گئی کہ اس کی آیات کا مذاق اڑایا جائے بلکہ اس لئے اتاری ہے کہ اس سے مثبت اور تعمیری نتائج حاصل ہوں جنہیں سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اور اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اس میں مذکور ہے

www.KitaboSunnat.com

وہ ٹھوس حقائق پر مبنی ہے۔

[٣] دین کا لفظ چار معنوں میں آتا ہے۔ (١) اللہ تعالیٰ کی مکمل سیاسی اور قانونی حاکمیت کو تسلیم کیا جائے۔ (٢) دوسرا معنی اس کے بالکل برعکس ہے یعنی اپنے آپ کو ہمہ وقتی اللہ کا غلام سمجھا جائے اور صرف اسی کی عبادت کی جائے، (٣) قانون جزا وسزا (٤) اور اس قانون جزا وسزا کے مطابق اچھے اور برے لوگوں کو بدلہ دینا۔ آیت نمبر ٢ اور ٣ میں دین کا لفظ اپنے پہلے دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

[٤] ۞ توسل اور اللہ کا قرب ڈھونڈنا:۔ غیر اللہ کو پکارنے اور ان کے حضور نذر و نیاز پیش کرنے کے سلسلہ میں مشرکوں کی دلیل ہمیشہ یہ ہوا کرتی ہے کہ ہم یہ کام اس لئے کرتے ہیں کہ یہ چھوٹے خدا ہماری معروضات بڑے خدا تک پہنچا دیں۔ ہماری اللہ کے حضور سفارش کریں۔ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے بلکہ ہم نے انہیں صرف اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا وسیلہ یا ذریعہ بنایا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ یہ جواب تو دور نبوی کے مشرکوں کا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ آج امت مسلمہ کا بھی بالکل یہی حال ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ جو مقام مشرکوں کے نزدیک اپنے بتوں کا تھا وہی مقام مسلمانوں کے نزدیک ان کے پیروں یا مشائخ کا ہے اور دوسرا فرق یہ ہے کہ مشرکوں کو تو بتوں کی نیاز مندی کے آداب و اطوار شیطان نے سجھائے تھے۔ مگر مسلمانوں کے مشائخ خود اپنے مریدوں کو یہ آداب و اطوار بتاتے ہیں۔ ان پیروں اور بزرگوں نے شرک کی منزلیں طے کرانے کے لئے تین درجے مقرر کر رکھے ہیں۔ (۱) فنا فی الشیخ، (۲) فنافی الرسول اور (۳) فنافی اللہ۔

۞ تصور شیخ اور سلوک کی منزلیں:۔ فنافی الشیخ کے درجہ کی ابتدا تصور شیخ سے کرائی جاتی ہے۔ تصور شیخ سے مراد صرف پیر کی "غیر مشروط اطاعت" ہی نہیں ہوتی بلکہ اسے یہ بات باور کرائی جاتی ہے کہ اس کا پیر ہر وقت اس کے حالات سے باخبر رہتا ہے۔ اور بوقت ضرورت ان کی مدد کو پہنچتا ہے۔ اس عقیدہ کو مرید کے ذہن میں راسخ کرنے کے لئے اسے یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ ہر وقت پیر کی شکل کو اپنے ذہن میں رکھے۔ یہی واہمہ اور مشق بسا اوقات ایک حقیقت بن کر سامنے آنے لگتا ہے اور صورت یہ بن جاتی ہے کہ:

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار ...... جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

ان حضرات نے پیری کے فن کو خاص تکنیک دے کر عوام پر اس طرح مسلط کر دیا ہے کہ کوئی آدمی اس وقت تک اللہ کے ہاں رسائی نہیں پا سکتا۔ جب تک باقاعدہ کسی سلسلہ طریقت میں داخل نہ ہو۔ پہلے تصور شیخ کی مشق کرے۔ حتیٰ کہ فنافی الشیخ ہو جائے۔ یعنی اسے اپنی ذات کے لئے حاضر ناظر، افعال و کردار اور گفتار کو سننے والا اور دیکھنے والا سمجھنے لگے تب جا کر یہ منزل ختم ہوتی ہے اور عملاً ہوتا یہ ہے کہ مرید بیچارے تمام عمر فنافی الشیخ کی منزل میں ہی غوطے کھاتے کھاتے ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ گویا اللہ اور اس کے رسول سے بیگانہ کر کے اپنا غلام بنانے کا کارگر اور کامیاب حربہ ہے۔ یہ حضرات کس طرح اللہ سے بھی زیادہ اپنی پرستش کی تاکید کرتے ہیں یہ بات درج ذیل اقتباس میں ملاحظہ فرمائیے جو تصور شیخ، غیر اللہ کو پکارنا، توسل اور استمداد جیسے سب مسائل حل کر دیتا ہے۔

۞ اللہ کی بجائے مصیبت میں یا جنید پکارنے کی تلقین:۔ اس کے راوی جناب اعلیٰ حضرت رضا خان بریلوی ہیں۔ فرماتے ہیں "غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی طرح چلنا شروع کر دیا۔ بعد میں ایک شخص آیا۔ اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا؟ عرض کیا: میں کس طرح آؤں؟ فرمایا یا جنید! یا جنید! کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا۔ شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی کیوں نہ یا اللہ کہوں؟

۞ اللہ کے قرب کی بجائے دور رکھنے کا طریقہ:۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا یا حضرت میں چلا۔ فرمایا: وہی کہہ یا جنید! یا جنید! جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کیا حضرت! یہ کیا بات تھی۔ آپ یا اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں؟ فرمایا: اے نادان! ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں، اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔ اللہ اکبر" (ملفوظات مجدد مائۃ حاضر حضرت احمد رضا خان بریلوی ص ۱۱۷)

۞ پیر کس طرح اپنی پرستش کرواتے ہیں:۔ دیکھا آپ نے پیر کو وسیلہ پکڑنے کی کتنی زبردست دلیل ہے جو امام اہل سنت،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ

سے قریب کر دیں۔ جن باتوں میں یہ اختلاف [۵] کر رہے ہیں یقیناً اللہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا اللہ ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور حق کا منکر [۶] ہو۔(۳)

اللہ اگر کسی کو بیٹا بنانا چاہتا تو وہ اپنی مخلوق سے جسے چاہتا چن [۷] سکتا تھا مگر وہ تو ایسی باتوں سے پاک ہے وہ یکتا

موجودہ صدی کے مجدد صاحب غالباً حدیقہ ندیہ" کے حوالہ سے پیش فرما رہے ہیں۔ اور واقعہ بھی ایسا لاجواب گھڑا ہے کہ اس بیچارے کو تسلیم کرنا پڑا کہ میرا اللہ کو پکارنا واقعی شیطانی وسوسہ تھا۔ یہ ہیں تصور شیخ جیسی بدعت کے کرشمے۔ یہ لوگ ایسے افسانے تراش تراش کر لوگوں کو شرک میں مبتلا کرتے اور اللہ سے دور رکھتے اور فی الحقیقت اپنی پرستش کراتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے خود جو اپنے قرب کا وسیلہ بتایا وہ درج ذیل قدسی حدیث سے واضح ہوتا ہے:

**قرب الٰہی کا حقیقی وسیلہ اس کے نیک اعمال ہیں:۔** سیدنا ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تو نے میری بیمار پرسی نہ کی، وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! میں کیسے تیری عیادت کرتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہاں پالیتا۔ اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو تو نے کھانا نہ دیا۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا۔ تو تو ربُ العالمین ہے؟ پروردگار فرمائے گا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تو تو نے اسے کھانا نہ کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا اجر میرے ہاں پالیتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تو تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ کہے گا کہ میں تجھے کیونکر پانی پلاتا، تو تو ربُ العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تو تو نے اسے پانی نہ پلایا۔ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا اجر میرے ہاں پالیتا" (مسلم۔ کتاب البر والصلۃ والادب۔ باب فضل عیادۃ المریض)

[۵] پھر صرف یہی نہیں کہ وہ اپنے عقائد پر جمے ہوئے ہیں بلکہ اگر انہیں سمجھایا جائے تو مخالفت پر اتر آتے ہیں اور اسے ولیوں کے منکر یا گستاخ کا طعنہ دیتے ہیں۔ ایسے اختلافات دنیا میں مٹ نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ معاملہ غور و فکر اور افہام کا نہیں بلکہ ضد اور چڑ کا بن جاتا ہے پھر کچھ دنیوی مفادات کا بھی دھندا چلتا ہے۔ لہٰذا ان اختلافات کا فیصلہ قیامت کے دن اللہ ہی کرے گا۔ اور وہاں ہر ایک کو ٹھیک سمجھ آجائے گی

[۶] یہ مشرک جھوٹے تو اس لحاظ سے ہیں کہ ان کے سب عقیدے من گھڑت ہوتے ہیں۔ اور حق کے منکر اس لحاظ سے کہ بات سمجھنے کی بجائے ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آتے ہیں۔ اور اگر کفار کا معنی ناشکر گزار کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ کھاتے تو اللہ کا دیا ہوا رزق ہیں اور ان کی ہر طرح کی نیاز مندیاں اللہ کے بجائے دوسروں کے لئے وقف ہوتی ہیں۔

[۷] یہ دراصل مشرکوں کے اس عقیدہ کا جواب ہے جو کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ اپنے لئے بیٹیاں انہیں ناگوار ہیں۔ انہیں جواب یہ دیا گیا کہ اللہ کے لئے تو اولاد ہونا ہی محالات سے ہے۔ اس لئے کہ باپ اور بیٹے میں جنسی اور نوعی اشتراک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٤﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿٥﴾ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ

ہے، سب پر غالب ہے (۴) اس نے زمین و آسمان کو حق [۸] کے ساتھ پیدا کیا۔ وہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا۔ ہر ایک، ایک مقررہ وقت تک یونہی [۹] چلتا رہے گا۔ یاد رکھو! وہی سب پر غالب [۱۰] اور بخش دینے والا ہے۔ (۵) اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس سے اس کی بیوی [۱۱] بنائی اور تمہارے لیے مویشیوں سے آٹھ [۱۲] نر و مادہ پیدا کیے وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں،

ہوتا ہے۔ نیز بیٹا نہ باپ کا مملوک ہوتا ہے نہ مخلوق۔ جبکہ سب چیزیں اللہ کی مملوک و مخلوق ہیں۔ لہٰذا ان میں کسی قسم کا اشتراک ناممکن ہے۔ اور اگر بفرض محال اللہ اولاد بناتا تو پھر کیا بیٹیاں ہی اپنے لئے انتخاب کرتا؟ جیسا کہ تم کہتے ہو جبکہ تم انہیں اپنی ذات کے لئے قطعاً پسند نہیں کرتے۔

[۸] یعنی زمین و آسمان یا کائنات کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا بلکہ اس میں بے شمار حکمتیں ہیں اور ان کی تخلیق سے کثیر مقاصد حاصل ہو رہے ہیں۔

[۹] ❁ گردش لیل و نہار میں دلائل توحید:۔ یعنی شام کے وقت اگر مغرب کی طرف نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ادھر سے اندھیرا اوپر کو اٹھ رہا ہے۔ جو بتدریج بڑھتا جاتا ہے۔ تا آنکہ سیاہ رات چھا جاتی ہے۔ اسی طرح صبح کے وقت اجالا مشرق سے نمودار ہوتا ہے۔ جو بتدریج بڑھ کر پورے آسمان پر چھا جاتا ہے۔ اور سورج نکل آتا ہے تو کائنات جگمگا اٹھتی ہے۔ ایسا نظر آتا ہے رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹا جا رہا ہے۔ دن کو روشن کرنے اور رکھنے والی چیز سورج ہے۔ اور چاند رات کو روشنی دیتا ہے۔ یہ سورج اور یہ چاند جب سے پیدا کیے گئے ہیں۔ انسان کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور انسانوں کو ان سیاروں سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ نظام شمس و قمر بھی ابدی نہیں ہے۔ ایک وقت آئے گا جب ان کی بساط لپیٹ دی جائے گی۔

[۱۰] اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز سے زبردست اور ان سب پر غالب ہے جو ایسے عظیم الجثہ کروں سے اپنی حسب پسند کام لے رہا ہے اور وہ بخش دینے والا یہاں اس نسبت سے مذکور ہے کہ حضرت انسان نے اس دنیا جو فتنہ و فساد بپا کر رکھا ہے اس کا تو یہی تقاضا ہے کہ یہ نظام درہم کر کے انسانوں کو تباہ کر دیا جائے۔ مگر وہ عفو و درگزر سے کام لے رہا ہے۔

[۱۱] یہ توحید باری پر دوسری دلیل ہے کہ وہ تم سب کا خالق ہے۔ بظاہر الفاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفس واحدہ یعنی سیدنا آدمؑ سے تمہیں پیدا کیا پھر اس کے بعد اس کی بیوی بنائی مگر یہاں ترتیب زمانی کے بجائے ترتیب بیان کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور ایسی مثالیں ہر زبان میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، پھر اس سے اس کی بیوی کو، پھر ان دونوں سے نسل چلا کر تمہیں پیدا کیا۔

[۱۲] ❁ مویشیوں کے آٹھ جوڑے جن میں اہل عرب شرک کرتے تھے:۔ یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری، یہ چار نوع ہیں ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ

تین تاریک پردوں میں، ایک کے بعد دوسری شکل دیتے ہوئے پیدا کرتا[۱۳] ہے۔

یہ ہے اللہ (ان صفات کا) تمہارا پروردگار، بادشاہی اسی کی ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ پھر تم کہاں سے پھیر دیئے[۱۴] جاتے ہو؟(۶) اگر تم کفر کرو گے تو اللہ یقیناً تم سے بے نیاز ہے (لیکن) وہ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے[۱۵] ہی لئے پسند کرتا ہے۔

کے نر و مادہ ملا کر کل آٹھ جوڑے ہوئے۔ اور ان کا ذکر پہلے سورہ انعام کی آیت نمبر ۱۴۳ کے تحت گزر چکا ہے یہی چار نوع یا آٹھ جوڑے تھے جو اہل عرب پالتے تھے۔ اور انہیں میں ان کی شرکیہ رسوم جاری تھیں۔ اسی لئے ان کا ہی ذکر کیا گیا جبکہ ہمارے ہاں اونٹ بہت کم ہوتا ہے اور دودھ وغیرہ کی اغراض کے لئے گائے کے بجائے بھینسیں زیادہ پالی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں بھی ان جانوروں کا دودھ مزاروں پر چڑھایا جاتا ہے۔

[۱۳] ۞ تین تاریکیوں میں جنین کی پیدائش:۔ اللہ تعالیٰ کے حیرت انگیز کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ ہر جنین کی، خواہ وہ انسان کا بچہ ہو یا حیوان کا تین تہ بہ تہ تاریکیوں کے اندر پرورش ہوتی ہے اور تینوں پردے اس جنین کو بیرونی آفتوں سے محفوظ رکھتے ہیں تب جا کر جنین پیدا ہونے کے قابل بچہ بنتا ہے۔ ان میں پہلا پردہ ماں کا پیٹ ہے دوسرا پیٹ کے اندر رحم اور تیسرا رحم کے اندر جھلی جس میں جنین ملفوف اور محفوظ ہوتا ہے۔ پھر اس عرصہ میں اس جنین پر کئی مراحل اور اطوار گزرتے ہیں۔ پہلے وہ نطفہ ہوتا ہے۔ پھر منجمد خون ہے پھر گوشت کا لوتھڑا، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے بعد ازاں اس کی شکل و صورت بنتی ہے اور یہ سب کچھ تین تاریکیوں کے اندر ہی ہوتا رہتا ہے۔ تاآنکہ وہ جنین مقررہ وقت کے بعد انسان کی شکل و صورت لے کر ماں کے پیٹ سے باہر آجاتا ہے۔

[۱۴] ۞ جاہل عوام کو شرک کی گمراہیوں میں پھنسانے والے حضرات:۔ تمہارے پروردگار کی یہ صفات ہیں کہ وہ ہی تمہارا خالق ہے وہی تمہاری پرورش کرنے والا ہے اور وہی تمہارا اور ساری کائنات کا مالک ہے۔ لہٰذا وہی تمہاری نیاز مندیوں، نذروں نیازوں، قربانیوں اور عبادات کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اب تم جو اللہ کے علاوہ دوسروں کے لئے یہ افعال بجا لاتے ہو تو بتاؤ کیا یہ سیدھی سی بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتی اور وہ کون لوگ ہیں جو تمہیں اس سیدھی سی بات سے پھیر کر غلط راہوں پر ڈال دیتے ہیں۔ اور یہ تو واضح بات ہے کہ اس سیدھی سی بات سے بہکانے والے وہی لوگ ہو سکتے ہیں جن کے کچھ اپنے دنیوی مفادات ایسے غلط راستوں سے وابستہ ہوں اور یہ لوگ ہوتے ہیں مندروں کے گرو اور مہنت بت خانوں کے پنڈت اور پروہت اور مزاروں کے سجادہ نشین اور مجاور حضرات جنہوں نے عوام کو طرح طرح کی داستانیں سنا کر اس جال میں پھنسا رکھا ہے۔ اور اس طرح اپنا تو الو سیدھا کر لیا ہے۔ لیکن جاہل عوام کو شرک کی گمراہیوں میں دھکیل رکھا ہے۔

[۱۵] ۞ شکر کے فائدے:۔ اللہ تعالیٰ کے تم پر بے بہا انعامات کے باوجود بھی اگر تم کفرانِ نعمت کرو گے اور اس کا حق عبادت دوسروں کو دیتے رہو گے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ تمہارا اپنا ہی نقصان ہو گا۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ تمہارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لَكُمْ ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٧﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ

کوئی بارِ گناہ اٹھانے والا کسی دوسرے [۱۶] کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تمہیں اپنے پروردگار کے ہاں ہی واپس جانا ہے۔ وہ تمہیں بتادے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو بلاشبہ وہ سینوں کے راز تک جاننے والا ہے۔(۷)

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسے پکارتا ہے پھر جب وہ اسے اپنی نعمت سے نوازتا ہے تو یوں بھول جاتا ہے جیسے اس سے پہلے اس نے اپنے پروردگار کو پکارا [۱۷] ہی نہ تھا اور اللہ کے شریک بنانے لگتا ہے تاکہ (دوسروں کو بھی) اس کی راہ [۱۸] سے بہکادے۔ اسے کہیے کہ اپنے کفر کا تھوڑا سا فائدہ اٹھالے۔

کفرانِ نعمت یا ایسی نمک حرامی کو پسند نہیں کرتا۔ اس کے ہاں پسندیدہ بات یہی ہے کہ تم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اسے بھی وہ تمہارے ہی فائدے کے لیے پسند کرتا ہے۔ شکر کا تمہیں فائدہ یہ پہنچے گا کہ ایک تو تمہارا پروردگار خوش ہوگا دوسرے تمہیں اور بھی زیادہ نعمتیں عطا فرمائے گا۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے سورہ ابراہیم کی آیت نمبر ۷ کا حاشیہ۔

[۱۶] یعنی اگر آج تم کسی کو راضی رکھنے کے لئے یا اس کی ناراضگی سے بچنے کے لئے کفر یا گمراہی کی راہ اختیار کرو گے تو قیامت کے دن وہ تمہارا بوجھ اٹھا نہیں لے گا۔ اس کے تو اپنے گناہوں کا بوجھ اس کے لئے وبال جان بنا ہوگا وہ تمہارا بوجھ کیسے اٹھائے گا؟ لہٰذا اللہ سے شرک اور کفرانِ نعمت کے بارے میں انتہائی محتاط روش اختیار کرو۔ دوسروں کے بہکاوے میں نہ آؤ۔ اور خود سیدھی سی بات اور سیدھی راہ کو پہچاننے اور سمجھنے کی کوشش کرو۔ جن لوگوں کو آج تم نے اپنا پیشوا سمجھ رکھا ہے وہ کل تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے۔

[۱۷] ❁ جمعرات کو مزاروں پر حاضری دینے والے:۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک دنیادار اور جاہل قسم کے انسان کی فطرت بیان فرمائی ہے جو مزاروں پر جمعرات کو حاضری دینے میں اپنی سب سعادت سمجھتا ہے۔ اس سے زیادہ اسے نہ دین کے سمجھنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ وہ اس کے لئے کوئی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ دنیا بس اللہ کے ان پیاروں کے سہارے ہی قائم ہے۔ جو ان مقبروں اور مزاروں میں موجود زندہ ہیں اور لوگوں کی دادرسی کر رہے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہی عقیدے مشرکینِ مکہ کے اپنے بتوں سے وابستہ تھے۔ ایسے لوگوں کو جب کوئی ایسی مصیبت بن جاتی ہے کہ موت سامنے کھڑی نظر آنے لگتی ہے تو صرف اللہ کو پکارتے ہیں اور اللہ کے پیاروں کو بھول جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ سارے مشرکوں کا کبھی اس بات پر اتفاق نہیں ہو سکا کہ فی الواقع اللہ کے بعد وہ کون سی ہستی ہے۔ جو دافع البلاء ہو سکتی ہے۔ کسی کے نزدیک ایک بزرگ ہوتا ہے تو کسی کے نزدیک کوئی دوسرا بزرگ۔ البتہ اللہ کی ذات پر سب متفق ہو جاتے ہیں اور اسے پکارنے لگتے ہیں۔ پھر جب اللہ اس مصیبت سے نجات دے دیتا ہے اور انہیں سکھ چین نصیب ہو جاتا ہے تو پھر اللہ کو بھول جاتے ہیں اور اب ان کی ساری نیاز مندیاں بس اللہ کے پیاروں کے لئے رہ جاتی ہیں۔

[۱۸] پھر وہ اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ دوسروں سے یوں کہنے لگتا ہے کہ ہمیں تو فلاں آستانے سے شفا نصیب ہوئی تھی۔ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



إِنَّكَ مِنْ أَصْحٰبِ النَّارِ ﴿٨﴾ أَمَّنْ هُوَ قٰنِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا
رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا
الْاَلْبَابِ ﴿٩﴾ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ ع ۱ / ۱۵
وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ

تو یقیناً اہلِ جہنم سے ہے۔(۸) کیا (ایسا شخص بہتر ہے) یا وہ جو رات کے اوقات قیام اور سجدہ میں عبادت کرتے گزارتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے؟ آپ ان سے پوچھئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر [۱۹] ہو سکتے ہیں؟ مگر ان باتوں سے سبق تو وہی حاصل کرتے ہیں جو اہلِ عقل و خرد ہوں۔(۹) آپ کہہ دیجئے کہ: اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو، اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جو لوگ نیک کام کرتے ہیں۔ ان کے لئے اس دنیا میں (بھی) بھلائی [۲۰] ہے۔ اور اللہ کی زمین وسیع [۲۱] ہے۔ بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بلا حساب دیا جائے گا۔(۱۰) آپ کہئے: مجھے تو یہ حکم ہوا ہے کہ

فلاں بزرگ کی نظر کرم کی وجہ سے ہم اس مصیبت سے بچ نکلے تھے اور فلاں بزرگ کی بارگاہ سے ہماری فلاں حاجت پوری ہوئی تھی اور ہمارے دن پھرے تھے اسی طرح دوسرے بہت سے لوگ بھی ان حضرتوں کے معتقد بن جاتے ہیں اور ہر جاہل اپنے اسی طرح کے تجربے بیان کر کر کے عوام میں گمراہی پھیلاتا جاتا ہے۔

[۱۹] ❁ اللہ کے ہاں عالم کون اور جاہل کون؟ اب ایک یہ شخص ہے جو صرف مصیبت کے وقت غیر اللہ کو پکارتا ہے۔ اور اسے قرآن "جاہل یا نہ جاننے والے" کے نام سے پکارتا ہے۔ خواہ وہ علامۂ دہر ہو اور دوسرا وہ شخص ہے جو تنگی ترشی اور خوشحالی غرض ہر طرح کے حالات میں صرف اللہ پر ہی تکیہ کرتا ہے اور اسے ہی پکارتا ہے۔ رات کے اندھیروں میں اس کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے۔ اسی سے ڈرتا ہے اور اسی سے اس کی رحمت کی توقع بھی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو "عالم یا جاننے والے" کے نام سے پکارتا ہے۔ خواہ وہ پرائمری پاس بھی نہ ہو یا ابتدائی دینی کتابیں بھی نہ پڑھا ہو۔ اور اس مفہوم کی تائید قرآن کریم کے ایک اور جملہ ﴿اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (۳۵:۲۸) سے بھی ہو جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اہلِ عقل و خرد کے سامنے یہ سوال رکھتا ہے کہ بتاؤ ان دونوں کی طرز زندگی ایک جیسی ہے یا ان دونوں کا انجام ایک جیسا ہو سکتا ہے؟

[۲۰] یہاں بھلائی سے مراد صرف مال و دولت ہی نہیں اگرچہ مال و دولت بھی اس بھلائی میں شامل ہے۔ یعنی یہ ممکن ہے کہ اس دنیا میں پرہیزگاروں کو مال و دولت عطا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں مال و دولت عطا نہ کیا جائے۔ البتہ بھلائی کی اور بھی بہت سی اقسام ہیں۔ جو انہیں یقیناً حاصل ہوتی ہیں۔ مثلاً ایسے لوگوں کی سب ہی عزت کرتے ہیں خواہ عزت کرنے والے دیندار ہوں یا دنیادار۔ ایسے لوگوں کی بات قابل اعتماد سمجھی جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کی ساکھ قائم ہوتی ہے اور آخرت کی بھلائی جو بہرحال ایسے لوگوں کے لئے یقینی ہے۔

[۲۱] ❁ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے:۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورہ ہجرت حبشہ سے پہلے یا اس عرصہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ
رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِىْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ
اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾

میں خالصتاً اسی کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے اس کی عبادت [۲۲] کروں (۱۱) اور یہ بھی کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں (۱۲) آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں (۱۳) آپ کہئے کہ: میں تو اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ کی عبادت [۲۳] کرتا ہوں (۱۴) تم اسے چھوڑ کر جس کی عبادت کرنا چاہتے ہو کرتے رہو (نیز) کہئے کہ اصل میں تو خسارہ اٹھانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارہ میں ڈال دیا۔ دیکھو! یہی بات صریح خسارہ [۲۴] ہے (۱۵)

کے لگ بھگ نازل ہوئی تھی۔ جبکہ مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا تھا۔ اور انہیں احکام اسلام کی بجا آوری میں کفار مکہ کی طرف سے سخت دشواریاں پیش آ رہی تھیں۔ یعنی اگر مکہ کی سرزمین یا آس پاس کا علاقہ تمہارے لئے تنگ ہو گیا ہے تو اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے کسی دوسرے ملک میں چلے جاؤ۔ جہاں آزادی سے اسلام کے احکام بجا لا سکو۔ ترک وطن کے سلسلہ میں بھی تمہیں کئی طرح کی مشکلات پیش آئیں گی اور جہاں جاؤ گے وہاں بھی ابتداءً مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔ ان مشکلات کو اگر صبر و ثبات سے برداشت کرو گے تو اس کا ثواب بھی بے حساب ملے گا۔ واضح رہے کہ صبر کا تعلق ان مسلمانوں سے بھی ہے جو ہجرت کر کے چلے گئے تھے اور ان سے بھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت یا کسی دوسری وجہ سے ہجرت نہ کی بلکہ مکہ میں ہی کفار کی سختیاں سہنے کے باوجود اپنے دین پر ڈٹے رہے۔

[۲۲] ۞ ہر نبی سب سے پہلے اپنی نبوت پر ایمان لاتا ہے اور احکام الٰہی کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے:۔ ہر نبی پر یہ واجب ہوتا ہے کہ سب سے پہلے خود اپنی نبوت پر ایمان لائے۔ پھر دوسروں کو دعوت دے۔ اسی طرح اس پر یہ بھی واجب ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے جو بھی حکم نازل ہو سب سے پہلے خود اس پر عمل کرے اور اپنی ذات کو بطور نمونہ دوسروں کے سامنے پیش کرے پھر دوسروں کو دعوت دے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ بات کہلوائی کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ خالصتاً اللہ اکیلے کی عبادت کروں اور اس حکم پر سب سے پہلے میں خود سر تسلیم خم کرتا ہوں۔

[۲۳] ۞ شرک سے سمجھوتہ ناممکن ہے:۔ آپ ﷺ کو حکم یہ ہوتا تھا کہ خالصتاً اللہ اکیلے کی عبادت کریں۔ جبکہ کفار مکہ پر ایک وقت ایسا بھی آیا جب وہ آپ ﷺ سے سمجھوتہ کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اور وہ سمجھوتہ اس بات پر چاہتے تھے کہ ہم آپ کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتے بشرطیکہ آپ ہمارے معبودوں کو برا بھلا نہ کہیں۔ بالفاظ دیگر آپ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں کیونکہ یہی کلمہ ان کے بتوں کو ناکارہ ثابت کرتا تھا جسے وہ اپنی، اپنے آباء واجداد کی اور اپنے بتوں کی توہین سمجھتے تھے۔ اور اس کلمہ سے انکار ہی اللہ کی سب سے بڑی نافرمانی تھی۔ لہٰذا آپ ﷺ کی زبان سے اس کا جواب یہ دلوایا گیا کہ مجھے تو حکم ہی یہی ہے کہ اکیلے اللہ کے سوا کسی بھی معبود کو تسلیم نہ کروں۔ اور اگر میں اس حکم کی نافرمانی کروں تو میں بھی اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ لہٰذا میں ایسا کام کسی قیمت پر نہیں کر سکتا۔

[۲۴] ۞ شرک سے خسارہ کے مختلف پہلو:۔ یہ صریح خسارہ اس لحاظ سے ہے کہ مشرکوں کے اگر کچھ نیک اعمال ہوئے بھی تو وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾
وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ
يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ

ان کے اوپر بھی آگ کے سائبان[۲۵] ہوں گے اور ان کے نیچے بھی۔ اسی بات سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہو (۱۶) جو لوگ[۲۶] طاغوت کی عبادت کرنے سے بچتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ان کے لئے بشارت ہے لہذا میرے بندوں کو بشارت[۲۷] دے دیجئے (۱۷)

جو بات کو توجہ سے سنتے ہیں پھر اس کے بہترین[۲۸] پہلو کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت بخشی اور یہی دانشمند ہیں۔ (۱۸)

شرک کی وجہ سے برباد ہو جائیں گے۔ اب ان کے صرف گناہ ہی گناہ باقی رہ جائیں گے۔ دوسرے ان کے بال بچوں کے گناہوں سے حصہ رسدی کے طور پر انہیں بھی گناہ ہوگا۔ تیسرے یہ کہ دنیا میں تو خسارہ کی اس طرح تلافی ہو سکتی ہے کہ بعد میں کسی وقت نفع ہو جائے۔ قیامت میں یہ صورت بھی ممکن نہ ہوگی گویا ہر طرف سے خسارہ ہی خسارہ انہیں گھیرے ہوئے ہوگا۔

[۲۵] ظُلَل ظلة کی جمع ہے جس کے معنی سایہ بھی ہے، بادل بھی اور ایسا خیمہ یا سائبان بھی جس کی صرف چھت ہی چھت ہو، دیواریں نہ ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے صریح خسارہ پانے والوں کی سزا یہ ہوگی جیسے ان کے اوپر آگ کی گھٹا چھا رہی ہو اور ان کے نیچے سے بھی ایسی آگ کی گھٹا اٹھ رہی ہو اور انہیں دونوں طرف سے اپنی لپیٹ میں لے لے۔

[۲۶] ۞ طاغوت کا مفہوم:۔ طاغوت کا معنی عموماً بت یا شیطان کر لیا جاتا ہے۔ ان الفاظ سے اس لفظ کا پورا مفہوم ادا نہیں ہوتا۔ طاغوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ کے مقابلہ میں اطاعت یا عبادت کی جاتی ہو یا وہ خود اللہ کے مقابلہ میں اپنی اطاعت یا عبادت لوگوں سے کروانا پسند کرتا ہو، گویا طاغوت سے مراد دنیادار چودھری اور حکمران بھی ہو سکتے ہیں کوئی ادارہ یا پارلیمنٹ بھی ہو سکتی ہے۔ بت، شیطان اور جن بھی ہو سکتے ہیں اور ایسے پیر فقیر بھی ہو سکتے ہیں جو اللہ کے مقابلہ میں اپنی اطاعت کروانا پسند فرماتے ہیں اور شریعت پر طریقت کو ترجیح دیتے ہیں۔

[۲۷] یہ بشارت صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ہر قسم کے طاغوت کی اطاعت یا عبادت سے بچتے رہے اور تنگی ترشی میں بھی اللہ کی ہی اطاعت و عبادت کرتے رہے، اسی کی طرف رجوع کیا اور اسی پر توکل کیا۔

[۲۸] ۞ اتباع احسن سے کیا مراد ہے؟ ان لوگوں کی ایک صفت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام و فرامین کی اس صورت میں پیروی کرتے ہیں جو بہتر سے بہتر ہو۔ مثلاً نماز کی ادائیگی کی جائے تو خلوص نیت اور اللہ کی رضا اور اس کی محبت کے جذبے سے ادا کرے۔ بروقت اور باجماعت ادا کرے۔ طہارت اچھی طرح کرے۔ نماز میں خشوع و خضوع ہو اور ظاہری ارکان و آداب بھی درست ہوں۔ تو یہ نماز کی اچھی سے اچھی صورت ہے۔ اب اگر کوئی شخص نماز تو باجماعت ادا کرتا ہے لیکن نماز میں خیال بس دنیوی باتوں کے ہی آتے رہیں۔ نماز میں بے توجہی ہو۔ فضول حرکتیں بھی کرتا رہے اور سست اور ڈھیلا ڈھالا کھڑا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا
غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ
السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ

کیا جس شخص پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہو تو (اے نبی) آپ ایسے شخص کو چھڑا سکتے ہیں[۲۹] جو آگ میں گر چکا ہو۔(۱۹) لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ان کے لئے بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور بالا خانے بنے[۳۰] ہوئے ہیں اور ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ کبھی اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا(۲۰)

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے پھر زمین میں چشمے بنا کر اس[۳۱] پانی کو آگے چلا دیتا ہے۔ پھر اس سے مختلف رنگوں کی کھیتی پیدا کرتا ہے پھر وہ جوبن پر آتی ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ جاتی ہے پھر وہ اسے بھس بنا دیتا ہے۔

رہے۔ تو نماز تو اس نے بھی ادا کر لی۔ اور اللہ کے حکم کی اطاعت بھی ہو گئی مگر یہ احسن صورت نہیں۔ اور پہلے اور اس شخص کی نماز میں بہت فرق ہے۔ یہی حال تمام اعمال کا ہے۔ اور اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ باتیں تو سب کی سنتے ہیں مگر قبول صرف وہ بات کرتے ہیں جو ان سے بہتر ہو پھر اسی پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

[۲۹] یعنی جن لوگوں پر ان کے عناد، ضد اور ہٹ دھرمی اور ان کی بداعمالیوں کے سبب سے عذاب کا حکم ثابت ہو چکا ہو کیا وہ ہدایت کی راہ اختیار کر سکتے ہیں۔ بھلا ایسے بدبختوں کو جو انہی بدعنوانیوں کے باعث آگ میں پڑ چکے ہیں۔ انہیں آپ یا کوئی دوسرا راہ راست پر لا سکتا ہے اور انہیں آگ سے نکال سکتا ہے؟

[۳۰] ۞ کیا جنت اور دوزخ تیار کی جا چکی ہیں:۔ بعض دفعہ امت میں ایسی بے کار بحثیں شروع ہو جاتی ہیں جن کا انسان کی عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ لیکن جب شروع ہو جائیں تو اہل حق کو جواباً کچھ کہنا ہی پڑتا ہے۔ ایسے ہی مسائل میں سے ایک یہ ہے کہ آیا جنت اور جہنم تیار کی جا چکی ہیں یا قیامت کے بعد لوگوں کے جزا و سزا کے فیصلوں کے بعد تیار ہوں گی۔ کتاب و سنت کے الفاظ میں یہ صراحت موجود ہے کہ یہ تیار ہو چکی ہیں۔ مگر ایک فرقہ نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ قیامت کے بعد تیار ہوں گی۔ اس آیت میں لفظ مبنیة سے بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ بالا خانے بنائے جا چکے ہیں۔ یہاں بالا خانوں سے مراد یہ نہیں ایک مکان پر کوئی چوبارہ ہوتا ہے جیسے دوسری منزل ہو۔ بلکہ اس سے درجات کی بلندی مراد ہے۔ یعنی ایک مکان سے دوسرا مکان بلندی پر واقع ہو گا اور تیسرا اس سے بلندی پر۔

[۳۱] بارش کا کچھ پانی زمین میں جذب ہو کر زمین کو سیراب کرتا ہے۔ زائد پانی اور نیچے چلا جاتا ہے۔ جو کبھی چشموں کی صورت میں پھوٹ نکلتا ہے اور کبھی کنوئیں وغیرہ کھود کر نکالا جاتا ہے۔ اور زائد پانی ندی نالوں میں بہتا ہوا دریاؤں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ سب پانی کے منابع ہیں۔ اور جو بھی صورت ہو بارش کے پانی سے انسانوں، حیوانوں اور نباتات کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ع ۲/۱۲ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ (۲۱) اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰي
نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۲۲) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ

بلاشبہ اہل عقل کے لئے اس [۳۲] میں ایک سبق ہے۔ (۲۱) بھلا جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول [۳۳] دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک روشنی [۳۴] پر ہو (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو کوئی سبق نہیں لیتا) لہٰذا ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے (اور) سخت [۳۵] ہو جاتے ہیں۔ یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔ (۲۲) اللہ نے بہترین کلام نازل [۳۶] کیا جو ایسی کتاب ہے

[۳۲] دنیا کے کمال کو بھی زوال آ کے رہے گا:۔ سبق یہ ہے کہ جو چیز بھی عروج کو پہنچے اسے زوال بھی ضرور آتا ہے۔ جب وہ جوبن پر ہو تو بڑی بہار دکھاتی اور اچھی لگتی ہے مگر اس کا انجام عبرت آموز ہوتا ہے۔ نباتات کی بھی یہی کیفیت ہے۔ پھر انسان کی اپنی زندگی کی بھی یہی کیفیت ہے۔ یہ چیزیں تو ہر انسان کے مشاہدے میں آسکتی ہیں۔ مگر قوموں کے عروج و زوال کی بھی اگرچہ یہی کیفیت ہوتی ہے مگر وہ انسان کے مشاہدہ میں نہیں آتی۔ کیونکہ وہ صدیوں پر محیط ہوتی ہے۔ اور اس کا ہمیں تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں قوم پر فلاں وقت عروج کا دور تھا اور فلاں وقت انحطاط کا۔ پھر اس سے آگے اس دنیا کا بھی یہی حال ہے جو اس وقت اپنی بہاریں دکھا رہی ہے اور اکثر لوگ اسی پر ریجھ بیٹھے اور اسی میں مست اور مگن ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اس کا انجام بھی اللہ کی سنت کے مطابق وہی کچھ ہونے والا ہے جو دوسری چیزوں کا ہو رہا ہے۔ لہٰذا انسان کو ان مثالوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور اس پر ریجھنے کے بجائے اس گھر کی فکر کرنا چاہئے جسے کبھی زوال نہیں آئے گا۔

[۳۳] شرح صدر کا مفہوم:۔ اسلام کے لئے سینہ کھول دینے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی حقانیت کا دل میں اس طرح یقین پیدا ہو جائے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اور انسان اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے اس طرح آمادہ ہو جائے کہ اس سے پیچھے ہٹنا اسے کسی قیمت پر گوارا نہ ہو۔ گو ایسا شرح صدر اللہ ہی کی توفیق سے نصیب ہوتا ہے۔ تاہم یہ توفیق بھی اللہ اسی شخص کو دیتا ہے۔ جو خود بھی حق بات کو قبول کرنے پر آمادہ ہو۔

[۳۴] اس روشنی سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے جو زندگی کے ہر میدان میں اور اس کے ہر موڑ پر اس کی رہنمائی کرتی ہے۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ جنہوں نے اللہ کے احکام کو عملی جامہ پہنا کر اپنے آپ کو امت کے سامنے نمونہ کے طور پر پیش فرمایا۔

[۳۵] یعنی ایک طرف تو ایسا شخص ہے جس کا اللہ نے سینہ بھی اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ روشنی میں نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ اللہ کے راستہ پر گامزن ہے۔ دوسری طرف وہ شخص ہے جس کے دل میں حق بات سنتے ہی گھٹن پیدا ہو جاتی ہے اور ناگواری کے اثرات اس کے چہرہ پر نمودار ہونے لگتے ہیں۔ پھر اس کی ضد، عناد اور ہٹ دھرمی نے اس کے دل کو پتھر کی طرح سخت بنا دیا ہو جس کے دل میں خیر کا ایک قطرہ بھی نہ گھس سکتا ہو۔ نہ کوئی نصیحت اس پر اثر کرے۔ نہ کبھی اللہ کی یاد کی توفیق نصیب ہو۔ وہ یا تو اپنے ہی نفس کی پیروی کرے یا اپنے آباء کی رسوم اور تقلید کی تاریکیوں میں بھٹکتا پھرے۔ کیا یہ دونوں انجام کے لحاظ سے ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟

[۳۶] قرآن بہترین کلام کیسے ہے؟:۔ قرآن بہترین کلام اس لحاظ سے ہے کہ اس کی آیات ٹھوس حقائق پر مبنی ہیں۔ اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْحَدِيثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾

جس کے مضامین ملتے جلتے[۳۷] اور بار بار دہرائے[۳۸] جاتے ہیں۔ جن سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں پھر ان کی جلدیں اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب[۳۹] ہو جاتے ہیں۔ یہی اللہ کی ہدایت ہے، وہ جسے چاہتا ہے۔ اِس (قرآن) کے ذریعہ راہِ راست پر لے آتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں۔ (۲۳)

انداز بیان دلنشین ہے۔ اس کے دلائل عام فہم ہیں۔ جن سے ایک دیہاتی بھی ایسے ہی مستفید ہو سکتا ہے جیسے ایک جید عالم، اور اس کے احکام و فرامین دنیا میں بہترین زندگی گزارنے کا راستہ بتاتے ہیں۔ نیز اس کے احکام محض نظریاتی نہیں بلکہ سب قابلِ عمل ہیں اور اگر ان پر عمل کیا جائے تو اخروی فلاح کے ضامن ہیں۔ اور یہ سب خوبیاں اللہ کے کلام کے علاوہ دوسرے کسی کے کلام میں نہیں ہو سکتیں۔

[۳۷] ملتی جلتی آیات سے مراد؟ یعنی قرآن میں ایک مضمون اگر بیس مقامات پر آیا ہے تو بھی اس میں اختلاف اور تضاد واقع نہیں ہوتا۔ اندازِ بیان اور اختلاف الفاظ کے باوجود ایک جگہ کا مضمون دوسری جگہ کے مضمون کی تائید و توثیق ہی کرتا ہے۔ جس سے بات پوری طرح ذہن نشین ہو جاتی ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ ﴿إِنَّ الْقُرْآنَ يُفَسِّرُ بَعْضُهُ بَعْضًا﴾ یہ تو ممکن ہے کہ ایک جگہ اجمال ہو اور دوسری جگہ تفصیل۔ مگر اختلاف اور تضاد واقع نہیں ہوتا۔ مثلاً قرآن نے ایک حکم دیا ہے کہ کسی غیر مسلم کو اپنا دلی دوست اور راز دار نہ بناؤ، تو کسی جگہ آپ کو یہ بات نہیں ملے گی کہ سیاست میں کوئی بات یا کوئی اصول حرف آخر نہیں ہوتا۔

[۳۸] مثانی سے مراد کیسی آیات ہیں:۔ مثانی سے مراد ایک تو ایسی آیات ہیں جو بار بار پڑھی اور دہرائی جاتی ہیں۔ اسی لحاظ سے سورہ فاتحہ کو سبع من المثانی کہا گیا ہے کہ یہ سورت کم از کم نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ پھر نماز کے علاوہ بھی پڑھی جاتی ہے۔ دوسری مراد وہ آیات ہیں جو قرآن میں بہ تکرار وارد ہیں۔ مثلاً ﴿وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ﴾ یا ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾ یا ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ اور ایسی آیات جو دو دو یا تین بار وارد ہیں وہ بہت ہیں۔ تیسری مراد اقوام سابقہ کے انجام سے خبردار کرنے والی آیات یا انبیاء کے قصص ہیں جو قرآن میں بار بار مختلف پیرایوں میں مذکور ہوئے ہیں۔ ایسے ہی شرک کے ابطال اور توحید کے دلائل ہر سورہ کی بے شمار آیات میں مذکور ہیں۔ جو سب ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں اور چوتھی مراد ایسی آیات ہیں جن میں نوعی تقابل پایا جاتا ہے۔ مثلاً جہاں اہل جنت کا ذکر ہے وہاں اہل دوزخ کا ذکر بھی آجاتا ہے اور اس کے برعکس بھی۔ جہاں رات کا ذکر ہے وہاں دن کا بھی ذکر ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی صفت قہار کا ذکر ہے تو اگلی آیت میں صفت غفار یا غفور کا بھی ذکر آگیا ہے۔

[۳۹] قرآن سننے پر حال پڑنا محض ریاکاری ہے:۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب قرآن پڑھا جاتا تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا کیا حال ہوتا تھا۔ وہ کہنے لگیں کہ ''ان کی آنکھوں میں آنسو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۲۴

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۲۵ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۲۶ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

پھر جو شخص قیامت کے دن کے سخت [۴۰] عذاب کو اپنے چہرے پر روکے گا (اس کی بے بسی کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے؟) اور ظالموں سے کہا جائے گا کہ اپنی ان کرتوتوں کا مزا چکھو جو تم کیا کرتے تھے۔ (۲۴) ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی جھٹلایا تو ان کو ایسی جگہ سے عذاب آیا جس کا انہیں سان گمان تک نہ تھا۔ پھر اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں ہی رسوائی کا مزا چکھا دیا اور آخرت کا عذاب تو کہیں [۴۱] بڑھ کر ہے کاش وہ جانتے ہوتے (۲۶) ہم نے اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر

آجاتے اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے" عبداللہ بن زبیرؓ کہنے لگے کہ "ہمارے زمانہ میں تو بعض لوگ ایسے ہیں کہ قرآن سننے سے ان کو غش آجاتا ہے" سیدہ اسماء نے کہا اللہ کی پناہ شیطان مردود سے "اور جلدوں اور دلوں کے نرم پڑنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ بڑی خوش دلی اور رغبت کے ساتھ اللہ کی عبادت بجا لاتے ہیں۔ یہ تو صحابہ کرام اور ان لوگوں کی صفات ہیں جو فی الواقع قرآن کی تاثیر قبول کرتے ہیں۔ پھر کچھ لوگوں نے تصنع سے ایسے طریقے ایجاد کر لئے کہ قرآن سننے سے غش آجائے اور وہ گر پڑیں جسے ہماری زبان میں حال پڑنا یا حال کھیلنا کہتے ہیں۔ ریاکار اور مصنوعی پیر قسم کے لوگ عام لوگوں پر اپنی بزرگی کی دھاک بٹھانے کے لئے ایسے کام کرتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ عراق کے ایک ایسے شخص پر سے گزرے جو مدہوش گرا ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا: اسے کیا ہوا؟" لوگوں نے کہا: "جب یہ قرآن سنتا ہے تو اس کا یہی حال ہو جاتا ہے" سیدنا عبداللہ کہنے لگے: "ہم بھی اللہ سے ڈرتے ہیں مگر گرتے نہیں اور ایسے لوگوں کے پیٹ میں شیطان ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کا یہ طریقہ نہ تھا اور ابن سیرین سے کسی نے پوچھا: "کچھ لوگ قرآن سن کر گر جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ایسے لوگوں کو ایک چھت پر اس طرح بٹھاؤ کہ وہ نیچے کی طرف دیوار کے ساتھ پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں پھر انہیں قرآن سناؤ۔ اگر وہ نیچے گر پڑیں تب وہ سچے ہیں ورنہ وہ جھوٹے اور ریاکار ہیں۔

[۴۰] انسان کی عادت ہے کہ جب اس کے بدن پر کوئی ضرب پڑنے والی ہو تو سب سے پہلے وہ اپنے ہاتھوں سے اس کی روک تھام کرتا ہے یعنی پڑنے والے وار کی ہاتھوں سے مدافعت کرتا ہے۔ اور اگر حملہ شدید ہو اور ہاتھوں سے اسے روکا نہ جا سکتا ہو تو باقی بدن کے ہر حصے پر ضرب پڑنا گوارا کر لیتا ہے لیکن جیسے بھی بن پڑے چہرے کو اس ضرب سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ قیامت کے دن ان کے ہاتھ تو بندھے ہوں گے اور بے بسی کا بھی یہ عالم ہوگا کہ اس عذاب کو مجبوراً انہیں اپنے چہروں پر برداشت کرنا پڑے گا۔ پھر ساتھ ہی انہیں یہ بھی کہا جائے گا کہ یہ تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ہے۔ یہاں پھر سوال کا اگلا حصہ محذوف ہے اور یہ جملہ یوں مکمل ہوتا ہے کہ کیا ایسا شخص اس مومن کی طرح ہو سکتا ہے جسے آخرت میں کوئی تکلیف اور نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہی نہ ہو بلکہ اسے اس دن ہر طرح سے راحت اور اطمینان میسر ہو؟

[۴۱] ❁ دنیا میں سزا محض ظالم کا ہاتھ روکنے کیلئے دی جاتی ہے:۔ وہ اللہ کی آیات یا اس کی وعید کا مذاق اڑانے میں لگے رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ

طرح کی مثالیں[۴۲] بیان کر دی ہیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔(۲۷) وہ قرآن جو عربی زبان[۴۳] میں ہے جس میں کوئی کجی نہیں۔ تاکہ لوگ (اللہ کی نافرمانی سے) بچ جائیں۔(۲۸)

اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے۔ ایک شخص چند بد سرشت اور اپنے حق کے لئے باہم جھگڑنے[۴۴] والوں کا غلام ہے اور دوسرا صرف ایک ہی آدمی کا غلام ہے۔ کیا ان دونوں غلاموں کی حالت ایک جیسی ہو سکتی ہے؟

اور پیغمبروں سے یہی کہتے رہے کہ وہ عذاب کب آئے گا جس کی دھمکی دے رہے ہو۔ اسے لے کیوں نہیں آتے۔ وہ اپنے اس شغل میں ہی مگن تھے کہ انہیں اللہ کے عذاب نے آلیا اور یہ عذاب کوئی ان کے جرائم کی سزا نہیں تھی بلکہ اس طرح انہیں مزید ظلم اور زیادتیوں سے روک دیا گیا اور اصل سزا تو انہیں اس وقت دی جائے گی جب وہ میدانِ محشر میں پیش کئے جائیں گے۔

[۴۲] اس سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہم نے شرک کی تردید میں ہر طرح کی مثالیں دلائل کے ساتھ پیش کر دی ہیں تاکہ لوگوں کو اصل حقیقت سمجھنے میں کوئی دشواری نہ رہے اور اس سے مراد دین کی سب ضروری باتیں بھی ہو سکتی ہیں جن میں اوامر و نواہی بھی شامل ہیں۔ ایسی بنیادی باتیں سب قرآن میں موجود ہیں اور سنتِ رسول اللہ ﷺ سے ان کا مطلب اور مفہوم پوری طرح واضح ہو جاتا ہے۔ یعنی ہر شخص کو دین سے متعلق جملہ ہدایات کتاب و سنت سے مل سکتی ہیں۔ اور اسے اپنے دین کی حفاظت کے لئے قرآن کریم اور حدیث کافی ہے۔

[۴۳] ۞ قرآن ٹھیٹھ عربی زبان میں کیوں ہے:۔ قرآن اگر کسی دوسری زبان میں ہوتا تو اسے سمجھنے کے لئے ترجمانوں کے علاوہ اور بھی کئی قسم کی دشواریاں پیش آسکتی تھیں۔ یہ ان کی اپنی مادری اور ٹھیٹھ زبان میں ہے جسے سب لوگ بآسانی سمجھ سکتے ہیں پھر اس میں جو باتیں مذکور ہیں وہ صاف اور سیدھی ہیں جنہیں ہر عقلِ سلیم قبول کرتی ہے۔ اس کے اندازِ بیان اور دلائل میں کوئی الجھاؤ یا پیچیدگی نہیں۔ علاوہ ازیں جو احکام اس میں بیان کئے گئے ہیں ان پر عمل کرنا محال نہیں اور لوگ بسہولت ان پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں اور جو لوگ کسی بھی درجہ میں معذور ہیں ان کے لئے رخصتوں یا مراعات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔

[۴۴] ۞ ایک انسان کے مختلف اور متشاکس آقا کون کون سے ہیں؟ تشاکس کے معنی بخل، تند خوئی اور بدمزاجی کی وجہ سے ایک دوسرے سے اپنے اپنے حق کے لئے کھینچا تانی کرنا ہے۔ مثال یہ ہے کہ ایک غلام ۔ کہ ایک نہیں بلکہ متعدد آقا ہیں۔ اور ہر ایک کا جی یہ چاہتا ہے کہ وہ غلام کو اپنے ہی کام میں لگائے رکھے اور جتنا اس کا حق بنتا ہے اس سے زیادہ اس سے محنت لے۔ دوسروں کی خدمت خواہ وہ کر سکے یا نہ کرے۔ پھر وہ تند خو اور بد سرشت بھی ہیں ان میں سے ہر شخص اس غلام سے ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتا ہے اور بدسلوکی سے بھی پیش آتا ہے۔ تو بتاؤ اس غلام کا کیا حال ہوگا اور وہ کس مشکل اور مصیبت میں پڑا ہوگا اور دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿٣١﴾ ع

۳
۱۰
۱۷

الحمد [۴۵] للہ! لیکن اکثر لوگ یہ بات جانتے نہیں (۲۹) (اے نبی!) بلاشبہ آپ کو مرنا [۴۶] ہے اور یہ بھی مرنے والے ہیں (۳۰) پھر قیامت کے دن تم اپنے پروردگار کے ہاں اپنا اپنا [۴۷] مقدمہ پیش کرو گے۔ (۳۱)

غلام کا مالک صرف ایک ہی ہے تو بتاؤ ان دونوں غلاموں کی حالت ایک جیسی ہو سکتی ہے؟ اور اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ایسے بد سرشت لوگ جو اپنے مشترکہ غلام سے اپنا زیادہ سے زیادہ حق وصول کرنے کے لئے جھگڑتے ہیں۔ غلام کو اس کا حق دینے میں سخت بخیل ہوتے ہیں۔ ایسے غلام کو نہ کوئی صرف اپنا غلام سمجھتا ہے نہ اس کی خبر لیتا ہے نہ اس کے حقوق کا خیال رکھتا ہے۔ اور دوسرا غلام جو صرف ایک شخص کا ہو وہ اسے اپنا ہی غلام سمجھتا ہے اور اس کے حقوق کا بھی خیال رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی وہ غلام جس کا ایک ہی آقا ہو وہ بہتر ہوا۔

یہ مثال دراصل ایک مشرک اور ایک موحد کی مثال ہے۔ مشرک کئی معبودوں کا غلام ہوتا ہے۔ اسے یہ فکر بھی دامنگیر رہتی ہے کہ اگر ایک کی حاضری اور نذر و نیاز دے کر اس کو خوش کرنے کی کوشش کرے تو دوسرے کہیں بگڑ نہ بیٹھیں اور اسے کوئی گزند نہ پہنچا دیں۔ اسی کھینچا تانی میں وہ پریشان اور پراگندہ دل رہتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک موحد کو صرف ایک اکیلے اللہ کی رضامندی مطلوب ہوتی ہے پھر چونکہ موحد اللہ کا ہی بن کر رہتا ہے اللہ بھی ہر آڑے وقت میں اس کی دستگیری فرماتا، مصائب سے نجات دیتا اور انعامات سے نوازتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں کی حالت ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔ اور اسے سمجھنے کے لئے کسی لمبے چوڑے غور و فکر کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

اب یہ تو ظاہر ہے کہ اس مثال میں معبودوں سے مراد پتھر کے بت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کا بخیلی، تند خوئی اور بدمزاجی سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ ہی وہ اپنے حقوق کے لئے جھگڑا کر سکتے ہیں۔ لامحالہ ان سے مراد ایسے جیتے جاگتے آقا ہی ہو سکتے ہیں جو عملاً آدمی کو متضاد احکام دیتے ہیں اور فی الواقع اس کو اپنی طرف کھینچتے رہتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا آقا تو انسان کا اپنا نفس ہے جو طرح طرح کی خواہشات اس کے سامنے پیش کرتا ہے اور اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ انہیں پورا کرے۔ دوسرے بے شمار آقا گھر میں، خاندان میں، برادری میں، قوم میں اور ملک کے معاشرے میں، مذہبی پیشواؤں میں، حکمرانوں اور قانون سازوں میں، کاروبار اور معیشت کے دائروں میں اور دنیا کے تمدن پر غلبہ رکھنے والی طاقتوں میں ہر طرف موجود ہیں جن کے متضاد تقاضے اور مختلف مطالبے ہر وقت آدمی کو اپنی اپنی طرف کھینچتے رہتے ہیں اور ان میں سے جس کا تقاضا پورا کرنے میں بھی وہ کوتاہی کرتا ہے وہ اپنے دائرہ کار میں اس کو سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ البتہ ہر ایک کی سزا کے ہتھیار الگ الگ ہیں۔ کوئی دل مسوستا ہے، کوئی روٹھ جاتا ہے، کوئی مقاطعہ کرتا ہے، کوئی دیوالیہ نکالتا ہے، کوئی مذہب کا وار کرتا ہے اور کوئی قانون کی چوٹ لگاتا ہے۔ اس پریشانی اور تنگی سے نکلنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ انسان صرف ایک اللہ کا بندہ بن جائے اور اللہ کے احکام میں کسی دوسرے کی قطعاً پرواہ نہ کرے۔ یہی اس کے لئے سلامتی، اطمینان اور نجات کا راستہ ہے۔

[۴۵] الحمد للہ کے استعمال کا خاص موقع:۔ یہاں الحمد للہ کا استعمال ان معنوں میں ہوا ہے کہ بہت سے آقاؤں کے پرستار اس سوال کا جواب دیں تو بھی مرتے ہیں اور اگر نہ دیں تو بھی مرتے ہیں پھر اگر جواب نہ دیں تو گویا یہ ان کے خلاف مسکت دلیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ
جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَاۗءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ

پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور جب سچی بات اس کے سامنے آئی تو اسے [۴۸] جھٹلا دیا۔ کیا ایسے کافروں کا دوزخ میں ہی ٹھکانا نہیں؟(۳۲) اور جو شخص سچی بات لایا اور جس نے [۴۹] اس کی تصدیق کی۔ یہی لوگ پرہیزگار ہیں(۳۳)

ہوئی۔ اور اگر جواب دیں تو وہ یہ تو کہہ نہیں سکتے کہ ان دونوں غلاموں کی حالت برابر ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ زیادہ آقا رکھنے والا غلام بہتر ہے۔ لہٰذا اللہ کا شکر ہے کہ اتنی بات تو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ایک آقا رکھنے والا غلام ہی بہتر ہو سکتا ہے۔ پھر جب عملی زندگی کا وقت آتا ہے تو یہ سب باتیں بھول کر نادان بن جاتے ہیں۔

[۴۶] کفار مکہ بسا اوقات یہ آرزو کرتے تھے کہ اگر یہ نبی مر جائے تو سارے جھگڑے ختم ہو جائیں۔ اس آیت میں ان کی اسی بری آرزو کا نہایت سنجیدہ انداز میں جواب دیا گیا ہے اور اس نبی کو ہی مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ اگر آپ کو موت آتی ہے تو یہ کیا موت سے بچ سکتے ہیں؟ پھر یہ کیا معلوم پہلے موت کس کو آئے گی؟ موت آنے کی حد تک تو سب یکساں ہیں مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ موت کے بعد کس کا انجام بخیر ہوگا۔ اور کون اپنی سرکشی کی پاداش میں ماخوذ ہوگا۔

[۴۷] ❁ اللہ کے ہاں کس کس قسم کے لوگ آپس میں جھگڑا کریں گے؟:۔ یہ جھگڑے بھی کئی قسم کے ہوں گے۔ مظلوم ظالم کو دامن سے پکڑے اللہ کے حضور پیش کرے گا اور اپنے ظلم کے بارے میں اللہ کے حضور دلائل پیش کرے گا۔ دوسری قسم یہ کہ کافر اور مشرک اپنے جرم کا انکار کر دیں گے۔ پھر ان کے خلاف رسولوں کی اور ایمانداروں کی شہادتیں ہوں گی۔ پھر ان کے اپنے اعضاء بھی ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ تیسری قسم اہل حق اور اہل باطل یا موحدوں اور مشرکوں میں جھگڑوں کا فیصلہ اللہ تعالیٰ خود کریں گے۔ چوتھی قسم مشرکین اور ان کے معبودوں یا بڑے لوگوں اور ان کے تابعداروں میں جھگڑا ہوگا۔ دونوں ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔ غرض کئی قسم کے جھگڑے ہوں گے۔ جن کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں نہایت انصاف کے ساتھ کیا جائے گا۔

[۴۸] ❁ سب سے بڑھ کر ظالم کون کون ہیں؟ یعنی قیامت کے دن سب سے زیادہ ظالم اور سزا کا مستحق وہ شخص ہوگا جس نے ایسے عقیدے گھڑے کہ اللہ نے اپنے بہت سے اختیارات اور تصرفات اپنے پیاروں کو سونپ دیئے ہیں۔ اور ان کے پاس جو ایسے اختیارات ہیں وہ اللہ ہی کے عطا کئے ہوئے تھے۔ ان کے ذاتی نہیں ہیں۔ پھر جب انہیں حقیقتِ حال سے خبردار کیا جائے تو سمجھانے والے کو ہی جھوٹا سمجھیں اور اس کی مخالفت پر اتر آئیں۔ اور اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص جھوٹ موٹ کہہ دے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ اور اس پر اللہ کا کلام نازل ہوتا ہے تو ایسا شخص سب سے بڑا ظالم ہے۔ اور وہ اپنی بات میں سچا اور فی الواقع اللہ کا نبی اور اللہ ہی کا کلام پیش کر رہا ہو۔ لیکن سننے والا اسے جھٹلا دے تو پھر یہ شخص سب سے بڑھ کر ظالم ہوگا۔ پہلے مطلب کے لحاظ سے اس آیت کا مصداق ایک ہی شخص ہے اور دوسرے مطلب کے لحاظ سے اس کا مصداق دو الگ الگ اشخاص ہیں۔ اور یہ سب ہی بڑے بڑے ظالموں کی قسمیں ہیں۔

[۴۹] یہ آیت سابقہ آیت کا عکس ہے۔ اور اس کا مصداق ایک بھی ہو سکتا ہے اور دو الگ الگ بھی۔ یعنی جو شخص خود بھی سچ بات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مَا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۴ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا
وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۳۵ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ
بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝۳۶ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں موجود [۵۰] ہے۔ نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے (۳۴) تاکہ اللہ ان سے وہ برائیاں دور کر دے جو انہوں [۵۱] نے کی تھیں اور جو اچھے کام وہ کرتے رہے انہی کے لحاظ سے انہیں ان کا اجر عطا کرے (۳۵) کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ اور یہ لوگ آپ کو ان سے ڈراتے ہیں جو اس کے سوا [۵۲] ہیں۔ اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ (۳۶) اور جسے اللہ ہدایت دے دے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں۔

پیش کرتا ہے۔ سچ ہی بولتا ہے اور اگر کوئی سچی بات اس کے سامنے پیش کی جائے تو اس کی تصدیق بھی کر دیتا ہے تو ایسا شخص فی الواقع متقی ہے اور دوسری صورت میں سچ بولنے والا تو رسول ہے۔ اور اس کی تصدیق کرنے والے مومنین ہیں۔ اور ایسے لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

[۵۰] ہر انسان موت کے دروازے پر پہنچتے ہی اپنے پروردگار کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا اللہ کے انعامات کا سلسلہ یہیں سے شروع ہو جاتا ہے اور دخول جنت سے پہلے کافی مراحل ہیں جہاں ایسے متقین پر اللہ کی عنایات ہوں گی۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی خواہشات پوری فرمائے گا۔ مثلاً وہ چاہیں گے کہ عذاب قبر سے بھی محفوظ رہیں اور روزِ قیامت کی ہولناکیوں اور حساب و کتاب میں سختی سے بھی تو ان کی ایسی خواہشات پوری کی جائیں گی۔

[۵۱] یعنی ایسے متقین نے اگر اپنے دور جاہلیت میں کچھ گناہ کے کام کئے بھی تھے تو اللہ ان کو محو کر دے گا۔ پھر اسلام لانے کے بعد انہوں نے جو اچھے کام کئے تھے ان میں سے جو کام سب سے بہتر ہو گا اسی کی جزا کے مطابق دوسرے عملوں کی بھی جزا دی جائے گی خواہ وہ اس پایہ کے نہ ہوں۔

[۵۲] ۞ مشرکوں کا اپنے معبودوں کے انتقام سے ڈرنا: اس جملہ کے مخاطب مشرکین مکہ ہیں۔ جو اکثر آپ ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ ہمارے معبودوں کی توہین کرنا چھوڑ دو۔ ان کی شان میں جس کسی نے گستاخی کی وہ تباہ و برباد ہو کے رہ گیا۔ لہٰذا اگر تم ایسی باتوں سے باز نہ آئے تو تمہارا بھی یہی حشر ہو گا۔ اسی کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ واضح رہے کہ یہ خطاب صرف مشرکین مکہ کے لئے مختص نہیں بلکہ ہر دور کے اور ہر جگہ کے مشرکوں کے لئے ہے۔ دور کیوں جائیں۔ اپنے ہاں کے ہی اولیاء اللہ کے متداول تذکرے ملاحظہ فرمالیجئے۔ ان میں آپ کو ایسا خاصا مواد مل جائے گا کہ فلاں شخص نے فلاں آستانے کی توہین کی تو چند ہی دنوں میں اس کا کاروبار تباہ ہو گیا۔ اور فلاں شخص نے فلاں بزرگ کے حق میں گستاخانہ کلمے کہے تو ایسا بیمار پڑا کہ پھر اٹھ نہ سکا۔ پھر یہ انتقام کا سلسلہ صرف زندہ بزرگوں اور پیروں سے مخصوص نہیں کہ فوت شدہ بزرگوں کے حق میں گستاخی کی جائے تو وہ بھی اپنا انتقام لے کر چھوڑتے ہیں۔ گویا انبیاء کا کام تو یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مُضِلٍّ ؕ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِعَزِیۡزٍ ذِی انۡتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الۡاَرۡضَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ؕ قُلۡ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ اَرَادَنِیَ اللّٰہُ
بِضُرٍّ ہَلۡ ہُنَّ کٰشِفٰتُ ضُرِّہٖۤ اَوۡ اَرَادَنِیۡ بِرَحۡمَۃٍ ہَلۡ ہُنَّ مُمۡسِکٰتُ رَحۡمَتِہٖ ؕ قُلۡ

کیا اللہ سب پر غالب اور انتقام لینے والا [۵۳] نہیں ؟(۳۷) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یقیناً کہیں گے کہ ”اللہ نے“ آپ انہیں کہئے بھلا دیکھو، جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو تمہارے معبود اس کی پہنچائی ہوئی تکلیف کو دور ہٹا سکتے ہیں؟ یا اگر وہ مجھ پر رحمت کرنا چاہے تو یہ اس کی رحمت کو روک سکتے [۵۴] ہیں؟ آپ ان سے کہئے:

کے بندوں کو صرف اللہ سے ڈرائیں اور ماسوا اللہ سے بے نیاز کر دیں جبکہ ان مشرکوں کا مشن انبیاء کے مشن کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ وہ بس اپنے معبودوں اور بزرگوں کے انتقام سے ہی ڈرا ڈرا کر ان کے جال میں پھنسائے رکھتے ہیں۔ پھر ان اللہ کے پیاروں کے ذکر میں اللہ تعالیٰ خود ہی پس منظر میں چلا جاتا ہے۔

[۵۳] اللہ کی توہین کیسے ؟۔ ان مشرکوں کو اپنے اپنے معبودوں اور بزرگوں کی عزت کا تو بڑا خیال رہتا ہے اور اس غرض کے لئے وہ بہت سے قصے اور افسانے بھی گھڑ گھڑ کر لوگوں میں مشہور کرتے رہتے ہیں۔ مگر اس بات کا انہیں کبھی خیال نہیں آتا کہ ان سب کے اوپر ایک ایسی زبردست ہستی ہے جس کی یہ لوگ، اپنے معبودوں کی عزت بڑھانے کی آڑ میں زبردست توہین کر رہے ہیں۔ اور وہ ان سے پوری طرح انتقام بھی لے سکتی ہے اور انہیں یہ موٹی سی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ اللہ زبردست کے مقابلہ میں ان کے معبودوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ جو اللہ اکیلے کے پرستار کو اسطرح کی گیدڑ بھبکیوں سے ہراساں کرنا چاہتے ہیں۔

[۵۴] یہ بات تو مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان یعنی اس کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اور خالق اپنی پیدا کی ہوئی یا بنائی ہوئی چیز میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار بھی رکھتا ہے۔ اور ایسے تصرف کا اختیار خالق کے علاوہ دوسری کسی ہستی کو نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص جب کہ وہ خود بھی اللہ کی مخلوق اور اسی کے زیر تصرف ہے۔ اب ایک طرف تو اللہ تعالیٰ ہے جو اپنی مخلوق میں تصرف کے وسیع اختیارات رکھتا ہے اور دوسری طرف جو بھی معبود ہوگا بہر حال وہ اللہ کی مخلوق ہی ہوگا اور اللہ کے مقابلہ میں اس کا کچھ اختیار بھی نہیں چل سکتا اب بتاؤ کہ ان دونوں میں سے کس پر بھروسا کرنا چاہئے اور کس کو اپنی مدد کے لئے کافی سمجھنا چاہئے۔ اور ان معبودوں کا تو یہ حال ہے کہ وہ سب مل کر بھی میری اس تکلیف کو دور نہیں کر سکتے جو اللہ نے میرے مقدر میں لکھ دی ہے اور اگر اللہ مجھے اپنی رحمت سے نوازنا چاہے تو یہ سب مل کر بھی اسے روک نہیں سکتے۔ کیونکہ اللہ کے مقابلہ میں ان کے کچھ بھی اختیارات نہیں ہیں۔ پھر جو چیزیں میرے نفع و نقصان سے متعلق مجبور محض ہیں۔ ان پر بھروسہ کرنا تو سخت نادانی کی بات ہوگی۔ واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اور بھی کئی رسولوں کو مشرکوں کی طرف سے اس قسم کی دھمکیاں دی جاتی رہیں کہ اگر تم ہمارے معبودوں کی گستاخی سے باز نہ آئے تو وہ تمہیں مخبوط الحواس بنا دیں گے اور تمہیں تباہ کر کے رکھ دیں گے اور یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے تو اس کے جواب میں رسول یہی کہتے رہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ
عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّاۤ
اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ
عَلَیْهَا ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ ع ۴
مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ فِیْ
ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَ لَوْ كَانُوْا

مجھے اللہ کافی ہے (اور) بھروسہ کرنے والے اسی پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔(۳۸) آپ ان سے کہئے: "اے میری قوم! تم اپنی جگہ کام کرتے جاؤ[۵۵]، میں اپنی جگہ کر رہا ہوں پھر جلد ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا(۳۹) کس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے اور اس پر دائمی عذاب[۵۶] نازل ہوتا ہے۔(۴۰) بلاشبہ ہم نے یہ کتاب تمام لوگوں کے لئے آپ پر حق کے ساتھ[۵۷] نازل کی ہے، پھر جو سیدھی راہ پر آگیا تو اس کا اپنا ہی فائدہ ہے اور جو بھٹک گیا تو اس کے بھٹکنے کا وبال (بھی) اسی پر ہے۔ اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں(۴۱) اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو مرا نہ ہو اس کی روح نیند کی حالت میں قبض کر لیتا ہے پھر جس کی موت کا فیصلہ ہو چکا ہو اس کی روح کو تو روک لیتا ہے اور دوسری روحیں ایک مقررہ وقت تک کیلئے واپس بھیج دیتا ہے۔ غور و فکر کرنے والے لوگوں کیلئے اس میں بہت سی[۵۸] نشانیاں ہیں۔(۴۲) کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا کچھ اور سفارشی بنا رکھے ہیں؟ آپ ان سے کہئے کہ:

**مشرکوں کی دھمکی کا جواب:۔** ان معبودوں سے کہو کہ میرا جو کچھ بگاڑنا چاہتے ہیں بگاڑ لیں اور فوری طور پر سب مل کر میرے خلاف کارروائی کر دیکھیں اور مجھے مہلت بھی نہ دیں۔ تاکہ مجھے بھی علم ہو جائے کہ وہ کچھ کر سکتے ہیں یا نہیں اور تمہیں بھی۔

[۵۵] تمہارے کام یہ ہیں کہ اللہ کی آیات کا مذاق اڑاؤ۔ ایمانداروں کو اذیتیں پہنچاؤ۔ اسلام کی راہ روکنے کے لئے سازشیں اور منصوبے تیار کرو اور اپنے آبائی دین اور شرکیہ رسوم پر ڈٹے رہو سو یہ کام تم کرتے جاؤ۔ اس کے مقابلہ میں میں اور میرے پیروکار تمہاری طرف سے ہر طرح کے دکھ سہہ کر بھی اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے ان شاءاللہ کام کرتے رہیں گے۔

[۵۶] رسوا کرنے والے عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے۔ گویا تھوڑی ہی مدت بعد تم اس رسوائی کے عذاب سے دوچار ہو جاؤ گے اور دائمی عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے جس کا علم تمہیں مرنے کے ساتھ ہی ہو جائے گا۔

[۵۷] یعنی ہمارا کام یہ تھا کہ ہم لوگوں کی ہدایت کے لئے ایک ایسی کتاب نازل کریں جو ٹھوس حقائق پر مبنی ہو تاکہ لوگوں پر اتمام حجت ہو جائے سو ایسی کتاب ہم نے آپ پر نازل کر دی ہے اور آپ کا کام صرف یہ ہے کہ لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچا دیں اور وہ پیغام آپ نے پہنچا دیا۔ لوگوں کو زبردستی ان حقائق کا قائل بنانا آپ کی ذمہ داری نہیں۔ آگے ہر شخص خود اپنا نفع سوچ لے۔ اگر نصیحت قبول کرے گا تو اس میں اس کا اپنا ہی بھلا ہے اور اگر اکڑ جائے گا اور مخالفت پر اتر آئے گا تو اس کی سزا خود بھگتے گا۔

[۵۸] اس آیت سے درج ذیل امور کا پتہ چلتا ہے بالفاظ دیگر اس میں مندرجہ ذیل نشانیاں موجود ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ روح حیوانی اور روح نفسانی:۔ روح کی دو قسمیں ہیں۔ ایک روح حیوانی جس کا تعلق دوران خون سے ہوتا ہے۔ اور یہ نیند کی حالت میں بھی جسم کے اندر موجود رہتی ہے۔ دوسری روح نفسانی یا نفس ناطقہ ہے جو نیند یا خواب کی حالت میں بدن کو چھوڑ کر سیر کرتی پھرتی ہے اور ہر طرح کے واقعات سے خواب میں ہی دوچار ہوتی رہتی ہے۔ اسی روح کو اللہ تعالیٰ مخاطب فرماتے ہیں۔

دوام روح نفسانی کو ہے:۔ اور اسی روح کو دوام ہے یہ روح جب بدن کو چھوڑ دیتی ہے تو انسان کے حواس خمسہ میں نمایاں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ نیند کے دوران انسان کی قوت باصرہ، لامسہ اور ذائقہ کی کارکردگی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قوت سامعہ بھی ماند پڑ جاتی ہے۔ ہاں اگر غل غپاڑا ہو یا کوئی دوسرا آدمی سوئے ہوئے کو بلند آواز سے پکار کر جگا دے تو روح نفسانی دوبارہ اپنے جسم میں لوٹ آتی ہے۔ اس روح کو اپنے جسم سے عشق کی حد تک محبت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی جسم اس روح کی آرزوؤں کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے۔

۲۔ عذاب قبر کی ماہیت:۔ ان دونوں قسم کی روحوں کا آپس میں نہایت گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک ہی اکائی کے دو جزو ہوتے ہیں۔ روح نفسانی اگر خواب میں کسی بات پر یا کسی چیز سے لطف اندوز ہوتی ہے تو انسان جاگنے پر ہشاش بشاش نظر آتا ہے۔ اور اگر اس روح نفسانی کو خواب میں کوئی ناگوار حادثہ پیش آجائے تو بعض دفعہ انسان سوتے میں ہی چیخنے چلانے لگتا ہے اور جاگتا ہے تو سخت اندوہناک ہوتا ہے اور کہیں مار پڑے تو حیرت کی بات ہے کہ اس مار پٹائی کے اثرات اور نشانات بعض دفعہ انسان کے جسم پر نمودار ہو جاتے ہیں۔ جنہیں جاگنے کے بعد انسان خود بھی مشاہدہ کر سکتا ہے۔ اس حقیقت سے عذابِ قبر یا عالمِ برزخ کے عذاب کی ماہیت کو کسی حد تک سمجھا جا سکتا ہے۔

۳۔ روح حیوانی موت کے ساتھ ہی فنا ہو جاتی ہے:۔ روح حیوانی کا تعلق محض بدن سے ہے۔ بدن نہ ہو تو اس روح کا کوئی وجود ہی نہیں رہتا۔ بلکہ یہ روح تو بدن کے بوسیدہ ہونے یا فنا ہونے کا بھی انتظار نہیں کرتی بلکہ موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے ختم ہونے سے بدن بدن نہیں کہلاتا ہے بلکہ جسد، میت، لاش اور نعش کہلاتا ہے۔

۴۔ ان دونوں قسم کی روحوں میں سے کسی بھی ایک قسم کی روح کے خاتمہ سے دوسری قسم کی روح کا از خود جسم سے تعلق ختم ہو جاتا ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص سوتے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہے کہ کسی دوسرے شخص نے اسے سوتے میں قتل کر دیا۔ تو اب روح نفسانی خواہ کہیں بھی سیر کرتی ہو گی، دوبارہ اس جسم میں داخل نہیں ہو گی بلکہ اللہ تعالیٰ اسے وہیں قبض کر لے گا۔ اس کے برعکس صورت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی انسان کی روح نفسانی کو خواب میں قبض کر لیں تو بستر پر سونے والا آدمی بغیر کسی حادثہ یا بیماری کے مر جائے گا۔

۵۔ نیند آدھی موت ہوتی ہے:۔ اللہ تعالیٰ موت کی حالت میں بھی روح نفسانی کو قبض کرتا ہے۔ اور نیند کی حالت میں بھی۔ اور یہی وہ روح ہے جسے انا یا (EGO) کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے نیند بھی بہت حد تک موت کے مشابہ ہوتی ہے۔ اسی لئے سوتے وقت ہمیں جو دعا سکھائی گئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ (اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰى) "یعنی اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ ہو جاؤں گا" اور بیدار ہوتے وقت یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ (اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ) "سب طرح کی تعریف اس اللہ کو سزاوار ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد دوبارہ زندہ اٹھا دیا اور اسی کے حضور حاضر ہونا ہے"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لَا يَمْلِكُونَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُونَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ

اگر وہ کسی چیز کا اختیار ہی نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے[۵۹] ہوں (تو سفارش کیسے کریں گے ؟)(۴۳) آپ ان سے کہئے کہ سفارش پوری کی پوری اللہ ہی کے[۶۰] اختیار میں ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کی حکومت ہے۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔(۴۴) اور جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل گھٹ جاتے[۶۱] ہیں اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جائے تو ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں (۴۵) آپ کہئے: اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے،

۶۔ نیند سے اٹھنے اور دوبارہ اٹھنے میں مماثلت:۔ وہ اللہ جو ہمیں ہر روز سلا کر موت کا نمونہ دکھاتا اور پھر اس کے بعد زندہ کرتا رہتا ہے وہ اس بات پر بھی پوری قدرت رکھتا ہے کہ حقیقی موت کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔

[۵۹] مشرکین مکہ اپنے بتوں کی پرستش کے لئے یہ دلیل دیتے تھے کہ یہ اللہ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں۔ ان ہی کی سفارش سے کام بنتے ہیں۔ سو پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی کے شفیع ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ اسے معبود بنا لیا جائے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ان بتوں کو نہ عقل ہے، نہ سمجھ ہے، نہ سنتے ہیں، نہ بولتے ہیں۔ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے کسی بھی بات کا یہ اختیار نہیں رکھتے تو پھر تمہاری سفارش کیسے کریں گے ؟

[۶۰] سفارش سے متعلق جملہ اختیارات اللہ کو ہیں:۔ اس آیت میں سفارش کا ضابطہ واضح فرمادیا کہ سفارش کے جملہ اختیارات تو اللہ کو ہیں اور سفارش تو وہ کر سکے گا جسے اللہ اجازت دے گا۔ اب کیا تمہیں معلوم ہے کہ جن بتوں کو یا ان کی روحوں کو یا بزرگوں کو تم نے شفیع بنا رکھا ہے یا سمجھ رکھا ہے انہیں سفارش کی اجازت بھی دے گا یا نہیں؟ سفارش کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ سفارش اسی کے حق میں قبول ہوگی جن کے لئے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اللہ تمہارے حق میں سفارش کی کسی کو اجازت دے دے گا؟ گویا جس سفارش پر تم بھروسہ کئے بیٹھے ہو اس کا خیال دل سے نکال دو۔ یعنی اگر سفارش کرنے والا اپنی مرضی سے سفارش کر ہی نہ سکے جب تک اللہ کی طرف سے اجازت نہ ہو تو پھر یہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہوئی اس کا اختیار کہاں سے آگیا؟ قیامت کے دن کچھ لوگ دوسروں کی سفارش کریں گے ضرور۔ لیکن اس پر پابندیاں ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی مرضی کے تحت ہوگا۔ اس میں سفارش کرنے والے بھی اللہ کے حکم کے پابند اور جن کے حق میں سفارش ہوگی وہ بھی اللہ کی رضا کے تحت۔ تو جملہ اختیارات تو اللہ کے ہوئے اور کسی دوسرے کے اختیار یا پسند کو اس میں کچھ دخل نہ ہوگا۔

[۶۱] مشرکوں کی ایک پکی علامت، توحید خالص سے چڑ:۔ اس آیت میں مشرکوں کی ایک پکی خصلت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ مشرک بتوں کے پجاری ہوں یا قبروں کے یا پیروں فقیروں کے نیز کسی بھی دور کے مشرک ہوں سب میں یہ خصلت پائی جاتی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾
وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ
الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ

غیب اور حاضر کو جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ایسی چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے[۶۲] ہیں (۴۶) اور اگر ان ظالموں کو زمین کی ساری دولت میسر ہو اور اتنی اور بھی ہو تو وہ روز قیامت کے بُرے عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دینے[۶۳] کو تیار ہو جائیں گے۔ اس دن اللہ کی طرف سے ان کے لئے ایسا عذاب ظاہر ہو گا جو ان کے سان گمان میں بھی نہ ہو گا (۴۷) اور جو کام وہ کرتے رہے اس کے بُرے نتائج[۶۴] ان کے سامنے

کہ اگر اللہ اکیلے کی ہی صفات بیان کی جائیں' اس کے محیر العقول کارنامے بیان کیے جائیں' اس کی حکمت سے لبریز آیات کی تشریح بیان کی جائے تو اس سے مشرکوں کے سینے ٹھنڈے نہیں ہوتے بلکہ ان میں انقباض اور گھٹن پیدا ہونے لگتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ بیان کرنے والے کو بتوں کا یا اولیاء اللہ کا منکر ہونے کا طعنہ دینے لگتے ہیں۔ اس کے بجائے اگر ولیوں کی کرامات بیان کی جائیں۔ اور یہ بتایا جائے کہ فلاں بزرگ نے اپنی گستاخی کا یوں انتقام لیا تھا۔ فلاں شخص کی قسمت میں ایک لڑکا بھی نہیں لکھا تھا لیکن فلاں بزرگ نے اللہ تعالیٰ سے اصرار اور تکرار کر کے اس شخص کے حق میں سات بیٹے اللہ تعالیٰ سے منوا لیے۔ چنانچہ اس کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے۔ جب کوئی ایسے من گھڑت قصے بیان کرتا ہے تو سامعین سبحان اللہ کے نعرے لگانے لگتے ہیں اور بڑے خوش رہتے ہیں البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان کے بزرگوں کے بیان میں اگر کہیں اللہ کا نام آ جائے تو اسے گوارا کر لیتے ہیں۔ لیکن اصل محبت انہیں اپنے اولیاء سے ہی ہوتی ہے۔

[۶۲] ۞ مشرکوں کو سمجھانے کے بعد دعا: یعنی جب اتنی موٹی موٹی باتوں میں بھی اختلاف اور جھگڑے ہونے لگیں۔ اللہ کے وقار اور اس کی عظمت کا احساس تک نہ رہے۔ اور ساری وفاداریاں اور نیاز مندیاں اللہ کے بجائے اللہ کے پیاروں کے لئے ہی وقف ہو کر رہ جائیں۔ تو اے اللہ! اب تجھ سے فریاد ہے اور تیرا ہی حوصلہ ہے جو یہ سب کچھ برداشت کئے جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو مہلت دیئے جاتا ہے۔ اور ان کا فیصلہ قیامت کے دن پر ٹال رکھا ہے۔ جب کوئی شخص حق بات سننے کو تیار نہ ہو اور ناحق جھگڑا کرتا ہو تو ہر شخص کو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سکھائی ہے۔

[۶۳] ۞ شرک کا فدیہ: اس آیت میں ظالموں سے مراد یہی مشرک ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی صفات دوسروں میں بانٹتے پھرتے ہیں۔ پھر ایسی من گھڑت باتوں کا خوب پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اللہ اکیلے کی توحید بیان کی جائے تو سمجھتے ہیں کہ یہ در پردہ ہمارے اولیاء کی توہین کی جا رہی ہے ایسے لوگوں کا قیامت کے دن یہ حشر ہو گا کہ اگر زمین و آسمان کے سب خزانے ان کے قبضہ میں ہوں تو وہ بھی چاہیں گے کہ یہ سب کچھ دے دلا کر اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کر لیں جو ان کے ان گناہوں کے سلسلہ میں ان کو لاحق ہو گا۔ لیکن یہ صورت بھی ناممکن ہو گی اور انہیں اپنے گناہوں کی سزا بھگتنا ہی پڑے گی۔

[۶۴] ۞ اللہ کی گستاخی کیسے ہوتی ہے؟ یعنی مشرکین اپنے معبودوں کی شان بڑھا چڑھا کر بیان کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے معبودوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ قیامت کے دن ان کو ٹھیک طرح سے یہ علم ہو جائے گا کہ ہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ ثُمَّ
اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾

آ جائیں گے اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ انہیں آ گھیرے گا(۴۸) انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا[۶۵] ہے، پھر جب ہم اسے اپنی نعمت سے نوازتے ہیں تو کہتا ہے: مجھے تو یہ چیز علم[۶۶] (اور تجربہ) کی بنا پر حاصل ہوئی ہے (بات یوں نہیں) بلکہ یہ ایک آزمائش[۶۷] ہوتی ہے مگر ان میں سے اکثر جانتے نہیں۔(۴۹)

طرح کا اختیار اور قدرت صرف اللہ کے پاس ہے اور ان کے معبود بالکل بے بس ہیں۔ اس دن وہ اللہ کی شان میں گستاخیوں کے نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ اور اللہ کے جس عذاب کا صرف اس لیے مذاق اڑایا کرتے تھے کہ روزِ آخرت کے ہی منکر تھے، وہی عذاب انہیں ہر طرف سے گھیرے میں لے لے گا۔

[۶۵] یعنی خوشحالی کے دور میں اپنے معبودوں کی شان بڑھاتے اور اللہ کی گھٹاتے ہیں۔ لیکن مصیبت پڑنے پر پھر اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور جن معبودوں کی شان بڑھا چڑھا کر بیان کرتے تھے، مصیبت کے وقت وہ کام نہیں آتے۔

[۶۶] اس جملہ کے تین مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ جو مال و دولت کی فراوانی مجھے نصیب ہوئی ہے۔ پہلے ہی اللہ کے علم میں تھی اور میرے مقدر میں لکھی ہوئی تھی۔ دوسرا یہ کہ اللہ کو میری استعداد معلوم تھی اور قیاس چاہتا تھا کہ مجھے یہ مال و دولت ملنی چاہئے۔ تیسرا یہ کہ جو کہ مجھے ملا ہے۔ میرے علم، میرے تجربہ اور میری اِستعداد کے مطابق ہی مجھے ملا ہے۔

[۶۷] ۞ مال کی آزمائش بڑی سخت ہے۔ بحرین کے جزیہ کی رقم کی تقسیم:۔ یہ دنیا دار الامتحان ہے اور اس دنیا میں ہر انسان کی ہر حال میں آزمائش ہو رہی ہے اور ہر وقت ہو رہی ہے۔ اور جن چیزوں سے انسان کا امتحان ہو رہا ہے ان میں سے ایک نہایت اہم چیز مال و دولت کی فراوانی ہے۔ یہ انسان کے لئے کتنی بڑی آزمائش ہے؟ درج ذیل احادیث سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

۱۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو بحرین سے جزیہ لانے کے لئے بھیجا۔ جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جزیہ کا مال لے کر واپس آئے تو اگلے دن صبح کی نماز میں معمول سے زیادہ لوگ شریک ہوئے اور سلام پھیرتے ہی (حسن طلب کے طور پر) آپ ﷺ کے سامنے آئے۔ آپ ﷺ بات سمجھ کر مسکرا دیئے اور فرمایا: تم خوش ہو جاؤ اور خوشی کی امید رکھو۔ (یعنی تم کو روپیہ ضرور ملے گا) پھر فرمایا: ”اللہ کی قسم! مجھ کو تمہاری محتاجی کا ڈر نہیں ہے بلکہ مجھ کو تو یہ ڈر ہے کہ تم پر سامانِ زیست کی یوں فراوانی ہو جائے جیسے اگلے لوگوں پر ہوئی اور تم بھی اسی طرح دنیا کے پیچھے پڑ جاؤ جس طرح وہ پڑ گئے اور یہ مال کی کشادگی تمہیں آخرت سے اسی طرح غافل نہ کر دے جس طرح ان لوگوں کو کیا تھا“ (بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب مایحذر من زھرة الدنیا والتنافس فیھا)

۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگ جاؤ گے بلکہ میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا پر ریجھ نہ جاؤ“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝٥٠ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ
مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۙ وَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ ۝٥١
أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

ایسی ہی بات ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے [۶۸] پہلے گزر چکے۔ پھر وہ چیز ان کے کسی کام نہ آئی جو وہ کمارہے تھے(۵۰) چنانچہ اپنی کمائی کے بُرے نتائج انہیں بھگتنے پڑے اور ان لوگوں [۶۹] میں سے جو ظلم کر رہے ہیں وہ بھی عنقریب اپنے کاموں کے بُرے نتائج بھگت لیں گے اور یہ لوگ (ہمیں) عاجز کر سکنے والے نہیں(۵۱) کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ اس میں بھی ان لوگوں کے لئے کئی نشانیاں [۷۰] ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔(۵۲)

۳۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "ہر امت کی ایک آزمائش ہے اور میری امت کی آزمائش مال ہے" (ترمذی۔ بحوالہ مشکوۃ۔ کتاب الرقاق۔ دوسری فصل)

[۶۸] انہیں لوگوں میں سے ایک قارون تھا۔ جس نے یہی بات کہی تھی کہ مجھے جو مال و دولت ملا ہے تو اس کی وجہ میرا ذاتی علم، تجربہ اور قابلیت ہے۔ پھر جب اسے اسی کے خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا تو اس وقت نہ اس کا مال و دولت کسی کام آسکا اور نہ جاہ و حشم۔

[۶۹] مال کی کشادگی اللہ کی رضا کی دلیل نہیں:۔ پہلی قومیں بھی اس غلط فہمی میں مبتلا رہیں کہ ہماری آسودہ حالی اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارا پروردگار ہم سے راضی اور خوش ہے۔ پھر اس بات کو وہ اپنے آبائی شرکیہ دین کی صداقت پر دلیل لاتے تھے۔ سوانہیں ان باتوں کا جو انجام دیکھنا پڑا وہ سب کو معلوم ہے اور اب جو مشرکین انہی کی ڈگر پر چل رہے ہیں تو یہ بھی ایسے ہی انجام سے دوچار ہونے والے ہیں۔ یہ کہیں بھاگ کر اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

[۷۰] رزق کا انحصار مشیت الٰہی پر ہے:۔ نشانیوں سے مراد یہ ہے کہ رزق کی اس کمی بیشی کی حکمتوں پر غور صرف اہل ایمان ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ رزق کے حصول کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے جس کا انحصار محض اللہ کی مرضی اور حکمت پر ہے۔ رزق کا انحصار نہ عقل پر ہے نہ علم پر، نہ قابلیت اور تجربہ پر، نہ جسمانی قوت اور استعداد پر۔ سب انسان ہی یہ چاہتے ہیں اور اس کام کے لئے بھرپور کوشش بھی کرتے ہیں کہ انہیں زیادہ سے زیادہ مال و دولت حاصل ہو۔ الا ماشاء اللہ مگر تھوڑے ہی لوگ ہوتے ہیں جو آسودہ حال ہوتے ہیں زیادہ ایسے ہی ہوتے ہیں جو رزق کی تنگی کی وجہ سے پریشان ہوتے ہیں۔ اگر رزق کا انحصار عقل پر ہوتا تو بے وقوف بھوکے مر جاتے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر عقلمند تو پریشان حال ہوتے ہیں جبکہ عقل سے کورے لوگ مال و دولت میں کھیلتے ہیں۔ اسی طرح بسا اوقات راست باز اور نیک لوگ پریشان حال ہوتے ہیں۔ جبکہ ظالم اور اللہ کے نافرمانوں کو وافر مقدار میں رزق دیا جاتا ہے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جس کو مال و دولت ملا ہے اللہ اس سے خوش ہے۔ قطعاً غلط ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ رزق کی تقسیم کے لئے ضابطہ الٰہی دوسرا ہے اور اس کی حکمتیں قرآن کریم میں جابجا مذکور ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ
اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ

آپ لوگوں سے کہہ دیجئے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں [۷۱] پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، اللہ یقیناً سارے ہی گناہ معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ غفور رحیم ہے (۵۳) اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مان لو قبل اس کے کہ تم پر

[۷۱] ۞ اسلام لانے سے 'پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں:۔ اس آیت کے انداز سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ کسی سوال کے جواب میں نازل ہوئی ہے اور ان لوگوں کے لئے پیغام امید لے کر آئی ہے جو دور جاہلیت میں قتل، زنا، چوری، ڈاکے اور ایسے ہی سخت گناہوں میں غرق رہ چکے تھے اور اس بات سے مایوس تھے کہ یہ قصور کبھی معاف نہ ہو سکیں گے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہے:

۱۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ مشرکوں نے بہت خون کئے تھے اور بکثرت زنا کرتے رہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگے: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں اور جس دین کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ اچھا ہے۔ کیا اچھا ہو اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ بتا دیں کہ ہمارا اسلام لانا ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا؟" اس وقت (سورہ فرقان کی) یہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ...... ﴾ تا آخر اور (سورہ زمر کی) یہ آیت ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ ...... ﴾ تا آخر نازل ہوئی۔" (بخاری۔ کتاب التفسیر)

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہ معاف کر دیتا ہوں تم مجھ ہی سے معافی مانگو۔ میں معاف کر دوں گا" (مسلم۔ کتاب البر والصلة۔ باب تحریم الظلم)

۞ تحریف معنوی کی ایک مثال:۔ اس آیت کی بعض لوگوں نے بہت عجیب سی تاویل کی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے کہہ رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو! یعنی بندے اللہ کے نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ یہ تاویل دراصل تاویل نہیں بلکہ بدترین قسم کی تحریف ہے۔ کیونکہ یہ تاویل قرآن کی ساری تعلیم کے برخلاف ہے۔ نیز اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑھتی نہیں بلکہ ان پر سخت الزام آتا ہے۔ آپ اس لئے مبعوث ہوئے تھے کہ سب لوگوں کو دوسرے معبودوں کی بندگی سے ہٹا کر خالص اللہ کے بندے بنائیں۔ نہ یہ کہ اپنے ہی بندے بنانا شروع کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اللہ کے بندے تھے اور اس بندگی کا اقرار کرنے سے ہی ایک شخص اسلام میں داخل ہو سکتا ہے اور اس بندگی کا اقرار ہم سب نمازوں میں کئی بار کرتے ہیں۔ اس تاویل کو دیکھ کر بے اختیار ڈاکٹر اقبالؒ کے یہ شعر یاد آ جاتے ہیں:

زمن بر صوفی و ملا سلامے ...... کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شان در حیرت انداخت ...... خدا و جبرئیل و مصطفیٰؐ را

(ترجمہ: میری طرف سے صوفی و ملا کو سلام ہو جنہوں نے ہمیں اللہ کا پیغام پہنچایا۔ لیکن ان کی تاویل نے اللہ، جبرئیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو حیرت میں ڈال دیا (کہ ہم نے کیا کہا تھا اور ان لوگوں نے اس کا کیا مطلب لے لیا ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ﴿٥٤﴾ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ
أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿٥٥﴾ أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ
فِي جَنبِ اللَّهِ وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ﴿٥٦﴾ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنتُ مِنَ
الْمُتَّقِينَ ﴿٥٧﴾ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾

عذاب[۷۲] آئے پھر تمہیں کہیں سے مدد بھی نہ مل سکے۔(۵۴)

اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوا ہے اس کے بہترین[۷۳] پہلو کی پیروی کرو پیشتر اس کے کہ اچانک تم پر عذاب آجائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو(۵۵) (کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وقت) کوئی کہنے لگے: "افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں[۷۴] اللہ کے حق میں کرتا رہا اور میں تو مذاق اڑانے والوں میں سے تھا(۵۶) یا یوں کہے کہ: "اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں پرہیزگاروں سے ہوتا(۵۷) یا جب عذاب دیکھے تو کہنے لگے: 'مجھے ایک اور موقعہ مل جائے تو میں نیک کام کرنے والوں میں شامل[۷۵] ہو جاؤں" (۵۸)

[۷۲] یعنی اللہ کی معافی کی دو شرطیں ہیں۔ ایک تو اس کی طرف رجوع کرو یعنی اسلام لے آؤ اور دوسری اس کے احکام بجالاؤ۔ یعنی آئندہ ایسے گناہوں سے پرہیز کرو گے تو پھر تمہارے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا اعلان عام ہے۔ لہٰذا جلد از جلد اللہ تعالیٰ کے اس اعلان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو۔ اور یہ خطاب صرف مشرکینِ مکہ سے ہی نہیں بلکہ اس کا حکم عام ہے اور ہر غیر مسلم کے لئے ہے۔

[۷۳] ❁ اتباعِ احسن سے کیا مراد ہے؟ اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ قرآن کریم سارے کا سارا ہی احسن الحدیث ہے۔ لہٰذا اس میں جو اوامر ہیں ان کی تعمیل کرے، نواہی سے اجتناب کرے 'امثال اور قصوں میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اس سے عبرت اور نصیحت حاصل کرے۔ اس کے برعکس جو شخص جو نہ اوامر کی تعمیل کرے نہ نواہی سے اجتناب کرے اور نہ وعظ و نصیحت سے کوئی اثر قبول کرے۔ ایسا شخص وہ پہلو اختیار کرتا ہے جسے کتاب اللہ بدترین پہلو قرار دیتی ہے۔ اور اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کے اوامر کو اچھی سے اچھی شکل میں بجالائے۔ نواہی سے پوری طرح اجتناب کرے بلکہ جس بات میں شک ہو اسے بھی چھوڑ دے اور پند و نصیحت سے بھی وہ مطلب لے اور اثر قبول کرے جو ایک قلبِ سلیم کا تقاضا ہوتا ہے۔ اپنے نظریات اور خواہشات کو قرآن سے کشید کرنے کی کوشش نہ کرے۔

[۷۴] یعنی میں نے اللہ کے احکام کے مقابلہ میں اپنے آباء کی تقلید کو ترجیح دی۔ اللہ کے حقوق دوسروں کو دیتا رہا۔ اللہ کے بجائے دوسروں کو پکارتا تا اور ان کی عبادت کرتا رہا۔ اللہ کے دین کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتا رہا اور اللہ کی آیات اور اس کی وعید کا مذاق اڑاتا رہا۔ اور ان چیزوں کی کوئی حقیقت ہی نہ سمجھی۔ کاش! میں ایسے ایسے کام نہ کرتا جس کے نتیجہ میں مجھے آج یہ بُرا وقت دیکھنا پڑا۔

[۷۵] مگر اس حسرت کا کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ عمل کا وقت گزر چکا ہوگا۔ اس طرف سے مایوس ہونے کے بعد اب وہ یہ آرزو کرے گا کہ کاش اسے ایک بار پھر دنیا میں بھیج کر موقعہ دیا جائے۔ تو میں یقیناً اچھے عمل کروں گا تاکہ میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہو سکوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٩﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى
الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٦٠﴾
وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ
كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ

(اللہ فرمائے گا) کیوں نہیں۔ تیرے پاس میری آیات آئیں تو تو نے انہیں جھٹلا دیا اور اکڑ بیٹھا اور تو تھا
ہی کافروں میں [۷۶] سے" (۵۹) جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ بولا تھا! [۷۷] قیامت کے دن آپ دیکھ لیں
گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہو رہے ہوں گے۔ کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں [۷۸] کا ٹھکانا نہیں ؟ (۶۰) اور
جو لوگ اللہ سے ڈرتے رہے اللہ انہیں ان کی کامیابی کی (وجہ سے) ہر جگہ پر نجات [۷۹] دے گا، انہیں نہ
تو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے (۶۱) اللہ ہی ہر چیز [۸۰] کا پیدا کرنے والا اور وہی ہر چیز کا نگہبان
ہے (۶۲) آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں اور جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا ــــ

[۷۶] یعنی تو جھوٹ بکتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ اگر مجھے ایک بار پھر موقعہ دیا جائے تو میں نیکوکار بن جاؤں گا۔ جب تو دنیا میں تھا تو اس وقت تجھے میری آیات پہنچی تھیں۔ لیکن تیری فطرت ہی ایسی ہے جس میں اکڑ اور تکبر ہے جس کی وجہ سے تو میری آیات کو جھٹلاتا رہا۔ اور اب بھی تیری طبیعت ویسی کی ویسی ہے۔ وہ دوبارہ دنیا میں جا کر بدل نہیں جائے گی۔ آج جو کچھ تو کہہ رہا ہے وہ صرف عذاب کو دیکھ کر کہہ رہا ہے۔ جب تو نے اس سے نجات پالی تو تیری اصل فطرت پھر عود کر آئے گی۔

[۷۷] ❁ اللہ پر افترا کی صورتیں:۔ اللہ پر جھوٹ بولنے کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ نے اپنے فلاں فلاں معبودوں یا بتوں یا پیاروں کو فلاں فلاں اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ لہٰذا رزق کے لئے فلاں کے پاس اور اولاد کے لئے فلاں درگاہ پر اور شفا کے لئے فلاں آستانے پر حاضری دینے سے مراد حاصل ہو جاتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ کی آیات اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے اور کہا جائے کہ اللہ نے تو کوئی چیز نازل نہیں کی۔ حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ تھی۔

[۷۸] ان کے جھٹلانے کی سزا یہ ہے کہ ان کے منہ کالے کر دیئے جائیں گے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ "جھوٹے کا منہ کالا" اور تکبر کی سزا جہنم کے سوا اور کوئی ہو نہیں سکتی تاکہ اس کے سب کس بل نکل جائیں اور دماغ ٹھکانے پر آ جائے۔

[۷۹] یعنی اللہ تعالیٰ نیکوکار لوگوں کو اتنے بلند مقام پر پہنچا دے گا۔ جہاں انہیں روز محشر کی لو اور تپش نہ پہنچ سکے گی۔ وہاں وہ ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ ہوں گے۔ جو اعمال انہوں نے دنیا میں کئے ہوں گے ان پر وہ مطمئن ہوں گے اور انہیں کسی قسم کا غم لاحق نہ ہو گا۔

[۸۰] یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کا صرف خالق ہی نہیں بلکہ ہر آن ہر چیز کی نگرانی بھی کر رہا ہے۔ جس سے یہ نظامِ کائنات باقاعدگی سے چل رہا ہے۔ اس نظام کائنات کی باقاعدگی سے تمام جانداروں کا رزق وابستہ ہے۔ بارش سے زمین نباتات اگاتی ہے۔ نیز ہر طرح کی معدنیات اور دوسرے خزانے جو زمین میں مدفون ہیں سب اللہ ہی کے علم اور تصرف میں ہیں۔ آج بھی اس کے تصرف میں ہیں اور کل بھی اسی کے تصرف میں ہوں گے۔ نیز جنت اور دوزخ بھی اسی کے تصرف میں ہے۔ لہٰذا جو شخص اللہ کی آیات کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّھَا الْجٰھِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ
اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ
مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ

وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں (۶۳) آپ ان سے کہئے: نادانو! کیا تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت [۸۱] کروں؟ (۶۴) حالانکہ آپ کی طرف یہ وحی کی جا چکی ہے اور ان لوگوں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے تھے، کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل برباد [۸۲] ہو جائیں گے اور آپ خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔ (۶۵) بلکہ آپ اللہ ہی کی عبادت کیجئے اور اس کے شکر گزار بن کر رہیے۔ (۶۶) ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی

منکر اور اس کا باغی ہے وہ کیسے فلاح کی امید رکھ سکتا ہے ایسے لوگ یقیناً خسارہ میں ہی رہیں گے۔

[۸۱] کفار کے سمجھوتہ کی شکلیں:۔ کفار مکہ نے اسلام کی راہ روکنے کے لئے کئی قسم کے حربے استعمال کئے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ عام طریقہ یہ تھا کہ اسلام لانے والوں پر اس قدر ظلم و ستم ڈھائے جائیں کہ اگر وہ اپنے دین پر واپس نہ آئیں تو دوسروں کو ضرور عبرت حاصل ہو اور وہ اسلام قبول کرنے کا نام تک نہ لیں۔ ان سختیوں کے باوجود بھی جب اسلام پھیلتا گیا تو پھر اس کے سیاسی حل سوچے جانے لگے اور مذاکرات کے سلسلے شروع ہوئے۔ کبھی ابو طالب کی وساطت سے آپ کو دھمکی دی گئی۔ کبھی لالچ کی راہیں دکھائی گئیں اور کبھی باہمی سمجھوتہ کی۔ پھر باہمی سمجھوتہ کی بھی کئی شکلیں تھیں۔ ایک یہ کہ تم بھی لچک اختیار کرو کچھ ہم کرتے ہیں اور اس شکل کا ذکر سورہ القلم کی آیات نمبر ۹ میں مذکور ہے۔ انہیں میں سے ایک شکل یہ تھی کہ زیادہ نہیں تو صرف ایک دفعہ ہی آپ ہمارے بتوں کو سجدہ کر دیں تو پھر ہم آپ ﷺ کی باقی باتیں تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں۔ انہیں مذاکرات کی ایک قسم ایسی بھی تھی جس پر غور کرنے کے لئے آپ ﷺ آمادہ ہو چلے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے خیال سے بھی آپ کو سختی سے روک دیا اور اس کا ذکر سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۷۴ میں آیا ہے۔ یہاں بھی آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ ان مشرکوں کو نہایت سختی سے دوٹوک جواب دے دیں اور کہہ دیں کہ اے نادانو! ہم سب کا خالق بھی اللہ ہو، مالک بھی اللہ ہو، رازق بھی اللہ ہو، کائنات میں ہر قسم کے تصرفات پر قبضہ بھی اللہ کا ہو، تو آخر میں کس خوشی میں ان بتوں کی عبادت کروں۔ اس سے بڑھ کر بھی کوئی نادانی کی بات ہو سکتی ہے؟ یہ تم مجھے کیسا غلط مشورہ دے رہے ہو؟ علاوہ ازیں مجھ پر بھی یہ وحی آچکی ہے اور سابقہ تمام انبیاء پر بھی اسی قسم کی وحی آئی تھی کہ جو شخص بھی اور اسی طرح اگر میں خود بھی شرک کروں تو میرے تمام تر اعمال برباد ہو جائیں گے۔ پھر بھلا میں تمہارا یہ مشورہ کیسے قبول کر سکتا ہوں؟

[۸۲] واضح رہے کہ انبیاء سے شرک کا صدور محال ہے۔ کیونکہ وہ جن مقاصد کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں ان میں اولین مقصد شرک کی بیخ کنی اور توحید کی ترویج ہوتا ہے۔ اسی بات پر وہ خود قائم رہتے اور دوسروں کو دعوت دیتے ہیں۔ یہاں جو آپ کو مخاطب کر کے یہ بات کہی گئی ہے۔ تو اس سے شرک کی انتہائی مذمت مقصود ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ
تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

جیسا کہ اس کی قدر[۸۳] کرنے کا حق ہے۔ قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے[۸۴]۔ وہ ان باتوں سے پاک اور بالاتر ہے جو یہ لوگ اس کے شریک ٹھہراتے ہیں(۶۷) اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو بھی آسمانوں اور زمین میں موجود مخلوق ہے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے[۸۵]

[۸۳] یعنی جن مشرکوں نے آپ ﷺ کو بتوں کو سجدہ کرنے کا مشورہ دیا تھا، ان کم بختوں نے یہ سمجھا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مقام کس قدر ارفع واعلیٰ ہے ان کو اللہ کی عظمت و کبریائی کا کچھ بھی اندازہ نہیں۔ بھلا اللہ کے مقابلہ میں یہ بتوں جیسی حقیر ہستیاں کیا شے ہیں۔ اگر انہیں اللہ کی عظمت اور اس کے مقام کا کچھ اندازہ ہوتا تو ایسی نادانی کی بات کبھی نہ کہتے۔

[۸۴] **قیامت کے دن اللہ کا دنیا کے بادشاہوں سے خطاب:۔** اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی اور پوری کائنات پر کلی تصرف کا یہ حال ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز اس کے ہاتھ میں بالکل بے بس ہے اور اسی مضمون کی تفسیر درج ذیل احادیث بھی پیش کرتی ہیں:

۱۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) زمین کو ایک مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا: ''میں بادشاہ ہوں (آج) زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟'' (بخاری۔ کتاب التفسیر)

۲۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک عالم آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: محمد ﷺ! ہم (اپنی کتابوں میں یہ لکھا ہوا) پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوق کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا پھر فرمائے گا: ''میں بادشاہ ہوں'' یہ سن کر آپ ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ ﷺ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے اس عالم کے قول کی تصدیق کی۔ پھر یہی آیت پڑھی ﴿ وما قدروا الله ...... ﴾ تا آخر (بخاری۔ کتاب التفسیر) گویا مشرکوں کے سب معبود بھی اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہوں گے۔ جنہیں آج یہ اللہ کا ہمسر قرار دے رہے ہیں۔

[۸۵] **نفخہ صور کی بے ہوشی سے کون مستثنیٰ ہو گا؟:۔** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ایسی مخلوق بھی ہو گی جو بے ہوش نہیں ہو گی۔ بعض نے اس استثناء سے چاروں بزرگ فرشتے یعنی جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل مراد لیے ہیں۔ بعض نے ان میں حاملینِ عرش کو بھی شامل کیا ہے اور بعض نے انبیاء صلحاء اور شہداء کو بھی۔ لیکن اگلے حاشیہ میں مندرج حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں میں سے کوئی بھی اس بے ہوشی سے نہ بچے گا۔ جب رسول اللہ ﷺ بھی بے ہوش ہوں گے تو دوسرے کیسے بچ رہ سکتے ہیں۔ البتہ موسیٰ علیہ السلام کو آپ ﷺ نے مستثنیٰ کیا۔ وہ بھی اس صورت میں کہ شاید وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہوں یا بے ہوش ہوئے ہی نہ ہوں۔ اس لئے کہ وہ دنیا میں ایک بار بے ہوش ہو چکے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شَآءَ اللّٰهُ ۗ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ
الْكِتٰبُ وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ وُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ

اللہ (بچانا) چاہے۔ پھر جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو فوراً سب کے سب اٹھ کر[۸۶] دیکھنے لگیں گے (۶۸) اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے[۸۷] جگمگا اٹھے گی اور (سب کی) کتاب اعمال لا کر رکھ دی جائے گی اور انبیاء اور تمام گواہ[۸۸] حاضر کئے جائیں گے اور لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (۶۹) اور ہر شخص نے جو عمل کیا ہوگا اسے اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا

[۸۶] اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ صور دوبار پھونکا جائے گا۔ درج ذیل احادیث اسی آیت کی تفسیر پیش کرتی ہیں:

نفخہ صور دو بار یا تین بار:۔ "سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں نفخہ صور میں چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا: "ابوہریرہؓ کیا چالیس دن کا؟" انہوں نے کہا: یہ میں نہیں کہہ سکتا" پھر لوگوں نے کہا: "کیا چالیس برس کا؟" کہنے لگے یہ میں نہیں کہہ سکتا" پھر لوگوں نے کہا "کیا چالیس ماہ کا؟" کہنے لگے "یہ میں نہیں کہہ سکتا" اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا سارا جسم (مٹی میں) گھل جاتا ہے ماسوائے ریڑھ کی ہڈی کے سرے کے۔ (جو رائی کے دانہ برابر ہوتی ہے) اسی سے تمام خلقت کو ترکیب دے کر اٹھا کھڑا کیا جائے گا۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر)

۲۔ سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "دوسری دفعہ صور پھونکنے پر سب سے پہلے میں سر اٹھاؤں گا تو دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش تھامے لٹک رہے ہیں۔ اب میں نہیں جانتا کہ وہ پہلے صور پر بے ہوش ہی نہ ہوں گے یا دوسرے صور پر مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے۔ (کیونکہ دنیا میں وہ ایک دفعہ بے ہوش ہو چکے) لیکن سورہ نمل کی آیت ۸۷ میں ایک اور نفخہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ جسے سن کر زمین و آسمان کی ساری مخلوق دہشت زدہ ہو جائے گی۔ پھر اس کی بعض احادیث سے بھی تائید ہو جاتی ہے اسی لئے بعض علماء کہتے ہیں کہ نفخہ صور تین بار ہوگا۔ پہلے نفخہ پر صرف گھبراہٹ واقع ہوگی دوسرے نفخہ پر لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے۔ اور تیسرے نفخہ پر سب انسان جی اٹھیں گے اور اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کے حضور چل کھڑے ہوں گے۔

[۸۷] یعنی آج تو زمین سورج کی روشنی سے منور ہوتی ہے مگر میدانِ محشر کے لئے جو زمین تیار کی جائے گی۔ وہ براہِ راست اپنے پروردگار کے نور سے جگ مگ جگمگ کر رہی ہوگی۔

[۸۸] قیامت کو گواہی کس کس کی ہوگی؟:۔ شہداء سے مراد سر فہرست انبیاءؑ ہیں اور ان کا ذکر اس آیت میں پہلے ہی الگ طور پر آگیا ہے پھر ان سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے ذریعہ انہیں اللہ کا پیغام پہنچا تھا پھر وہ فرشتے بھی جو ان کے اعمال قلم بند کرتے رہے اور اگر وہ مجرم پھر بھی اپنے گناہوں کا اعتراف نہ کریں گے تو ان کے اپنے اعضاء اور اس ماحول کے در و دیوار اور شجر و حجر سب مجرموں کے خلاف گواہی دیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مَا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٧٠﴾ ع وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا
جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ
عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ
الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧١﴾ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى

اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اسے خوب جانتے والا[۸۹] ہے۔(۷۰) اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا انہیں گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکا[۹۰] جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ جہنم پر پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس کے داروغے انہیں کہیں گے: ”کیا تمہارے پاس تمہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے پروردگار کی آیات پڑھ کر سناتے اور اس دن کے لئے پیش ہونے سے تمہیں ڈراتے[۹۱] تھے؟ وہ کہیں گے: ”کیوں نہیں“ مگر کافروں پر عذاب کا حکم ثابت ہو کر رہا(۷۱) انہیں کہا جائے گا کہ: جہنم کے دروازوں سے داخل ہو جاؤ تم ہمیشہ اس میں رہو گے۔

[۸۹] ۞ کیا قاضی اپنے ذاتی علم کی بنا پر فیصلہ دے سکتا ہے؟:۔ اگرچہ اللہ ان کے اعمال سے پوری طرح واقف ہے۔ پھر بھی ان پر گواہیاں قائم کی جائیں گی۔ حتیٰ کہ یا تو مجرم خود اپنے گناہ کا اقرار کرلے یا پھر اس کے خلاف گواہیوں کی بنا پر الزام پوری طرح ثابت ہو جائے اور ان کی سزا کے لئے اتمام حجت ہو جائے۔

اس آیت سے نیز اسی آیت کی تائید میں بعض احادیث سے شریعت کا ایک نہایت اہم مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ قاضی محض اپنے علم کی بنا پر کسی مقدمہ کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ فیصلہ کا انحصار گواہیوں پر ہونا ضروری ہے۔ یہی عدل و انصاف کا تقاضا ہے۔ اور اسی عدل و انصاف کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ گواہیاں قائم کریں گے۔ بعض علماء نے اس مسئلہ میں اتنی لچک ضرور رکھی ہے کہ اس اصول کا اطلاق حدود و تعزیرات یعنی فوجداری مقدمات پر ہوتا ہے لین دین کے معاملات یا دیوانی مقدمات میں قاضی اپنے علم کی بنا پر فیصلہ دے سکتا ہے لیکن بعض آثار سے اس گنجائش کی بھی نفی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ مالی مقدمات میں بھی قاضی اپنے علم کو فیصلہ تو دور کی بات ہے، ایک شہادت کے طور پر بھی استعمال میں نہ لائے۔

[۹۰] اس لئے کہ کفر کی بھی بیسیوں اقسام ہیں۔ اور اسی لحاظ سے ان کافروں کی قیامت کے دن گروہ بندی ہو گی۔ اور ان کی گروہ بندی کرنے کے بعد انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ جیسے ان مجرموں کو، جو عدالت کے فیصلہ کے بعد واقعی مجرم ثابت ہو جاتے ہیں' پابہ زنجیر کر کے جیل خانہ کی طرف لے جایا جاتا ہے اور جس طرح ان مجرموں کے جیل خانہ پہنچنے پر جیل کا پھاٹک کھول دیا جاتا ہے۔ اسی طرح کافروں کے گروہوں کے جہنم کے پاس پہنچنے پر جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

[۹۱] ۞ جہنم کے داروغے اور ان کا سوال:۔ جب یہ گروہ جہنم پر پہنچ جائیں گے تو جہنم کے داروغے یا سپرنٹنڈنٹ ملامت کے طور پر انہیں پوچھیں گے، ارے کم بختو! تمہارے پاس اللہ کے رسول تمہیں آج کے حالات سے خبردار کرنے یا ڈرانے کے لئے نہیں پہنچے تھے؟ مجرم جواب دیں گے: آئے تو تھے مگر ہماری بدبختی اور نالائقی کہ ہم نے انہیں سچا نہ سمجھا جس کے نتیجہ میں آج ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ
اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ

تکبر کرنے والوں [۹۲] کے لئے یہ کیسا بُرا ٹھکانا ہوگا۔(۷۲) اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے انہیں گروہ در گروہ [۹۳] جنت کی طرف چلایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغے انہیں کہیں گے: ”تم پر سلامتی ہو، خوش ہو جاؤ اور ہمیشہ کیلئے جنت میں داخل ہو جاؤ(۷۳) وہ کہیں گے: اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں اس سرزمین کا وارث [۹۴] بنا دیا کہ اس جنت میں ہم جہاں چاہیں رہیں“

یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اعمال کی سزا ہمیں مل کر ہی رہے گی۔

[۹۲] ❁ انکارِ حق کی سب سے بڑی وجہ تکبر:۔ اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبول حق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تکبر یا اپنا پندارِ نفس ہوتا ہے۔ حق کو قبول نہ کرنے کی دوسری وجوہ بھی اسی ذیل میں آتی ہیں۔ جیسا کہ ابلیس کا بھی اصل جرم تکبر ہی تھا۔ اگرچہ اس نے بھی اپنے موقف کی حمایت میں کئی دلائل پیش کئے تھے۔ اسی طرح کافر قبول حق سے انکار کی خواہ کئی وجوہ بتائیں۔ اللہ کی آیات کا تمسخر اڑائیں۔ اللہ کے عذاب کو چیلنج کریں ان سب کی تہ میں یہی تکبر یا پندارِ نفس ہی کام کر رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ سب جرموں سے بڑا جرم ہوا۔ اسی لئے تمام گروہوں کے الگ الگ جرائم کا نام لینے کے لئے صرف اس جرم کا نام لے لیا گیا ہے جو سب گروہوں میں بطور قدرِ مشترک پایا جاتا ہے۔

[۹۳] ❁ جنت کے درجات:۔ جس طرح کفر کے بہت سے درجات اور اقسام ہیں اسی طرح ایمان اور تقویٰ کے بھی بہت سے درجات ہیں۔ اور ایک حدیث کے مطابق جنت کے سو درجات ہیں جس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ایمان و تقویٰ کے بھی اتنے ہی درجات ہیں۔ ان متقین کی بھی درجوں کے لحاظ سے گروہ بندی کی جائے گی۔ انہیں بڑی عزت و تکریم کے ساتھ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ جب یہ گروہ جنت کے پاس پہنچیں گے۔ تو ان کے پہنچنے سے پہلے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ جنت کے محافظ فرشتے ان کے استقبال کو آگے بڑھ کر ان پر سلام پیش کریں گے۔ انہیں داخلہ کی بشارت اور مبارک باد دیں گے اور اعلان عام ہوگا کہ اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

[۹۴] ❁ جنت کے بطور وراثت دائمی اور مالکانہ حقوق:۔ اہلِ جنت کو وہاں مالکانہ حقوق حاصل ہوں گے کہ وہ اپنی اپنی وسیع و عریض الاٹ شدہ جنت میں جس جگہ کو اپنے حالات کے موافق سمجھیں وہاں رہیں۔ کیونکہ تَبَوَّاَ کا لفظ ایسی جگہ پر رہائش کے لئے آتا ہے جہاں کی آب و ہوا اور ماحول رہنے والے کی طبیعت کے موافق اور سازگار ہو۔

[۹۵] اس جملہ کی نسبت متقین کی طرف بھی ہو سکتی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے یہ بات کہیں گے۔ فرشتوں کی طرف بھی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾

ع ۸ ۸

عمل کرنے والوں کے لئے یہ کیسا اچھا[۹۵] اجر ہے۔(۷۴)

نیز (اس دن) آپ دیکھیں گے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ باندھے، اپنے پروردگار کی تعریف[۹۶] کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں۔ اور لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور سب کہیں گے کہ: ”سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔“(۷۵)

اللہ تعالیٰ کی طرف بھی۔

[۹۶] ۞ دربار برخواست ہونے پر الحمد للہ رب العالمین کی صدائیں:۔ یعنی جس دن اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے میدانِ محشر میں نزول اجلال فرمائے گا اس وقت فرشتے اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہوں گے۔ اور جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان علی رؤس الاشہاد مبنی بر انصاف فیصلہ فرما چکے گا تو ہر طرف سے جوش و خروش کے ساتھ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ کا نعرہ بلند ہوگا۔ اسی نعرہ تحسین پر اللہ تعالیٰ کا دربار برخاست ہوگا۔ پھر تمام لوگوں کو ان کے فیصلہ کے مطابق ان کے ٹھکانوں پر بھیج دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ یہ دن موجودہ دن رات کے حساب سے پچاس ہزار برس کا ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۸۵ آیاتھا سورۃ المؤمن مکیۃ رکوعھا ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۲﴾ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ
ذِی الطَّوْلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ﴿۳﴾ مَا یُجَادِلُ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَا

کلمات ۱۲۴۲ آیات ۸۵ (۴۰) سورۃ المومن مکی ہے (۶۰) رکوع ۹ حروف ۵۲۱۳

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ(۱) یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو غالب ہے سب کچھ جاننے والا ہے(۲) وہ گناہ بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا اور صاحبِ فضل ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اسی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے[1]۔(۳) اللہ کی آیات میں صرف وہی لوگ جھگڑا کرتے ہیں جو کافر ہیں لہٰذا ان کا دنیا کے ملکوں میں

[1] قرآن کو نازل کرنے والے کی چند جامع صفات:۔ آیت نمبر ۲ اور ۳ اس سورہ کی تمہید ہیں۔ جن میں مکہ کے حالات حاضرہ اور حق و باطل کے جھگڑوں کا ذکر بھی آ گیا ہے اور اس کتاب کے نازل کرنے والے کی چند متعلقہ صفات اس انداز سے بیان کی گئی ہیں کہ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ کفار کا بنیادی اعتراض یہ تھا کہ یہ کلام اللہ کی طرف سے نازل شدہ نہیں بلکہ تمہاری اپنی اختراع ہے۔ آغاز ہی میں فرمادیا کہ یہ کتاب کسی کمزور ہستی کی طرف سے نہیں بلکہ اس اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے جو کائنات کی ہر چیز پر غالب ہے اور تمہاری معاندانہ کوششوں اور سازشوں کے علی الرغم اپنے کلمہ کو سر بلند اور نافذ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اس کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا براہِ راست اور پورا پورا علم رکھتا ہے۔ لہٰذا اس کتاب میں اے کفار مکہ! جو خبریں بھی دی گئی ہیں سب درست اور یقینی ہیں۔تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے فرمانبردار بندوں کے بہت سے گناہ از خود ہی بخشتا رہتا ہے۔ چوتھی صفت یہ ہے کہ کافر توبہ کر کے حلقہ اسلام میں داخل ہو جائیں ان کی توبہ قبول کر کے ان کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دینے والا ہے اور اس صفت کا تعلق صرف نو مسلموں سے نہیں بلکہ جو بندہ بھی اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اس کی طرف رجوع کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اس کے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے۔ پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ اپنے باغیوں کو سخت سزا دے کر ان کی اکڑی ہوئی گردنیں توڑ سکتا ہے۔ خواہ وہ یہ عذاب دنیا میں دے یا آخرت میں اور اس کی چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ کشادہ دست ہے۔ ہر وقت انعامات کی بارش کرتا رہتا ہے۔ اور اس سے اپنے نافرمانوں کو بھی محروم نہیں فرماتا'' اتنی صفات بیان کرنے کے بعد ان دو بنیادی جھگڑوں کی حقیقت بیان فرما دی۔ جو رسول اللہ ﷺ اور کفار مکہ کے درمیان چل رہے تھے۔ ان میں پہلا یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ باقی تمام معبود جھوٹے، باطل اور بے کار ہیں اور دوسرا یہ کہ روزِ آخرت کا قیام یقینی ہے اور تم سب کو یقیناً اللہ کے حضور پیش ہونا ہو گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝۴ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ
كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ ۖ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ
كَانَ عِقَابِ ۝۵ وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۝۶ الَّذِينَ

وقف لازم

چلنا پھرنا آپ کو کسی دھوکے[۲] میں نہ ڈال دے۔(۴) ان سے پہلے قوم نوح اور (رسولوں کے مخالف) کئی جتھوں[۳] نے انہیں[۴] جھٹلایا اور ہر قوم نے اپنے رسول کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا اور باطل کے ساتھ جھگڑا کیا تاکہ باطل سے حق کو شکست دے سکیں، پھر میں نے انہیں پکڑ لیا تو دیکھ لو میری سزا کیسی تھی۔(۵)

اسی طرح آپ کے پروردگار کا یہ حکم ان لوگوں پر صادق آ گیا کہ جن لوگوں نے کفر کیا وہی اہل دوزخ[۵] ہیں(۶)

[۲] یہاں سے حالات حاضرہ پر تبصرہ شروع کیا جا رہا ہے کہ کفار مکہ جو اللہ کی آیات کا کبھی مذاق اڑاتے ہیں کبھی ان میں اعتراضات کر کے شکوک پیدا کرتے ہیں کبھی اسلام کی راہ روکنے کے لئے مسلمانوں کو اذیتیں دیتے ہیں اور کبھی سازشیں تیار کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہے جاتے ہیں کہ ہم اگر جھوٹے ہوتے تو اب تک ہم پر اللہ کا عذاب آ جانا چاہئے تھا تو ان لوگوں کا تاحال صحیح و سلامت بچے رہنا اور زمین میں دندناتے پھرنا تم لوگوں کو اس وہم اور دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ شاید یہ اللہ کی گرفت سے بچ جائیں گے۔

[۳] ۞ <u>حزب کا مفہوم:</u> احزاب، حزب کی جمع ہے اور ان سے مراد ایسی جماعتیں، گروہ یا پارٹیاں ہیں جن میں سختی اور شدت پائی جائے۔ وہ آپس میں ہم خیال ہوں اور ان کا مقصد اقتدار میں عمل دخل حاصل کرنا ہو۔ یا اس سے چمٹے رہنا ہو اور اس سے مراد وہ اقوام سابقہ ہیں جن پر رسولوں کی دعوت کو جھٹلانے کی بنا پر اللہ کا عذاب آیا تھا۔

[۴] ۞ <u>انبیاء کی مخالفت کرنے والی قوموں کا انجام تاریخی شواہد کی روشنی میں:</u>۔ یہ کفار مکہ اس لئے اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے کہ ان سے پہلے کئی قومیں ان جیسی گزر چکی ہیں۔ مثلاً قوم نوح اور اس کے بعد قوم عاد، قوم ثمود، قوم ابراہیم، اور قوم لوط اور آل فرعون وغیرہ۔ یہ سب لوگ اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور آخرت کے دن کے منکر تھے۔ پھر جب ہمارے رسول ان کے پاس آئے تو انہوں نے صرف انہیں جھٹلانے پر اکتفا نہ کیا بلکہ ان کے در پے آزار ہو گئے۔ انہیں قتل اور رجم کی دھمکیاں دینے لگے اور ان کے خلاف سازشیں تیار کرنے لگے۔ غرضیکہ انہوں نے ہر وہ حربہ استعمال کیا جس کے ذریعہ وہ اللہ کے دین کو سرنگوں کر سکیں اور انبیاء کی دعوت کو اور ان کے متبعین کو کچل دیں (اور یہی سب دھندے یہ کفار مکہ کر رہے تھے) پھر جب ان پر میرا عذاب آیا تو دیکھ لو ان کا کیا حشر ہوا۔ کیا ان قوموں کا کوئی نام و نشان نظر آتا ہے۔ آج وہ کہیں دندناتے دکھائی دے رہے ہیں؟ اور ان مشرکین مکہ نے بھی اسی ڈگر پر چلنا شروع کر دیا ہے تو پھر یہ میری گرفت سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ گویا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو تاریخی شواہد کی روشنی میں ان کے انجام سے خبردار کیا ہے۔

[۵] ایسے منکرین حق کے معاملہ میں ایک تو یہ بات حق ثابت ہو کے رہتی ہے کہ اللہ انہیں ایسا کچل کے رکھ دیتا ہے کہ ان کا زمین میں دندنانا یکسر موقوف ہو جاتا ہے۔ اور یہ سزا تو انہیں دنیا میں ملتی ہے اور دوسری یہ بات حق ثابت ہوتی ہے کہ آخرت میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ
آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ
عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝٧ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدتَّهُمْ وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ

جو (فرشتے) عرش اٹھائے ہوئے ہیں[۶] اور جو اس کے گرد ہیں سب اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے اور اس پر ایمان[۷] رکھتے ہیں اور ایمانداروں کے لئے بخشش طلب کرتے (اور کہتے) ہیں "اے ہمارے پروردگار! تو نے اپنی رحمت اور علم سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے لہٰذا جن لوگوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی پیروی کی انہیں بخش دے اور دوزخ[۸] کے عذاب سے بچالے (۷) اے ہمارے پروردگار! انہیں ان ہمیشہ رہنے والے باغات[۹] میں داخل کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے آباء و اجداد،

انہیں جہنم کے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

[۶] حاملین عرش فرشتوں کی مومنوں کے حق میں دعا:۔ ان دندنانے والے کفار مکہ کے مقابلہ میں دوسری طرف مسلمان تھے جن پر کافروں نے عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا اور اسی وجہ سے کچھ مسلمان مکہ کو خیرباد کہہ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے تھے۔ ان کی تسلی اور دلجوئی کی خاطر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم پریشان کیوں ہوتے ہو۔ تمہارے حق میں تو عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور ان کے آس پاس رہنے والے سب کے سب دست بدعا رہتے ہیں۔ اور اللہ کی حمد و ثنا جو ان کا وظیفہ اور روحانی خوراک ہے کے ساتھ ہی تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں اور چونکہ فرشتے وہی کچھ کرتے ہیں جو اللہ کی طرف سے انہیں حکم ملتا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے انہیں یہ حکم دیا ہے کہ وہ مومنوں کے حق میں دعا و استغفار کرتے رہا کریں۔

[۷] ان کا اللہ پر ایمان اس لحاظ سے مضبوط ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قریب رہتے ہیں۔ ان عرشیوں کی سب ہمدردیاں زمین والے مومنوں کے ساتھ ہیں جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایمان کا رشتہ نہ صرف یہ کہ جغرافیائی حدود کا پابند نہیں بلکہ عرشیوں اور فرشیوں سب کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیتا ہے۔

[۸] یعنی تیرا علم اتنا وسیع ہے کہ تو اپنے بندوں کے سارے حالات ان کے گناہوں اور ان کے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات تک سے واقف ہے تو تیری رحمت اس سے بڑھ کر وسیع ہے۔ لہٰذا جو لوگ توبہ کر چکے اور تیری راہ پر گامزن ہو چکے ہیں تو ان کے گناہ معاف کر کے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

[۹] جہنم کے عذاب سے بچ جانا بھی بڑی کامیابی ہے:۔ اگرچہ دوزخ کے عذاب سے بچ جانا بھی بہت بڑی کامیابی ہے اور یہ خالصتاً اللہ کی مہربانی اور اس کے فضل سے ہوگا۔ تاہم اگر اللہ تعالیٰ دوزخ سے بچا کر اپنی جنت میں بھی داخل کر دے تو یہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا بڑا انعام اور اس کی مہربانی ہوگی۔ واضح رہے کہ دوزخ کے عذاب سے بچ جانے کا یہ لازمی نتیجہ نہیں کہ اسے جنت میں داخلہ بھی مل جائے۔ اصحاب اعراف دوزخ کے عذاب سے تو بچالئے جائیں گے۔ لیکن وہ جنت اور دوزخ کے ایک درمیانی مقام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٨﴾ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ۚ وَمَن تَقِ السَّيِّئَاتِ
يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ

ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے [۱۰] جو صالح ہیں انہیں بھی' بلاشبہ تو ہر چیز پر غالب، حکمت والا ہے (۸) اور انہیں برائیوں [۱۱] سے بچالے۔ اس روز جسے تونے برائیوں [۱۲] سے بچالیا گویا تونے اس پر رحمت کردی اور یہی بڑی کامیابی ہے (۹) اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے (قیامت کے دن) انہیں پکار کر کہا جائے گا کہ: "(آج) جتنا غصہ تمہیں اپنے آپ پر آرہا [۱۳] ہے۔

اعراف میں ہوں گے اور وہ اس بات کے منتظر بیٹھے ہوں گے کہ کب ان پر اللہ کی مہربانی ہوتی ہے اور انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت ملتی ہے۔

[۱۰] ❁ کم درجہ والی اولاد کو بھی اللہ والدین سے ملادے گا:۔ آخرت میں ہر شخص کو بس اپنی ہی فکر لاحق ہوگی نہ باپ بیٹے کی طرف توجہ دے سکے گا نہ بیٹا باپ کی طرف۔ کوئی رشتہ دار کسی دوسرے کے کام نہ آسکے گا۔ پھر جب فیصلہ کے بعد نیک لوگوں کو جنت میں داخل کردیا جائے گا اور ان کے بھی کئی درجات ہوں گے۔ تو اس وقت بعض لوگوں کو اپنی بیویوں اور اپنی اولاد کی یاد آنے لگے گی۔ ان کی بیویاں اور بیٹے بھی اگرچہ اہل جنت میں سے ہی ہوں گے لیکن ان کے درجات نچلے ہوں گے یعنی وہ اپنے والدین کے درجہ کے برابر صالح نہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی خاص مہربانی سے یا ان فرشتوں کی دعا کی وجہ سے جو اس نے خود ہی فرشتوں کو سکھائی ہوگی، ان کم درجہ والی اولاد کو اونچا درجہ عطا کرکے ان کے والدین سے ملادے گا۔ اسی طرح بیویوں کو بھی ان کے شوہروں سے ملادے گا اور سارا کنبہ ایک جگہ اکٹھا ہوجائے گا۔

[۱۱] ❁ سیئات کے تین معنی:۔ السَّیِّئَات کے تین معنی ہیں۔ ایک غلط عقائد، بگڑے ہوئے اخلاق اور برے اعمال، دوسرے، گمراہی اور اعمال بد کا وبال، تیسرے آفات و مصائب اور تکلیفیں خواہ وہ دنیا کی ہوں، عالم برزخ کی ہوں یا عالم قیامت کی ہوں۔ یہاں تینوں قسم کی برائیاں مراد ہیں۔

[۱۲] روزِ محشر کی برائیوں سے مراد اس دن کی ہولناکیاں، انتہائی تپش اور شدت پیاس، اپنا محاسبہ کا خوف، مجرمین کی برسرِ عام رسوائی وغیرہ ہیں۔

[۱۳] یعنی جب دیکھیں گے کہ جن چیزوں کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ تو ایک حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے اور جس طرح بے راہ روی کی زندگی انہوں نے گزاری ہوگی اور مومنوں پر ظلم و ستم ڈھانے کے لئے انہوں نے جو جو ہتھکنڈے استعمال کئے تھے۔ ان سب چیزوں کا ایک ایک کرکے انہیں بدلہ دیا جانے والا ہے۔ تو وہ اپنے ہاتھ اپنے دانتوں میں چبائیں گے اور انہیں اپنے آپ پر غصہ آئے گا کہ ہم نے کیوں ایسی سرکشی کی راہ اختیار کی تھی۔ اس وقت انہیں فرشتے پکار کر کہیں گے کہ آج جس قدر تمہیں اپنے آپ پر غصہ آرہا ہے اللہ تعالیٰ کو تم پر اس وقت اس سے بھی زیادہ غصہ آتا تھا جب رسول تمہیں اللہ کی طرف دعوت دیتے اور اس کی آیات پڑھ کر سناتے تھے لیکن تم پہلے تو سنتے ہی نہ تھے اور اگر سنتے تھے تو مانتے نہیں تھے اور ان کا مذاق اڑانے لگتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ مَّقْتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَی الْاِیْمَانِ فَتَکْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا
اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِکُمْ
بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ وَحْدَهٗ کَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ یُّشْرَکْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ ﴿۱۲﴾
هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ اٰیٰتِهٖ وَیُنَزِّلُ لَکُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ رِزْقًا ۭ وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾

اللہ کو تم پر اس سے زیادہ غصہ آتا تھا جب تمہیں ایمان کی طرف دعوت دی جاتی تھی تو تم انکار کر دیتے تھے" (۱۰) وہ کہیں گے "ہمارے پروردگار! تو نے دو دفعہ ہمیں مارا اور دو دفعہ زندہ کیا، ہم اپنے گناہوں کا اعتراف[۱۴] کرتے ہیں۔ اب (بتاؤ) کیا یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے؟" (۱۱) (جواب ملے گا کہ) تمہارا یہ حال اس لئے ہے کہ جب تمہیں اللہ اکیلے کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کوئی شریک بنایا جاتا تو تم مان لیتے تھے۔ اب فیصلہ تو اللہ ہی کے ہاتھ میں[۱۵] ہے جو عالی شان اور کبریائی والا ہے۔ (۱۲) وہی تو ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لئے رزق[۱۶] اتارتا ہے مگر (ان باتوں سے) سبق تو وہی حاصل کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہو (۱۳)

[۱۴] ❁ **زندگی اور موت کے چار مراحل:۔** موت و حیات کے یہ وہی چار مراحل ہیں جن کا ذکر سورۂ بقرہ کے آغاز میں آچکا ہے۔ یعنی وہ مردہ تھے اللہ نے انہیں زندگی بخشی اور وہ اپنے والدین کے گھر پیدا ہوئے پھر اس زندگی کے بعد موت کے بعد چوتھا مرحلہ دوبارہ قیامت کو جی اٹھنا۔ ان میں سے پہلے تین مراحل کو سب لوگ ہی جانتے ہیں کیونکہ وہ ہر ایک کے مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں۔ انکار صرف بعث بعد الموت کا ہوتا ہے جو کسی کے مشاہدہ میں نہیں آیا۔ اور یہ بات ہمیں وحی کے ذریعہ معلوم ہوئی پھر بہت سے عقلی دلائل بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ یوم آخرت کو دیکھ کر کافر کہیں گے کہ آج ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ رسولوں کا کہنا برحق تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آج ہمیں جو اپنا برا انجام نظر آرہا ہے اس سے بچنے کی بھی کوئی راہ ہے؟

[۱۵] ❁ **مشرک کی یکی علامت توحید خالص سے بدکنا:۔** اللہ تعالیٰ کی ایک عاجز مخلوق ہونے کے باوجود تمہارا اپنے پروردگار سے یہ سلوک تھا کہ تمہیں جب کہا جاتا تھا کہ عبادت کے لائق صرف اللہ ہی ہے تو فوراً ناگواری کے آثار تمہارے چہروں پر نمایاں ہو جاتے تھے۔ تمہاری سب نیاز مندیاں اور محبت غیروں کے ساتھ تھیں۔ جب اللہ کے شریکوں کا ذکر ہوتا تو تمہاری باچھیں کھل جاتی تھیں۔ اور آج جو تم التجا کر رہے ہو اس کا فیصلہ اس اللہ کے ہاتھ میں ہے جو تمہاری طرح عاجز مخلوق نہیں۔ بلکہ سب کا خالق اور بڑی بلند شان والا ہے۔ اب تم خود ہی سوچ سکتے ہو کہ اس کا رویہ تمہارے حق میں کیا ہونا چاہئے؟

[۱۶] ❁ **بارش کے نظام میں اللہ کی نشانیاں:۔** یعنی آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے جو زمینی پیداوار اور تمہارے رزق کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس پورے نظام پر اگر غور کیا جائے کہ اس کائنات میں کون سی قوتیں سرگرم عمل ہوتی ہیں جن کے نتیجے میں بارش برستی ہے پھر اس بارش سے رزق حاصل ہونے تک کون کون سی کائناتی اور زمینی قوتیں کام میں لگی رہتی ہیں۔ کس طرح سورج کی حرارت سے سطح سمندر پر سے آبی بخارات اوپر اٹھتے ہیں، پھر کس طرح ہوائیں انہیں اپنے دوش پر اٹھائے پھرتی ہیں اور جس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ

لہٰذا اللہ کو خالصتاً اسی کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے پکارا کرو اگرچہ کافر اسے بُرا[۱۷] ہی مانیں۔(۱۴)

وہ بلند[۱۸] درجوں والا ہے، عرش کا مالک ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح[۱۹] (وحی) نازل کرتا ہے تاکہ وہ (لوگوں کو) ملاقات کے دن[۲۰] سے ڈرائے(۱۵) جس دن سب لوگ

طرف اللہ کا حکم ہوتا ہے، لے جاتی ہیں۔ پھر یہی آبی بخارات کیونکر پھر سے بارش کے قطروں میں منتقل ہوتے ہیں۔ پھر جب کسی خطہ زمین پر بارش برستی ہے تو زمین کی تاریکیوں میں بیج کی پرورش کون کرتا ہے اور کس طرح پودے کی نہایت نرم و نازک کونپل سطح زمین کو چیرتی ہوئی باہر نکل آتی ہے۔ غرضیکہ اس نظام میں بے شمار عجائبات قدرت ہیں۔ پھر ان قوتوں کے باہمی تعاون سے جو مثبت قسم کے نتائج برآمد ہوتے ہیں اس سے از خود معلوم ہو جاتا ہے کہ ان تمام قوتوں پر کنٹرول کرنے والی صرف ایک ہی ہستی ہو سکتی ہے۔ اگر ہواؤں کا دیوتا الگ ہوتا، سورج کا الگ، بارش کا الگ اور زمین کا کوئی الگ ہوتا تو ان میں ایسا باہمی ارتباط ناممکن تھا کہ ان قوتوں سے ہمیشہ مثبت نتائج ہی حاصل ہو سکیں۔ لیکن یہ باتیں تو صرف وہ لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں جو اللہ کی ان نشانیوں میں کچھ غور و فکر بھی کرتے ہوں۔

[۱۷] ❁ کائنات کی تمام قوتیں ایک ہی حاکم اعلیٰ کے حکم کے تحت سرگرم عمل ہیں:۔ ان آیات الٰہی میں غور کرنے سے یہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ کائنات کی تمام قوتیں ایک ہی حاکم اعلیٰ کے زبردست کنٹرول کے تحت سرگرم عمل ہیں۔ لہٰذا تمہیں بھی خالصتاً اسی کی حاکمیت تسلیم کر کے باقی ساری کائنات کے ہم آہنگ ہو جانا چاہئے۔ رہے وہ لوگ جو اللہ کی ان قدرتوں میں غور و فکر گوارا ہی نہیں کرتے تو اس کی وجہ محض یہ ہے کہ ان کی آنکھوں پر غفلت، تعصب اور تقلید آباء کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ اور انہی باتوں میں مگن رہنے میں ہی وہ خوشی محسوس کرتے ہیں اور اگر انہیں حقائق کی طرف توجہ دلائی جائے تو ان کا تسلیم کرنا تو درکنار، انہیں اس طرف توجہ دلانا بھی ناگوار محسوس ہوتا ہے۔

[۱۸] یعنی وہ اتنے بلند درجات کا مالک ہے کہ مخلوق کا اس کے قریب ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چہ جائیکہ اللہ کی صفات اور ان کے اختیارات میں کسی دوسری مخلوق کے شریک ہونے کا تصور کیا جا سکے۔ اور اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مخلص اور فرمانبرداروں کے درجات کو بلند کرنے والا ہے جس حد تک کوئی شخص اللہ کا فرمانبردار بنتا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کرتا جاتا ہے اور قیامت کے دن انہیں درجات کے لحاظ سے اہل جنت کو جنت میں مقام عطا کیا جائے گا۔

[۱۹] (روح کے مختلف معانی کے لئے دیکھئے سورۃ النحل کی آیت نمبر ۲ کا حاشیہ نمبر ۳) مطلب یہ ہے کہ اللہ کو اپنے کسی بندے پر وحی بھیجنے کے سلسلہ میں تمہارے کسی مشورہ کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہی تم وحی کے ٹھیکیدار ہو کہ تمہاری مرضی کے خلاف اللہ تعالیٰ کسی کی طرف وحی نہ بھیج سکے۔ وہ خالصتاً اپنی مرضی اور اپنی صوابدید کے مطابق جس پر چاہتا ہے اپنی وحی نازل فرماتا ہے۔

[۲۰] ملاقات سے مراد بندے کی اپنے پروردگار سے ملاقات بھی ہو سکتی ہے۔ اور جنوں، انسانوں اور شیطانوں کی ایک دوسرے سے بھی۔ قیامت کے دن سب کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو جائے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بَارِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾
اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ

کھلے میدان میں ہوں گے اور ان کی کوئی بات بھی اللہ سے چھپی نہ رہے گی (اور پوچھا جائے گا کہ) آج حکومت کس[۲۱] کی ہے؟ (پھر خود ہی فرمائے گا) اللہ اکیلے کی جو سب پر غالب ہے(۱۶) آج ہر شخص کو اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کمایا ہوگا کسی پر آج ظلم[۲۲] نہیں ہوگا۔ بلاشبہ اللہ فوراً حساب لے لینے[۲۳] والا ہے۔(۱۷)

[۲۱] ❁ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کا دنیا کے بادشاہوں سے خطاب:۔ قیامت کے دن ایک وقت ایسا آئے گا جب ہر ایک کو اپنی اپنی ہی پڑی ہوگی۔ سب قیامت کی ہولناکیوں سے دہشت زدہ ہوں گے کسی کو کلام کرنے کی نہ فرصت ہوگی اور نہ جرأت۔ ہر طرف مکمل سکوت اور سناٹا چھایا ہوگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سب کو مخاطب کرکے پوچھے گا۔ آج دنیا کے بادشاہ کہاں ہیں؟ جابر کہاں ہیں اور متکبرین کہاں ہیں؟ بولو! آج کے دن بادشاہی کس کی ہے؟ اس سوال کا کوئی جواب نہ دے گا۔ حتیٰ کہ چالیس برس ایسے ہی سناٹے میں گزر جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ خود ہی اس سوال کا جواب دیں گے کہ آج بادشاہی صرف اکیلے اللہ کی ہے۔ جو ہر چیز کو دبا کے رکھے ہوئے ہے۔

[۲۲] ❁ ظلم کی ممکنہ صورتیں:۔ ظلم کی کئی صورتیں ممکن ہیں۔ مثلاً پہلی یہ کہ کسی نے ظلم نہ کیا ہو لیکن اسے خواہ مخواہ سزا دے دی جائے۔ دوسری یہ کہ جرم تو تھوڑا ہو مگر اسے سزا زیادہ دے دی جائے۔ تیسری یہ کہ آدمی مستحق تو اجر کا ہو گا مگر اسے سزا دے دی جائے۔ چوتھی یہ کہ جرم تو زید نے کیا ہو مگر اس کی سزا بکر کو دے دی جائے پانچویں یہ کہ آدمی جتنے اجر کا مستحق ہو اسے اس سے کم دیا جائے۔ چھٹی یہ کہ آدمی سزا کا مستحق ہو مگر اسے سزا نہ دی جائے اور مظلوم منہ دیکھتا رہ جائے۔ غرضیکہ ظلم کی جتنی بھی صورتیں ممکن ہیں ان میں کسی بھی صورت کا ظلم اللہ کی عدالت میں ہونے نہ پائے گا۔

[۲۳] ❁ فیصلہ میں دیر لگنے کی وجہ:۔ اللہ تعالیٰ کو ساری مخلوق کا حساب چکانے اور فیصلہ کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ اس لئے کہ دیر لگنے کی دو ہی صورتیں ممکن ہیں ایک یہ کہ انصاف کے تقاضے پورے نہ ہو رہے ہوں جیسے یہاں دنیا کی عدالتوں میں ہوتا ہے کہ کبھی مدعی حاضر نہیں ہوتا اور کبھی مدعا علیہ، کبھی گواہ غیر حاضر ہوتے ہیں اور بار بار کے نوٹسوں کے باوجود عدالت میں حاضر ہی نہیں ہوتے اور اس طرح انصاف کے تقاضے پورے کرتے کرتے ہی سالہا سال لگ جاتے ہیں۔ اللہ کی عدالت میں یہ بات نہ ہوگی۔ وہاں، مدعی، مدعا علیہ اور گواہ سب موجود اور اللہ کے علم میں ہوں گے اور جس کی ضرورت ہوگی وہ فوراً حاضر ہو جائے گا یا حاضر کر لیا جائے گا۔ دیر کی دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں قاضی ایک وقت میں ایک ہی مقدمہ کی سماعت کر سکتا ہے لیکن اللہ کے ہاں یہ معاملہ نہیں۔ وہ جس طرح بیک وقت ہر ایک کو دیکھتا، ہر ایک کی سنتا، ہر ایک کی دادرسی کرتا اور ہر ایک کو رزق دے رہا ہے۔ اسی طرح وہ بیک وقت اپنی تمام مخلوق کے مقدمات کی سماعت بھی کر سکتا ہے اور ان کے فیصلے بھی کر سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۥ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ

يُّطَاعُ ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ

ع ٢/٧ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٢٠﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا

اور (اے نبی!) انہیں قریب آ پہنچنے[٢٤] والے دن سے ڈرائیے جب غم کے مارے کلیجے منہ کو آ رہے[٢٥] ہوں گے (اس دن) ظالموں کا نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ ایسا سفارشی[٢٦] جس کی بات مانی جائے (١٨) اللہ تعالیٰ نگاہوں کی خیانت[٢٧] کو بھی جانتا ہے اور ان مخفی باتوں کو بھی جو سینوں نے چھپا رکھی ہیں (١٩) اور اللہ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ اور اللہ کے علاوہ جنہیں[٢٨] یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ بلا شبہ اللہ ہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے (٢٠) کیا ان لوگوں نے زمین

[٢٤] ❁ آزف کا لغوی مفہوم: اٰزِفَة۔ اَزِفَ میں وقت کی تنگی کا مفہوم پایا جاتا ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ گاڑی یا جہاز کے روانہ ہونے میں وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ لہٰذا جلدی کرو۔ اسی طرح قیامت کا دن جو یقینی طور پر آنے والا ہے اسے بس آیا ہی سمجھو اور اس کے لئے جو کچھ سامان کرنا ہے جلدی جلدی کر لو۔

[٢٥] ❁ کظم کا لغوی مفہوم:۔ کٰظِمِیْنَ۔ کظم سانس کی نالی کو کہتے ہیں اور کظم السقاء بمعنی مشک کو (پانی سے لبالب بھر کر اس کا منہ بند کر دینا ہے اور کاظم، کظیم اور مکظوم اس شخص کو کہتے ہیں جو غم و غصہ سے سانس کی نالی تک بھرا ہوا ہو مگر اسکا اظہار نہ کرے اور اسے دبا جائے۔ یعنی مجرموں کو اپنی دنیا کی زندگی کی کرتوتوں پر اس قدر غم ہوگا جس کی گھبراہٹ کی وجہ سے ان کے کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے۔

[٢٦] ❁ سفارش کا عوامی عقیدہ:۔ شفاعت کے متعلق مشرکوں نے جو غلط سلط عقیدے گھڑ رکھے ہیں، بالکل بے کار ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مثلاً فلاں حضرت کا دامن پکڑ لیا جائے اور اس کی بیعت کر لی جائے تو بس بیڑا پار اہے۔ وہ اللہ کے حضور سفارش کر کے ہمیں چھڑا لیں گے۔ حالانکہ قرآن کی صراحت کے مطابق یہ معلوم کرنا بھی مشکل ہے کہ جن حضرات کو وہ شفیع سمجھ رہے ہیں وہ خود کس حال میں ہوں گے۔ نیز انہیں شفاعت کی اجازت بھی ملے گی یا نہیں اور اگر بفرض محال یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انہیں اجازت مل جائے گی تو پھر بھی یہ کب لازم آتا ہے کہ اس کی بات مان بھی لی جائے گی۔ لہٰذا کسی کی شفاعت پر انحصار کرنا بالکل عبث ہے۔

[٢٧] ❁ آنکھوں کی حرکات کی اقسام:۔ آنکھوں کی بے شمار حرکات ہوتی ہیں۔ جن میں اکثر مذموم اور خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ کے ضمن میں آتی ہیں۔ مثلاً بطور طعن و تشنیع آنکھیں مارنا پھر استہزاء کی نظر اور طرح ہوتی ہے پھر آنکھوں آنکھوں میں باتیں بھی ہوتی ہیں۔ دوسروں سے آنکھیں بچا کر غیر محرم عورتوں کو بد نظری سے چوری چھپے دیکھا بھی جاتا ہے۔ اللہ آنکھوں کے ان سب قسم کے اشاروں کو بھی جانتا ہے اور دلوں میں پیدا ہونے والے جن خیالات کے نتیجہ میں آنکھیں ایسے اشارے اور حرکات کرتی ہیں وہ ان خیالات تک سے بھی واقف ہے۔

[٢٨] یعنی انصاف کے ساتھ وہی ہستی فیصلہ کر سکتی ہے جس کی وسعت علم کا یہ حال ہے کہ وہ آنکھوں کے اشاروں سے اور ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ
قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ﴿٢١﴾
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ
الْعِقَابِ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٢٣﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ

میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا کیا انجام ہوا۔ وہ ان سے قوت میں بھی زیادہ تھے۔ اور اپنی یادگاریں بھی ان سے زیادہ چھوڑ گئے تھے۔ پھر ان کے گناہوں کی وجہ سے اللہ نے انہیں پکڑ لیا۔ اور انہیں اللہ (کی گرفت) سے بچانے والا[۲۹] کوئی نہ تھا۔(۲۱)
یہ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل[۳۰] لے کر آئے تو انہوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ اللہ نے انہیں پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ یقیناً بڑی قوت والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔(۲۲) نیز ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزات اور صریح[۳۱] سند دے کر فرعون، ہامان اور قارون کی طرف بھیجا تھا(۲۳) مگر انہوں نے کہا کہ

خیالات تک سے واقف ہے جن کے تحت آنکھوں میں یہ اشارے اور حرکات پیدا ہوئیں۔ اب اللہ کے سوا دوسری ہستیاں جنہیں پکارا جاتا ہے خواہ وہ جاندار ہوں یا بے جان وہ تو خود کئی مقدمات میں مسئول ہوں گے اور کئی مقدمات میں ماخوذ ہوں گے۔ وہ بھلا دوسروں کا کیا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں جب انہیں یہ علم ہی نہ ہو کہ جس شخص کے حق میں وہ فیصلہ کرنے بیٹھے ہیں اس کے کرتوت کیا تھے تو وہ فیصلہ کیا کر سکتے ہیں؟

[۲۹] اپنی یادگار چھوڑنے کا شوق:۔ اپنی یادگار چھوڑنے کا شوق اس آدمی کو ہوتا ہے جو اپنے آپ کو کوئی بڑی چیز سمجھتا ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ اس معاملہ میں بھی ہر شخص کا ذوق الگ الگ ہے۔ ان لوگوں نے ایسی یادگاریں چھوڑیں جو ان کی شان و شوکت پر دلالت کرتی تھیں۔ پھر جب اللہ کا عذاب آیا تو نہ شان و شوکت ان کے کسی کام آئی اور نہ چھوڑی ہوئی یادگاریں۔ پھر جب دنیا میں انہیں کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکی تو آخرت میں انہیں کون بچا سکے گا۔

[۳۰] بینات کے مختلف معانی:۔ بَيِّنَاتٌ (بينة) کی جمع دراصل ایسی دلیل کو کہتے ہیں جس کے سامنے فریق ثانی لاجواب ہو جائے۔ پھر اس لفظ کا اطلاق معجزات انبیاء پر بھی ہو سکتا ہے اور قرآن کی آیات پر بھی کیونکہ بار بار کے چیلنج کے باوجود کافر قرآن کی مثل پیش نہ کر سکے تھے۔ اور ایسے عقلی دلائل پر بھی جو فریقین میں مسلم ہوں۔ اور ایسی واضح ہدایات پر بھی جنہیں دیکھ کر ہر معقول آدمی یہ سمجھ سکے کہ ایسی تعلیم کوئی جھوٹا خود غرض آدمی نہیں دے سکتا۔

[۳۱] سلطان کا مطلب:۔ سلطان کا معنی ایسی دلیل ہے جو سند یا دستاویز کی حیثیت رکھتی ہو اور جس سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ شخص جو کچھ کر رہا ہے وہ صرف اپنی ہی نہیں کسی دوسری قوت کے بل بوتے پر کر رہا ہے۔ اور ایسے حالات و واقعات موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بارہا پیش آئے تھے۔ پہلی بات تو یہی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کی حکومت کے مفرور مجرم تھے۔ اس کے باوجود آپ خود ہی سیدھے اس کے دربار میں پہنچ گئے اور اسے اللہ کا پیغام سنا کر اپنی اطاعت کی دعوت دی اور یہ بھی کہا کہ بنی اسرائیل کو آزاد کر کے میرے ہمراہ روانہ کر دے۔ اور یہ دونوں باتیں ایسی تھیں جن سے وہ جل بھن گیا تھا۔ مگر اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٢٤﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ

''یہ تو جادوگر ہے بڑا[۳۲] جھوٹا'' (۲۴) پھر جب وہ ہماری طرف سے دین حق ان کے پاس لایا تو کہنے لگے: ''جو لوگ ایمان لا کر موسیٰ کے ساتھ مل گئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دو'' مگر کافروں کی یہ چال[۳۳] ناکام ہی رہی۔(۲۵) اور فرعون کہنے لگا: ''مجھے چھوڑو[۳۴]۔

کے باوجود آپ پر ہاتھ اٹھانے یا آپ کو کوئی تکلیف پہنچانے کی جرأت نہ کر سکا اور کہا تو بس یہی کہا کہ اگر تم واقعی اللہ کے رسول ہو تو کوئی معجزہ ہے تو وہ پیش کرو۔ پھر جب بھی مصر پر کوئی عذاب نازل ہوتا تو فرعون سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے التجا کرتا ہے اگر یہ مصیبت دور ہو جائے تو میں ایمان لے آؤں گا۔ پھر جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تو وہ مصیبت ٹل بھی جاتی تھی۔ ایسی تمام باتوں سے صاف واضح ہوتا تھا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پشت پر کوئی غیبی طاقت موجود ہے۔ جس سے فرعون اور اس کے سب درباری خائف تھے اور یہی سلطان مبین کا مطلب ہے۔

[۳۲] ان کے یہ الزام محض زبانی اور دوسرے لوگوں کو مطمئن رکھنے کی غرض سے تھے آپ نے جو لاٹھی کے سانپ بن جانے اور ید بیضاء کے معجزات پیش کئے تھے اس لحاظ سے وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہہ دیتے تھے۔ اور آپ کے دعوائے رسالت کے لحاظ سے آپ کو جھوٹا کہتے تھے۔ مگر خود وہ اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نہ جادوگر ہیں اور نہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ کیونکہ جادوگر تو فرعون کے ملک میں بے شمار تھے۔ مگر کسی جادوگر سے یہ تو نہ ہو سکا کہ وہ اپنے جادو کے زور سے ملک بھر میں قحط مسلط کر دے اور جب اس سے اس قحط کو دور کرنے کی درخواست کی جائے تو وہ اپنے جادو کے زور سے بارشیں برسا کر قحط ختم کر دے۔ بلکہ جادوگروں نے ہی تو بھرے میدان میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر فرعون کی مکارانہ سازشوں کی قلعی کھول دی تھی۔

[۳۳] ❁ بنی اسرائیل کے استیصال کے لئے فرعون کا اقدام:۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کے لئے یہ سزا فرعون نے اس لئے مقرر کی تھی کہ اس طرح وہ لوگوں کو دہشت زدہ کر کے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دینے سے روک دے وہ چاہتا یہ تھا کہ اس طریقہ سے بنی اسرائیل کی قوم کا ہی استیصال کر دیا جائے مگر اس کی ان دھمکیوں اور سزاؤں کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد بڑھتی ہی گئی۔

[۳۴] ❁ فرعون کی گیدڑ بھبکی:۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں کمی ہونے کے بجائے ان کی تعداد بڑھتی ہی گئی تو فرعون نے سوچا کہ اب اس مصیبت کا ایک ہی حل ہے اور وہ یہ ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہی کو قتل کر دیا جائے۔ لیکن اس کے درباریوں نے جو صحیح صورت حال سے واقف ہو چکے تھے اسے اس کام سے منع کر دیا کہ کہیں ملک میں کوئی بڑی بغاوت نہ اٹھ کھڑی ہو، تو ان درباریوں کو فرعون نے یہ جواب دیا ہو کہ اب یہ کام کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہا۔ لہٰذا مجھے یہ کام کرنے سے مت روکو۔ اور اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے کسی نے بھی روکا نہ ہو مگر وہ محض اپنی بہادری جتلانے کے لئے یہ بات کہہ رہا ہو۔ مگر چونکہ وہ خود بھی دل میں ڈرا اور سہا ہوا تھا اس لئے وہ اس طرح بات کر رہا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ
الْفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ
ع ۳ الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن

میں خود موسیٰ کو قتل کئے دیتا ہوں اور وہ اپنے پروردگار کو پکار کر دیکھ لے۔ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ یہ تمہارے دین کو بدل ڈالے گا[۳۵] یا ملک میں فساد[۳۶] بپا کر دے گا" (۲۶)

اور موسیٰ نے کہا، میں نے اپنے اور تمہارے پروردگار کی ہر ایسے متکبر سے جو روزِ[۳۷] حساب پر ایمان نہیں رکھتا، پناہ لے لی ہے۔(۲۷) اور (اس موقعہ پر) آل فرعون میں سے ایک مومن آدمی، جو اپنا ایمان چھپائے[۳۸] ہوئے تھا، بول اٹھا: "کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ

ورنہ اگر وہ خود خائف نہ ہوتا اور اس کام کا ارادہ کر لیتا تو اسے کون روکنے والا تھا۔؟

[۳۵] ۞ دین سے مراد تمدن اور ملکی نظام ہے:۔ یہاں دین سے مراد صرف سورج دیوتا یا ہبل کی پوجا ہی نہیں بلکہ پورے کا پورا نظام سلطنت اور نظام تمدن ہے۔ یعنی فرعون کو اصل خطرہ تو یہ تھا کہ کہیں اس ملک کی فرمانروائی اس سے چھن نہ جائے۔ مگر اس نے اس بات کو مکار سیاسی لیڈروں کے انداز میں پیش کیا کہ تمہارا دین، جس سے تمہیں محبت ہے۔ وہی نہ بدل ڈالے، جیسے ہمارے ہاں سیاسی لیڈر ایسے بیان دیتے رہتے ہیں کہ عوام یہ چاہتے ہیں کہ جلد از جلد نئے انتخابات کرائے جائیں۔ حالانکہ عوام بیچارے آئے دن کے انتخابات سے پہلے ہی بیزار بیٹھے ہوتے ہیں۔

[۳۶] یعنی اگر وہ اس نظام کو بدل نہ سکے تب بھی یہ خطرہ ضرور ہے کہ ملک میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ لہٰذا تحفظ امن عامہ کی خاطر ضروری ہے کہ جیسے بھی بن پڑے موسیٰ کو قتل کر کے ان آنے والی پریشانیوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔

[۳۷] ۞ متکبر اور ظالم وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو آخرت کے منکر ہوں:۔ فرعون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی بات خواہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں کی ہو یا انہیں کسی واسطہ سے فرعون کی اس دھمکی کا علم ہوا ہو۔ بہر حال جب انہوں نے یہ بات سنی تو اپنی قوم سے کہنے لگے: مجھے فرعون کی ایسی دھمکیوں کی کچھ بھی پروا نہیں۔ فرعون اکیلا تو کیا دنیا بھر کے متکبر اور جبار جمع ہو جائیں تب بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ میں اپنے آپ کو اپنے پروردگار کی پناہ میں دے چکا ہوں اور وہ مجھے ان کے شر سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ ضمناً اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ متکبر، جابر اور ظالم صرف وہ لوگ ہی ہو سکتے ہیں جو روزِ آخرت پر ایمان نہ رکھتے ہوں۔

[۳۸] ۞ اپنے ایمان کو چھپانے والا مرد مومن:۔ کہتے ہیں کہ یہ شخص فرعون کا چچازاد بھائی تھا۔ یا کوئی اور بھی ہو تو کم از کم فرعون کے درباریوں اور قریبی لوگوں میں سے تھا۔ اور وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا۔ بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام سے جب ایک قبطی مارا گیا تھا تو اسی شخص نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی تھی کہ تمہارے قتل کے منصوبے ہو رہے ہیں لہٰذا جلد از جلد یہاں سے بھاگ جاؤ۔ اس وقت اگرچہ موسیٰ علیہ السلام نبی نہیں تھے اور اس وقت آپ پر ایمان کا سوال بھی پیدا نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَّقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلائل[۳۹] لے کر آیا ہے؟ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو جس (عذاب) کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے اس کا کچھ نہ کچھ حصہ تمہیں پہنچ کے[۴۰] رہے گا۔ اللہ یقیناً ایسے شخص کو راہ پر نہیں لاتا جو حد سے بڑھنے[۴۱] والا اور کذاب ہو (۲۸)

ہوتا تھا۔ تاہم وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے اخلاق و عادات سے متاثر تھا اور اسی لئے آپ کا ہمدرد بھی تھا اس جملہ سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ فرعون کی سختیوں کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اندر ہی اندر پھیل گئی تھی۔ حتیٰ کہ فرعون کے ایوانوں تک پہنچ گئی تھی۔ اور دوسری یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی ایماندار شخص کافر معاشرہ کے دباؤ کی وجہ سے اپنے ایمان کو ظاہر نہ کرے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

[۳۹] **فرعون اور مردِ مومن کا مکالمہ:۔** جب فرعون نے بھرے دربار میں یہ بات کہی تو اس مردِ مومن سے ضبط نہ ہو سکا اور فوراً بول اٹھا کہ جس شخص کو تم قتل کرنے کے درپے ہو آخر اس کا جرم کیا ہے۔ جس کی بنا پر تم اسے قتل کرتے ہو؟ کیا اس کا یہی جرم نہیں کہ وہ تمہیں پروردگار کی طرف بلاتا ہے۔ پھر اس کے پاس واضح دلائل موجود ہیں، جنہیں تم بھی جانتے ہو، کہ وہ اپنے قول میں سچا ہے۔ کیا یہ ایسا ہی جرم ہے کہ اسے مستوجب قتل قرار دیا جائے؟

[۴۰] اس مردِ مومن نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اس کی دعوت کے متعلق دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنے قول میں جھوٹا ہو۔ اس صورت میں تم اتنی فکر کیوں کرتے ہو؟ جھوٹ کے پاؤں کہاں ہوتے ہیں وہ جلد یا بدیر اپنی موت آپ ہی مر جائیگا۔ اور اگر وہ سچا ہوا اور تم نے اسے قتل کر دیا تو پھر سمجھ لو کہ تمہاری خیر نہیں۔ پھر تو جس عذاب کی وہ تمہیں دھمکی دیتا ہے وہ لازماً تم پر نازل ہو کے رہے گا۔ لہٰذا میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے۔

[۴۱] یہ جملہ جو اس مردِ مومن نے بولا یہ جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر فٹ آتا تھا ایسے ہی فرعون پر آتا تھا۔ یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ جھوٹ سے کام لے رہے ہیں کہ اس کام میں اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ تم سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے ہو تو یاد رکھو اللہ ایسے شخص کو کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا اور وہ سچا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جھوٹے تم ہو اور جھوٹا ہونے کے باوجود اس حد تک آگے بڑھے جا رہے ہو کہ اسے قتل کرنا چاہتے ہو تو پھر تمہارا بیڑا غرق ہو کے رہے گا۔

**عقبہ بن ابی معیط کا آپ کا گلا گھونٹنا:۔** بالکل ایسا ہی ایک واقعہ دورِ نبوی ﷺ میں پیش آیا۔ ایک بدبخت مشرک عقبہ بن ابی معیط نے آپ علیہ السلام کو ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اتفاق سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ موقعہ پر پہنچ گئے تو انہوں نے بھی اس موقعہ پر یہی آیت پڑھی تھی۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہے:

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا: "مجھے بتاؤ کہ مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا
قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ
اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ

”اے میری قوم! آج تمہاری ہی حکومت ہے اور ملک میں تم ہی غالب ہو لیکن اگر اللہ کا عذاب آجائے تو کون ہماری مدد[۴۲] کرے گا؟“ فرعون کہنے لگا ”میں تو تمہیں وہی کچھ دکھاتا ہوں جو خود دیکھ[۴۳] رہا ہوں اور میں تمہیں وہی راہ دکھاتا ہوں جو بھلائی کی راہ ہے“ (۲۹)

اور جو شخص ایمان لایا تھا وہ کہنے لگا ”اے میری قوم مجھے ڈر ہے کہ تم پر بھی ایسا دن نہ آجائے جیسا (رسولوں کے مخالف) جتھوں پر آیا تھا۔ (۳۰) جیسے قوم نوح، عاد، ثمود، اور ان کے بعد آنے والوں کی بری حالت[۴۴] ہوئی

سب سے زیادہ جو تکلیف دی وہ کیا تھی؟ وہ کہنے لگے کہ ”ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا، آپ ﷺ کے مونڈھے کو پکڑا پھر آپ ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر مروڑا دیا اور اتنی زور سے گلا گھونٹا (جیسے مار ہی ڈالے گا) اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے، انہوں نے عقبہ کا مونڈھا تھاما اور آپ ﷺ سے اس کو پرے دھکیل دیا اور فرمایا ”کیا تم اس شخص کو صرف اس لئے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے، حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح نشانیاں بھی لے کر آیا ہے“ (بخاری۔ کتاب التفسیر)

[۴۲] کیا تم اس کے قتل کی بات محض اس لئے کرتے ہو کہ آج تمہارے ہاتھ میں حکومت ہے اور اگر تم ایسا کر بھی لو گے تو تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ لیکن اگر وہ سچا ہوا اور ہم پر اللہ کی طرف سے عذاب آگیا تو اس وقت تمہاری یہ حکومت کسی کام نہ آئے گی۔ اور سب تباہ ہو جائیں گے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک بھی اس نے اپنا ایمان ظاہر نہ کیا تھا۔ اور فرعون اور اس کے درباریوں سے غیر جانبدار رہ کر ناصحانہ قسم کی باتیں کر رہا تھا۔

[۴۳] فرعون کے اس جملہ سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ فرعون اسے تاحال اپنا مخالف یا مومن نہیں سمجھتا تھا بلکہ اسے اپنا ناصح ہی سمجھ رہا تھا۔ اسی لئے اس نے اس مردِ مومن کو یہ جواب دیا کہ مجھے تو اسی بات میں بھلائی نظر آتی ہے کہ اس شخص کو قتل کر دینا ہی بہتر ہے اور میں اپنی سمجھ اور بصیرت کے مطابق جو حالات سامنے دیکھ رہا ہوں وہی تمہیں بتا رہا ہوں اور اسی میں تمہاری بھلائی سمجھتا ہوں۔

[۴۴] فرعون کے جواب سے اس مردِ مومن کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ فرعون نے اس کی نصیحت کا خاک بھی اثر قبول نہیں کیا۔ اور اس کے خیالات میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی تو اس نے مزید وضاحت سے سمجھانا شروع کیا اور کہا کہ تم سے پہلے بہت سی ایسی قومیں گزر چکی ہیں جو شان و شوکت میں تم سے بھی بڑھ کر تھیں۔ جیسے قوم نوح، عاد اور ثمود وغیرہ، ان لوگوں نے بھی اپنے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور ان کے درپے آزار ہو گئے تھے جس کے نتیجہ میں ان پر عذاب آیا جس نے انہیں تباہ کر کے رکھ دیا تھا اور مجھے یہ خدشہ ہے کہ ہم پر بھی کہیں ایسا ہی عذاب نازل نہ ہو جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَّ ثَمُوۡدَ وَ الَّذِیۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ ؕ وَ مَا اللّٰہُ یُرِیۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ یَوۡمَ التَّنَادِ ﴿ۙ۳۲﴾ یَوۡمَ تُوَلُّوۡنَ مُدۡبِرِیۡنَ ۚ مَا لَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ عَاصِمٍ ۚ وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ ہَادٍ ﴿۳۳﴾ وَ لَقَدۡ جَآءَکُمۡ یُوۡسُفُ مِنۡ قَبۡلُ بِالۡبَیِّنٰتِ فَمَا زِلۡتُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّمَّا

تھی۔ اور اللہ تو یہ نہیں چاہتا کہ (اپنے) بندوں پر ظلم[۴۵] کرے (۳۱) اے میری قوم! میں تم پر آہ و فغان کے دن[۴۶] (کے آنے) سے ڈرتا ہوں (۳۲) جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگے بھاگے پھرو گے مگر تمہیں اللہ سے[۴۷] کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں (۳۳) اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس واضح دلائل لے کر آئے تھے، مگر جو کچھ وہ لائے اس کے متعلق تم شک[۴۸] ہی میں پڑے رہے۔

[۴۵] پیغمبر اللہ کے سفیر ہوتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں پر ظلم کرنے یا ان پر عذاب نازل کرنے کا شوق ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ بندوں کے اپنے ہی اعمال ہوتے ہیں جو سزا کا موجب بن جاتے ہیں جیسے دنیا کی کوئی حکومت بھی یہ گوارا نہیں کرتی کہ اس کے سفیر کو رسوا کیا جائے یا اسے قتل ہی کر دیا جائے۔ بلکہ فوراً انتقام لینے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ تو بھلا اللہ تعالیٰ جو سب پر غالب ہے اور انتقام لینے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ وہ اپنے رسولوں کو رسوا ہوتا دیکھ کر ان کی مدد نہ کرے گا اور رسوا کرنے والوں سے انتقام نہ لے گا؟

[۴۶] یوم التناد کے مختلف مفہوم:۔ اکثر مفسرین نے ﴿یَوۡمَ التَّنَادِ﴾ سے مراد قیامت کا دن لیا ہے جس دن تابعداری کرنے والے اپنے بڑوں (مطاع حضرات) کے متعلق فریاد کر رہے ہوں گے۔ مظلوم ظالم کو پکڑے ہوئے فریاد کر رہا ہوگا۔ عابد اپنے معبودوں سے نالاں ہوں گے وغیرہ یا اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہل جنت اہل دوزخ سے، اہل اعراف اہل دوزخ سے، دوزخی آپس میں جنتی آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہوں گے لیکن جن مفسرین نے ﴿یوم التناد﴾ سے مراد عذابِ الٰہی کے نازل ہونے کا دن مراد لیا ہے۔ وہ ربطِ مضمون کے لحاظ سے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یعنی عذابِ الٰہی کے وقت وہ سب آہ و فغاں کرتے ہوں گے اور اسی حال میں ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔

[۴۷] اس سے مراد قیامت کا دن بھی ہو سکتا ہے اور کسی قوم پر عذاب کا دن بھی۔ لیکن اس وقت اگر کوئی پیٹھ پھیر کر بھاگنا بھی چاہے تو وہ اللہ کی گرفت سے کبھی بچ نہیں سکتا۔

[۴۸] یوسف علیہ السلام کے متعلق افراط و تفریط کی انتہا:۔ یہ بھی اس مرد مومن کی تقریر کا حصہ ہے۔ اس نے درباریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اس ملک مصر میں یوسف علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ جن کی حسن تدبیر سے یہ ملک سات سالہ قحط کے دور میں امن کے ساتھ گزر بسر کرتا رہا اور آس پاس کے ملکوں کو بھی غلہ مہیا کرتا رہا جن کے پاکیزہ سیرت و اخلاق سے بادشاہ مصر اس قدر متاثر ہوا تھا کہ اس نے حکومت ہی سیدنا یوسف علیہ السلام کے حوالہ کر دی تھی اور جن کا دور حکومت عدل و انصاف کے لحاظ سے تم بہترین دور تسلیم کرتے ہو لیکن ان سب باتوں کے باوجود ان کے جیتے جی تم شک و شبہ میں ہی پڑے رہے اور ان پر ایمان نہ لائے۔ یہ تمہاری ایک انتہا تھی۔ پھر جب وہ فوت ہو گئے تو تم نے ان کی شان یوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ
مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ
لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ

یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئے تو تم کہنے لگے کہ اس کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اسی طرح اللہ ایسے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے جو حد سے بڑھنے والے اور شک کرنے والے ہوں (۳۴) جو اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی دلیل [۴۹] آئی ہو۔ یہ چیز اللہ اور ایمانداروں کے نزدیک بڑی بیزاری کی بات ہے۔ اسی طرح اللہ ہر تکبر کرنے والے سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے" (۳۵)

اور فرعون کہنے لگا: "اے ہامان! میرے لئے ایک بلند عمارت بناؤ تاکہ میں ان راستوں تک پہنچ سکوں (۳۶) جو آسمانوں کے راستے ہیں، پھر موسیٰ کے الٰہ کی طرف جھانک سکوں اور میں تو اسے جھوٹا ہی خیال [۵۰] کرتا ہوں۔

بڑھا چڑھا کر بیان کرنا شروع کی کہ یوں کہنے لگے کہ اب سیدنا یوسف علیہ السلام جیسا رسول کہاں آئے گا؟ اور یہ خیال کر کے باقی جو انبیاء آئے انہیں جھٹلانا شروع کر دیا۔ یہ تمہاری دوسری انتہا تھی۔ اور آج تم سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کا بھی انکار کر رہے ہو۔ وہ بھی تمہاری غلط روش تھی اور یہ موجودہ روش بھی غلط ہے۔ وہ بھی حق کا انکار تھا' یہ بھی حق کا انکار ہے۔ اس وقت بھی تم شک میں پڑے رہے اور اب بھی شک میں پڑے ہوئے ہو۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں گمراہی لکھی ہوتی ہے۔

[۴۹] **گمراہ ہونے والوں کی صفات:۔** گمراہ ہونے والوں کی دو صفات تو اوپر مذکور ہو چکیں۔ ایک یہ کہ حق سے انکار کرتے اور اپنی بداخلاقی اور فسق و فجور میں بہت آگے نکل جاتے ہیں۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم جس کا اکثر حصہ توحید اور آخرت۔ کے متعلق ہوتا ہے' سے ہمیشہ شک و شبہ میں مبتلا رہتے ہیں اور ان کی تیسری صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی آیات کا مذاق اڑاتے اور ان میں اس طرح کج بحثی کرتے ہیں جس کی بنیاد نہ کسی عقلی دلیل پر ہوتی ہے اور نہ نقلی دلیل پر۔ اور اس کی وجہ محض ان کی ضد، ہٹ دھرمی اور تکبر یا پندار نفس ہوتا ہے۔ ان کی یہ صورت حال اللہ اور مومنوں کے نزدیک انتہائی نفرت انگیز ہوتی ہے اور جو انسان اس حالت کو پہنچ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر ٹھپہ لگا دیتا ہے جس کے بعد ان کے دلوں میں ہدایت اور بھلائی کی بات داخل ہو ہی نہیں سکتی۔

[۵۰] **ہامان کو بلند عمارت بنانے کے لئے کہنا:۔** فرعون نے اس مرد مومن کی باتوں کا کچھ اثر نہ لیا اور نہایت متکبرانہ شان سے اپنے وزیر ہامان سے کہنے لگا ہامان! ایک بلند عمارت تعمیر کراؤ۔ تاکہ میں یہ تو دیکھوں کہ جس الٰہ کی موسیٰ علیہ السلام بات کرتا ہے وہ ہے کہاں اور کتنی بلندی پر رہتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے سورہ قصص کی آیت نمبر ۳۸ کا حاشیہ نمبر ۵۰ دیکھئے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ ع
وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ ج يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ

اس طرح فرعون کی بدعملی اس کے لئے خوشنما[۵۱] بنادی گئی اور وہ راہ راست سے روک دیا گیا۔ اور فرعون کی چال بازی[۵۲] میں اس کی اپنی ہی تباہی (مضمر) تھی۔ (۳۷)

اور جو شخص ایمان لایا تھا، وہ کہنے لگا: ''اے میری قوم! میری پیروی کرو تو میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاؤں گا (۳۸) اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی تو بس چند روزہ ہے اور ہمیشہ کے قیام کا گھر آخرت[۵۳] ہی ہے۔ (۳۹) جو شخص برائی کرے گا اسے اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا اور جو نیک عمل کرے گا

[۵۱] یعنی فرعون جو بھی بنی اسرائیل پر ظلم ڈھارہا تھا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت میں جو بھی ہتھکنڈے استعمال کررہا تھا وہ سب اسے اچھے ہی لگتے تھے اور وہ انہیں اپنی حسنِ تدبیر پر محمول کرتا تھا۔ برے کام کرتے کرتے اس کی کچھ ایسی مت ماری گئی تھی اور ایسی مضحکہ خیز حرکتیں کرنے لگا تھا جس کے بعد اس کے راہِ راست پر آنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہ گئی تھی۔

[۵۲] ۞ فرعون کی وہ مکارانہ چالیں جن میں وہ خود گھر گیا:۔ فرعون دل سے یہ سمجھ چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام فی الواقع اللہ کے رسول ہیں اور یہ اسے پہلے دن ہی یقین ہو گیا تھا۔ مگر وہ اپنے اقتدار اور اپنی سلطنت کو بچانے کے لئے ہمیشہ مکارانہ چالیں ہی چلتا رہا اس کی پہلی چالاکی یہ تھی کہ اس نے لوگوں کو یہ تاثر دینا چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات بس جادو کے کرشمے ہی ہیں۔ اور اپنی اس چال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جادوگروں سے مقابلہ کا ڈھونگ رچایا۔ پھر جب جادوگروں نے یہ تسلیم کر لیا کہ موسیٰ علیہ السلام جو کچھ لائے ہیں وہ جادو نہیں بلکہ فی الواقع اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ معجزات ہیں اور انہوں نے بھرے مجمع میں اپنے ایمان کا اعلان بھی کر دیا تو لوگوں کو ان اثرات سے بچانے کے لئے جادوگروں پر یہ الزام لگا دیا کہ تم تو خود اندر سے موسیٰ علیہ السلام سے ملے ہوئے ہو وہ تمہارا گرو ہے اور تم اس کے چیلے ہو اور میں تمہیں ایسی اور ایسی سزائیں دوں گا۔ لیکن فرعون کی اس دھمکی کا بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ اور لوگ چوری چھپے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے رہے پھر اس نے اعلان کروایا کہ جو لوگ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے میں ان کے بچوں کو قتل کر دوں گا۔ پھر اس قضیہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قتل کے منصوبے بنانے لگا۔ انہی ایام میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم ہو گیا۔ اب اگر وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب نہ کرتا تو زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا کہ بنی اسرائیل اس کے ہاتھ سے نکل جاتے۔ وہ خود تو نہ غرق ہوتا اور نہ اس کی سلطنت ہاتھ سے جاتی مگر اس کی تدبیر اسے اس کی تباہی کی طرف ہی دھکیلتی رہی۔

[۵۳] اب وہ مردِ مومن کھل کر سامنے آتا ہے۔ فرعون نے کہا تھا کہ میں اپنی بصیرت کے مطابق جو راہ بھلائی کی دیکھتا ہوں وہی تمہیں بتا رہا ہوں۔ اس مردِ مومن نے فرعون کی اس بات کے جواب میں کہا کہ بھلائی کی راہ وہ نہیں جو تم کہتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے بلکہ بھلائی کی راہ چاہتے ہو تو میری بات مانو۔ میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاتا ہوں اور وہ راہ یہ ہے کہ یہ دنیا چند روزہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا
بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِيْ
لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا
تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ

خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو، تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں انہیں بلا حساب رزق دیا جائے گا(۴۰) اے میری قوم! کیا بات ہے کہ میں تو تمہیں نجات[۵۴] کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔(۴۱) تم مجھے یہ دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ سے کفر کروں اور ایسی چیزوں کو اس کا شریک بناؤں جن کے متعلق مجھے کچھ علم[۵۵] نہیں حالانکہ میں تمہیں اس کی طرف بلاتا ہوں جو سب پر غالب ہے اور بخشنے والا ہے۔(۴۲) اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جس کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو اسے پکارنے کا نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہے[۵۶] اور نہ آخرت میں۔ اور یہ کہ ہماری واپسی اللہ کی طرف ہے

ہے عیش و آرام سے گزر جائے تو بھی کوئی بات نہیں اور تنگی ترشی میں گزرے تو بھی گزر ہی جائے گی فکر تو اخروی زندگی کی کرنی چاہئے جو دائمی اور لازوال ہے۔ یہ دنیا تو صرف دار الامتحان ہے۔ پھر اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبرداروں کے لئے بہت مراعات ملحوظ رکھی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی برا کام کرے گا تو اسے اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا اور کوئی اچھے کام کرے گا تو اس کا بہت ہی زیادہ اجر دیا جائے گا لہٰذا دنیا کی اس چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھو اور زیادہ سے زیادہ اچھے کام کر کے اجر عظیم کے مستحق بن جاؤ۔

[۵۴] ۞ مرد مومن کی تقریر:۔ یہ ہے تمہاری بھلائی، خیر خواہی اور نجات کا راستہ کہ اللہ کے رسول پر ایمان لے آؤ اور نیک اعمال بجا لاؤ وہ بھلائی کی راہ نہیں کہ رسول کی دعوت کا نہ صرف یہ کہ انکار ہی کر دیا جائے بلکہ اسے قتل کرنے کے ارادے کئے جانے لگیں۔ یہ بھلائی کی راہ نہیں یہ تو جہنم کی راہ ہے۔

[۵۵] تم یہ چاہتے ہو کہ میں بھی تمہاری طرح سورج دیوتا کے آگے سر جھکاؤں اور گئوماتا کی پوجا کروں میری معلومات کی حد تک ایسی چیزوں کی پرستش کے لئے تم کوئی عقلی دلیل پیش نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی الہامی کتاب سے یہ ثابت کر سکتے ہو یہ چیزیں بھی عبادت کے لائق ہیں۔ یہ تو بس باپ دادا کی تقلید کی اندھی روش ہے پھر تم یہ بھی چاہتے ہو کہ میں ایسے نظام حکومت کا کل پرزہ بن کر رہوں جو رسولوں کی مخالفت پر اتر آئی ہے۔ اور طبقاتی تقسیم کو ہوا دے کر بنی اسرائیل پر بے پناہ مظالم ڈھا رہی ہے۔ میں ان باتوں سے سخت بیزار ہوں۔ اس کے بجائے میں تمہیں اس پروردگار کی عبادت اور اطاعت کی طرف دعوت دیتا ہوں جس نے کائنات کی ہر چیز کو صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ ان پر پوری طرح کنٹرول بھی رکھے ہوئے ہے۔ اور جو شخص اس کی طرف رجوع کرے اس کے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔

[۵۶] اس جملہ کے کئی مطلب ہو سکتے ہیں۔ پہلا تو وہی مطلب ہے جو ترجمہ سے واضح ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ

اور بلاشبہ حد[۵۷] سے بڑھنے والے ہی دوزخی ہیں۔(۴۳) جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں عنقریب تم اسے یاد[۵۸] کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بلاشبہ اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔" (۴۴) ان لوگوں نے جو چالیں اس مردِ مومن کے خلاف چلی تھیں[۵۹] اللہ نے ان سے اسے بچا لیا اور آلِ فرعون

کو نہ دنیا میں یہ حق پہنچتا ہے نہ آخرت میں کہ ان کی خدائی تسلیم کرنے کے لئے لوگوں کو دعوت دی جائے۔ تیسرا یہ کہ انہیں تو لوگوں نے زبردستی خدا بنا رکھا ہے ورنہ وہ خود نہ اس دنیا میں خدائی کے مدعی ہیں، نہ آخرت میں یہ دعویٰ لے کر اٹھیں گے کہ ہم بھی تو خدا تھے ہمیں کیوں نہ مانا گیا۔

[۵۷] اگرچہ ہر کام میں حد اعتدال سے آگے نکل جانے کو اسراف کہہ سکتے ہیں مگر یہاں مُسْرِفِيْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو عاجز مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے اختیارات و تصرفات میں شریک بنا لیتے ہیں۔ ایسے مسرفین ہی وہ دوزخی ہیں جنہیں کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔

[۵۸] ۞ مردِ مومن کی تقریر کا فرعون پر رد عمل:۔ اس مرد مومن کی تقریر کا یہ آخری حصہ ہے اور اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اس نے یہ تقریر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر کی تھی۔ اور یہ کہ اب فرعون اسے کسی قیمت پر زندہ نہیں رہنے دے گا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ مردِ مومن کسی معمولی عہدے پر فائز نہ تھا بلکہ کسی انتہائی نازک اور ذمہ دارانہ منصب اس کے سپرد تھا۔ جسے فرعون فوری طور پر گرفتار کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ فرعون کو یہ تو معلوم ہو چکا تھا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اس کی انتہائی پابندیوں اور سختیوں کے باوجود ایوان بالا تک سرایت کر چکی ہے۔ لہٰذا اب یہ معاملہ صرف اکیلے اس مرد مومن کا یا موسیٰ علیہ السلام ہی کے قتل کا نہ رہا تھا بلکہ اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ دعوت اسلامی کے اثرات اس کے اپنے دربار اور اس کی اپنی آل میں کہاں تک نفوذ کر چکے ہیں اس لئے سردست اس نے ان دونوں کو التواء میں ڈال دیا کہ مبادا ان دونوں میں سے کسی ایک یا دونوں کو قتل کرنے سے کوئی ایسا ہنگامہ نہ اٹھ کھڑا ہو جس پر بعد میں قابو نہ پایا جا سکے۔ اور تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو کچھ اس مرد مومن کے دل میں تھا وہ اس نے پوری جرأت کے ساتھ برملا کہہ ڈالا۔ اور اپنی سچائی کی مزید توثیق کے لئے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ عنقریب تم لوگ میری باتوں کو یاد کرو گے کہ جو کچھ اس آدمی نے باتیں کہی تھیں وہ فی الواقع درست تھیں۔ عنقریب سے مراد روز آخرت بھی ہو سکتا ہے اور وہ دن بھی جبکہ آلِ فرعون پر عذاب آیا تھا اور وہ بحیرہ قلزم میں غرق کر دیئے گئے تھے۔

[۵۹] معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فرعون اس مردِ مومن کو فوری طور پر قتل نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ اس کو گرفتار کر کے اسے جسمانی تعذیب دینا چاہتا تھا تاکہ اس سے وہ سب باتیں اگلوا لے جن باتوں کی اسے ضرورت تھی۔ ان لوگوں نے اس مرد مومن کے خلاف کیا چالیں چلی تھیں۔ ان کی وضاحت معلوم نہیں ہو سکی۔ بہرحال اس واقعہ کے بعد جلد ہی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم مل گیا اور یہ مردِ مومن بھی مہاجرین میں شامل تھا۔ اس طرح اسے فرعون کی چالوں سے نجات مل گئی۔ اور جب فرعون اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۟

خود ہی بُرے عذاب میں گِھر گئے۔(۴۵) وہ صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن [۶۰] قیامت قائم ہوگی

آل فرعون نے ان مہاجرین کا تعاقب کیا تو خود ہی اپنی اس چال میں پھنس گئے۔

[۶۰] فرعون اور آلِ فرعون کا انجام اور عذابِ قبر کا ثبوت:۔ ان غرق ہو کر مرنے والوں میں سے صرف فرعون کی لاش کو اللہ نے بچالیا۔ باقی سب لوگوں کی لاشیں سمندر میں آبی جانوروں کی خوراک بن گئیں یا سمندر کی تہہ میں چلی گئیں۔ فرعون کی لاش کو سمندر کی موجوں نے اللہ کے حکم سے کنارے پر پھینک دیا۔ تاکہ عامۃ الناس اس خدائی کا دعویٰ کرنے والے شہنشاہ کا حشر دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ اور یہ مدتوں ساحل سمندر پر پڑی رہی۔ اور گلی سڑی نہیں بلکہ جوں کی توں قائم رہی۔ کہتے ہیں کہ اس کے مردہ جسم پر سمندر کے نمک کی دبیز تہہ چڑھ گئی تھی جس کی وجہ سے اس کا جسم گلنے سڑنے سے محفوظ رہا۔ اب ان غرق ہونے والوں کی لاشیں خواہ سمندر کی تہہ میں ہوں یا آبی جانوروں کے پیٹ میں یا فرعون کی لاش قاہرہ کے عجائب گھر میں پڑی ہو ان سب کی ارواح غرق ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں چلی گئی تھیں۔ غرق ہونے کے دن سے لے کر قیامت تک ان ارواح کو ہر روز صبح و شام اس دوزخ پر لا کھڑا کیا جاتا ہے جس میں وہ قیامت کے دن اپنے جسموں سمیت داخل ہونے والے ہیں۔ ان کی موت سے لے کر قیامت تک کے عرصہ میں، جسے اصطلاحی زبان میں عالم برزخ کہا جاتا ہے، صرف آگ پر پیشی ہوتی ہے اور صرف ارواح کی ہوتی ہے لیکن قیامت کے دن وہ آگ میں داخل ہوں گے اور جسموں سمیت داخل ہوں گے۔ اس لحاظ سے عالمِ برزخ کا عذاب قیامت کے عذاب کی نسبت بہت ہلکا اور قیامت کا عذاب عالم برزخ کے مقابلہ میں شدید تر عذاب ہے۔

اس آیت میں عالمِ برزخ کے عذاب یا عذاب قبر کی ٹھیک ٹھیک صراحت موجود ہے لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کے ایک فرقہ نے عذاب قبر سے انکار کر دیا ہے اور ان حضرات کا تعاقب میں نے اپنی تصنیف "آئینہ پرویزیت" میں پیش کر دیا ہے۔ یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ یہاں سرِدست صرف بخاری سے چند احادیث درج کر رہا ہوں جن سے واضح طور پر عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے:

۱۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آدمی جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کرنے والے واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اسے بٹھا دیتے ہیں پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تو ان صاحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ اس سوال کے جواب میں مومن یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے۔ اللہ نے اس کے بدلہ تجھ کو جنت میں ٹھکانا دیا۔ پھر اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔ لیکن کافر یا منافق سے جب یہی سوال کیا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے؟ تو وہ کہے گا۔ میں کچھ نہیں جانتا، جو کچھ لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کچھ کہہ دیتا تھا" پھر اس سے کہا جائے گا کہ نہ تو تو خود سمجھا اور نہ سمجھانے والے کی رائے پر چلا۔ پھر اسے لوہے کے ہتھوڑے سے اتنی مار پڑتی ہے کہ وہ چلا اٹھتا ہے اور جن اور انسان کے سوا سب اس کے آس پاس والے اس کی چیخ وپکار کو سنتے ہیں" (بخاری۔ کتاب الجنائز۔ باب ماجاء فی عذاب القبر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

(تو حکم ہو گا کہ) آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو۔(۴۶) اور جب وہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑا کریں گے تو کمزور لوگ بڑا بننے[۶۱] والوں سے کہیں گے: ہم (دنیا میں) تمہارے تابع فرمان تھے تو کیا تم دوزخ کے عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا کر ہمارے کسی کام آؤ گے؟(۴۷) وہ بڑا بننے والے جواب دیں گے: ہم سب اسی میں پڑے ہیں۔ (اور) اللہ بندوں کے درمیان[۶۲] فیصلہ کر چکا ہے۔(۴۸) اور جو لوگ

۲۔ سیدنا ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سورج غروب ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر گئے وہاں ایک آواز سنی تو فرمایا "یہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے" (بخاری۔ کتاب الجنائز۔ باب التعوذ من عذاب القبر)

۳۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات میں عذاب نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک تو چغلی کھاتا پھرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک ہری ٹہنی لی۔ اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ پھر فرمایا: "امید ہے کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں ان پر عذاب ہلکا رہے" (بخاری۔ کتاب الجنائز۔ باب عذاب القبر من الغیبۃ والبول)

۴۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا مانگا کرتے تھے: "اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے، دوزخ کے عذاب سے، زندگی اور موت کی بلاؤں سے اور کانے دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں" (بخاری۔ کتاب الجنائز۔ باب التعوذ من عذاب القبر)

[۶۱] ❁ **مطیع اور مطاع کا مکالمہ:۔** بڑا بننے والوں سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کا اپنا حلقہ اثر ہو اور اس حلقہ میں اس کی بات تسلیم کی جاتی ہو۔ یہ گاؤں کے چودھری بھی ہو سکتے ہیں۔ حکمران بھی اور سرکاری درباری حضرات اور حکومت کے افسر بھی، سیاسی لیڈر بھی اور علمائے کرام اور مشائخ عظام بھی۔ جب ایسے بڑے حضرات بھی جہنم پر جا پہنچیں گے تو ان کے تابعداران سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تمہاری اطاعت کرتے رہے۔ آج جو ہمیں عذاب ہو رہا ہے اس کا کچھ حصہ تو اپنے ذمہ لو اور ہمارا بوجھ بٹاؤ اور وہ یہ بات انہیں اس لئے نہیں کہیں گے کہ وہ فی الواقع کچھ بوجھ بٹا سکتے ہیں۔ اس بات کی انہیں خوب سمجھ آچکی ہو گی کہ آج بے بسی میں دونوں فریق ایک جیسے ہیں بلکہ وہ یہ بات انہیں ذلیل کرنے کی خاطر کہیں گے اور اس لئے بھی کہ وہ اپنے اندر کی جلن کو کچھ ہلکا کر سکیں اور دل کے پھپھولے پھوڑ سکیں۔

[۶۲] بڑے حضرات جواب دیں گے کہ اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے حق میں جتنی سزا کا فیصلہ کر چکا ہے اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوٓا اَوَ
لَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۗ قَالُوْا بَلٰى ۗ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ
ع ۱۰ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ
الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾

دوزخ میں ہوں گے وہ جہنم کے محافظوں[۶۳] سے کہیں گے "اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ایک دن تو ہمارے عذاب میں کچھ تخفیف کر دے (۴۹) وہ کہیں گے "کیا تمہارے پاس رسول واضح دلائل لے کر نہیں[۶۴] آئے تھے؟" دوزخی کہیں گے "کیوں نہیں" (ضرور آئے تھے) تو وہ کہیں گے "پھر تم خود[۶۵] ہی دعا کرلو" اور کافروں کی دعا تو گم ہی ہو جانے والی[۶۶] ہے۔ (۵۰) ہم یقیناً اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں[۶۷] بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی کریں گے جب گواہ کھڑے[۶۸] ہوں گے (۵۱) جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت ہے اور برا گھر ہے (۵۲)

[۶۳] یعنی جب کمزور اور تابعداری کرنے والوں اور بڑا بننے والوں میں یہ مکالمہ ہو چکے گا تو سب مل کر دوزخ کے فرشتوں سے التجا کریں گے کہ اب تم اپنے پروردگار سے ہمارے حق میں سفارش کرو کہ وہ کسی ایک دن تو ہمارے عذاب میں کچھ تخفیف کردے۔ اسے ہی ہم اپنے لئے تعطیل یا چھٹی کا دن سمجھ لیں گے۔

[۶۴] وہ کہیں گے کہ سفارش بھی آخر کسی عذر کی بنا پر ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن تم نے معذرت کی کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی تو سفارش میں ہم کیا کہیں۔ یا تو تم یہ کہو کہ ہمارے پاس نہ رسول آئے تھے نہ ہمیں اللہ کا پیغام پہنچا تھا۔ اور جب تمہارے پاس اللہ کے رسول واضح دلائل لے کر گئے تھے اور تمہیں ہر طرح کے انجام سے مطلع کر دیا تھا تو پھر سفارش کس بنیاد پر کی جا سکتی ہے؟

[۶۵] یہ فرشتوں کا دوسرا جواب ہے۔ کہ ہمارا کام سفارش کرنا نہیں اور جو ہمارا کام ہے وہ ہم کر ہی رہے ہیں سفارش کرنا رسولوں کا کام ہے اور ان کی مخالفت کر کے تم نے انہیں پہلے ہی ناراض کر رکھا ہے۔ لہٰذا اب خود ہی دعا کر کے دیکھ لو۔

[۶۶] یعنی بے اثر، بے نتیجہ اور بے کار ثابت ہوتی ہے۔ کافروں کی پکار اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہی نہیں۔ راستے میں ہی گم ہو جاتی ہے۔

[۶۷] ❁ اللہ کی امداد کی صورتیں:۔ دنیا میں رسولوں اور مومنوں کی مدد کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے دشمنوں کو تباہ کر دیا جائے اور انہیں ظالموں کے پنجہ استبداد سے نجات دلا دی جائے۔ دوسری یہ کہ انہیں سیاسی تفوق بھی حاصل ہو جائے۔ اور تیسری یہ کہ دنیا میں انہیں کا بول بولا ہو یعنی جس مقصد کے لئے وہ کھڑے ہوتے ہیں اللہ کی مدد ان کے شامل حال رہتی ہے۔ اور حق پرستوں کی قربانیاں کسی بھی حال میں ضائع نہیں جاتیں۔ ان تینوں صورتوں میں سے کسی نبی کو صرف ایک قسم کی مدد حاصل ہوئی، کسی کو دو قسم کی اور کسی کو تینوں قسم کی۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کی طرف سے تینوں طرح کی مدد سے فیض یاب ہوئے۔

[۶۸] یعنی قیامت کے دن جب ہر نبی سے اس کی امت کے متعلق گواہی لی جائے گی۔ علاوہ ازیں ان نیک بندوں کی بھی جن کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي
الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ

ہم نے موسیٰ کو ہدایت[۶۹] عطا کی اور بنی اسرائیل کو کتاب (تورات) کا وارث بنا دیا[۷۰]۔ (۵۳) جو اہل عقل کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی۔ (۵۴) پس آپ صبر کیجئے۔ بلا شبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ کی معافی مانگئے[۷۱] اور صبح و شام اپنے پروردگار کی حمد[۷۲] کے ساتھ اس کی تسبیح کیجئے۔ (۵۵)

جو لوگ بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں ان کے دلوں

معرفت لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا گیا۔ اس دن میدان محشر میں جمع شدہ تمام لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ انبیاء اور صلحاء کا مقام عام لوگوں سے کس قدر بلند ہے۔ نیز وہ یہ بھی دیکھ لیں گے کہ اس دن جب کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے گا۔ اللہ اپنے نبیوں اور ایمانداروں کی کس طرح مدد اور حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

[۶۹] یعنی سیدنا موسیٰؑ کو فرعون جیسے جابر اور ظالم حکمران کے پاس بھیجا۔ تو ساتھ ہی ساتھ ان کی رہنمائی بھی کرتے رہے کہ اب آگے انہیں کون سا قدم اٹھانا چاہئے تا آنکہ انہیں اور ان کی مظلوم قوم کو فرعون کی چیرہ دستیوں سے نجات دلا کر انہیں کامیابی سے ہمکنار کریں۔

[۷۰] کتاب کے وارثوں کی ذمہ داریاں:۔ فرعون کی غرقابی کے بعد موسیٰؑ کو جو کتاب تورات عطا فرمائی اس میں اہل عقل و خرد کے لئے سبق حاصل کرنے کے لئے بھی بہت کچھ سامان موجود تھا اور دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے بھی وہ زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی مہیا کرتی تھی۔ ہم نے اس عظیم الشان کتاب کا بنی اسرائیل کو وارث بنایا تاکہ وہ دنیا میں ہدایت کے علمبردار بن کر اٹھیں۔ ان آیات میں دراصل مسلمانوں کو تسلی بھی دی گئی ہے اور خوشخبری بھی۔ مسلمان اس وقت ایسے ہی حالات سے دوچار تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ وہ اپنے نبی اور مسلمانوں کو اسی حال میں نہیں چھوڑے گا بلکہ قدم قدم پر ان کی رہنمائی بھی فرمائے گا۔ تا آنکہ وہ کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں پھر انہیں جو کتاب (قرآن) دی جا رہی ہے مسلمانوں کو ہی اس کا وارث بنایا جائے گا تاکہ وہ اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچائیں اور تمام لوگوں کی ہدایت کا فریضہ سرانجام دیں۔

[۷۱] انبیاء کے گناہوں سے مراد معمولی قسم کی اجتہادی لغزشیں ہیں:۔ انبیاء سے عمداً کسی گناہ کا سرزد ہونا ناممکنات سے ہے۔ ان کے گناہ سے مراد ان کی چھوٹی چھوٹی اجتہادی لغزشیں ہی ہو سکتی ہیں جو بھول چوک کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہیں اور یہ بشریت کا خاصہ ہے۔ یہاں ان لغزشوں کا تعلق یقیناً صبر سے ہے۔ جیسے آپ کو کبھی کبھی یہ خیال آ جاتا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کفار مکہ کے مطالبہ کے مطابق کوئی معجزہ عطا فرما دے تو اس سے اسلام کو کافی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ یا جب کفار آپ ﷺ سے سمجھوتہ کی راہیں ہموار کرنا چاہتے تھے تو آپ ﷺ کو ایسا خیال آنے لگا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے خیال سے بھی سختی سے روک دیا تھا۔ اس بنا پر یہاں آپ ﷺ کو پہلے صبر کی تلقین کی گئی ہے۔

[۷۲] آیت کے اس ٹکڑا میں اجمالاً پانچوں نمازوں کا ذکر آ گیا ہے۔ ایک پہلے حصہ دن کی اور چار پچھلے حصہ دن کی۔ یہ دراصل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اِنۡ فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ اِلَّا کِبۡرٌ مَّا ہُمۡ بِبَالِغِیۡہِ ۚ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ
الۡبَصِیۡرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ اَکۡبَرُ مِنۡ خَلۡقِ النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ
لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَ مَا یَسۡتَوِی الۡاَعۡمٰی وَ الۡبَصِیۡرُ ۬ۙ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا

میں تکبر بھرا [۷۳] ہوتا ہے مگر وہ اس بڑائی کو پا نہیں سکتے (جس کی وہ آرزو رکھتے ہیں) لہٰذا آپ (ان
کی شرارتوں سے) اللہ کی پناہ مانگیے [۷۴]۔ بلاشبہ وہ سب کچھ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔(۵۶) آسمانوں اور
زمین کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے [۷۵] (۵۷) نابینا
اور بینا یکساں نہیں ہو سکتے اور جو لوگ ایمان لائیں اور اچھے عمل کریں، وہ اور بدکردار [۷۶] یکساں

ان پانچ نمازوں اور ان کے اوقات کا تمہیدی حکم تھا جو بعد میں فرض کی گئیں۔

قرآن کریم میں کئی مقامات پر مشکل پڑنے پر صبر اور نماز کا اکٹھا ذکر آیا ہے۔ کیونکہ اللہ کی یاد میں جس قدر طبیعت مصروف ہو اس قدر دوسری پریشانیاں خود بخود کم ہو جاتی ہیں۔

[۷۳] ❁ **اللہ کی آیات سے مراد:۔** آیات الٰہی سے مراد یہاں دلائل توحید اور دلائل بعث بعد الموت ہیں۔ کیونکہ انہی دو باتوں میں کفار مکہ زیادہ تر تکرار کرتے تھے اور فضول قسم کی بحث اور استہزاء کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے پاس کوئی عقلی دلیل تو ہے نہیں جس کی بنیاد پر وہ مدلل بحث کر سکیں بلکہ ان کے جھگڑا کی اصل وجہ ان کا تکبر ہے۔ وہ یہ سوچتے ہیں کہ اگر ہم نے رسول کی بات مان لی تو پھر ہمیں اس کا مطیع بن کر رہنا پڑے گا۔ اور یہی پندارِ نفس ان کے ایمان لانے میں آڑے آ رہا ہے۔ مگر جس بڑا بنے رہنے کی انہیں فکر دامنگیر ہے وہ بڑائی ان کے پاس رہ نہیں سکتی۔ کیونکہ عزت اور ذلت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والا کبھی عزت نہیں پا سکتا۔ جس بلند مقام پر وہ اپنے آپ کو کھڑا سمجھ رہے ہیں لازماً انہیں اس مقام سے نیچے اترنا اور ذلیل ہونا پڑے گا۔

[۷۴] یعنی ان جھگڑا کرنے والے متکبرین کے شر سے بچنے کے لئے اللہ سے پناہ مانگتے رہیے۔ جو ان کی ہر ایک سازش اور ہر ایک شرارت کو دیکھ بھی رہا ہے اور ان کی باتوں کو سن بھی رہا ہے۔ پھر انہیں سزا دینے اور ان کے شر سے آپ کو بچانے کی پوری قدرت بھی رکھتا ہے۔

[۷۵] یہاں سے ان آیات کا آغاز ہوتا ہے جن میں یہ لوگ جھگڑا کیا کرتے تھے ان میں پہلے بعث بعد الموت کو لیا گیا ہے۔ اور سوال اس بنیاد پر کیا گیا ہے کہ کفار مکہ اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور سوال یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس قدر عظیم الجثہ مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے تو کیا انسان کو ہی دوبارہ پیدا نہ کر سکے گا؟ یہ گویا عقلی دلیل ہوئی کہ ایسا ہونا یقیناً ممکن ہے۔

[۷۶] ❁ **ایک دنیادار اور متقی کے کردار کا موازنہ:۔** یہ بعث بعد الموت پر دوسری دلیل ہے۔ یعنی ایک شخص اپنا تمام طرزِ زندگی وحی الٰہی کی روشنی میں استوار کرتا ہے۔ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِیْٓءُ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَکَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَ
لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ
یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ﴿۶۰﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ ع ۶

نہیں ہو سکتے (مگر) تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔(۵۸) بلا شبہ قیامت آنے والی ہے[۷۷] جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔(۵۹) آپ کے پروردگار نے فرمایا ہے "مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا جو لوگ میری عبادت سے ناک بھوں چڑھاتے[۷۸] ہیں عنقریب ذلیل و خوار[۷۹] ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔(۶۰) اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی[۸۰]

ہو جاتا ہے۔ پھر اپنی زندگی اور اپنی خواہشات پر کئی طرح کی پابندیاں عائد کرتا ہے جو حکم الٰہی کے مطابق ضروری تھیں۔ ہمیشہ راست بازی اور دیانتداری سے کام لیتا ہے۔ کسی کو نہ فریب دیتا ہے نہ کسی پر زیادتی کرتا ہے اور ایک شریف انسان کی طرح اللہ سے ڈرتے ہوئے محتاط زندگی گزار رہا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جس کے پاس تقلید آباء اور جہالت کی تاریکیوں کے سوا کچھ نہیں۔ اپنے نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے وہ لوگوں کے حقوق پر ڈاکے ڈالتا ہے۔ اس کی زندگی کا اصول مفاد پرستی ہوتا ہے۔ جس کی خاطر وہ ہر طرح کی زیادتی کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتا ہے۔ پھر اس کے سامنے اللہ کے حضور جواب دہی کا تصور ہوتا ہی نہیں۔ اس کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ جس طرح سے بھی اور جتنی بھی دنیا اکٹھی کر لی جائے اور عیش و عشرت کر لی جائے بس وہی غنیمت ہے۔ تو بتاؤ کہ کیا ان دونوں کا انجام ایک جیسا ہی ہونا چاہئے۔ کہ دونوں مر کر مٹی ہو جائیں۔ نہ نیک انسانوں کو ان کے اچھے اعمال کا صلہ ملے اور نہ بدکردار لوگوں کو ان کی کرتوتوں کی سزا ملے؟ اور اگر تمہارے خیال میں یہ دونوں شخص ایک جیسے نہیں اور دونوں کا انجام ایک جیسا نہ ہونا چاہئے تو پھر ضروری ہے کہ انسان کو دوسری زندگی دی جائے جس میں اسے اس کے اعمال کا اچھا یا برا بدلہ دیا جا سکے۔ گویا اصل دلیل کا ماحصل یہ تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے اور دوسری دلیل کا ماحصل یہ ہے کہ ایسا ہونا چاہئے۔

[۷۷] جہاں عقل کی حد ختم ہو جائے وہاں سے وحی کا آغاز ہوتا ہے اور وحی کی بنیاد یقینی علم پر ہے:۔ اس آیت میں بڑے زور دار الفاظ میں انسان کو اللہ تعالیٰ متنبہ فرما رہے ہیں کہ قیامت کے آنے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ آ کے رہے گی کسی کے روکنے یا نہ چاہنے سے رک نہیں سکتی۔ عقلی دلائل کا ماحصل تو یہی ہو سکتا تھا کہ فلاں چیز کا ہونا ممکن ہے یا ہونا چاہئے لیکن عقل یہ حکم نہیں لگا سکتی کہ فلاں چیز یقیناً واقع ہو کے رہے گی۔ یہ بس وحی الٰہی کا کام ہے جو کائنات کے خالق اور اس کے آغاز اور انجام سے پوری طرح واقف ہے۔ ضمناً اس سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ دین کی بنیاد محض قیاس و استدلال پر نہیں رکھی گئی بلکہ اس کی بنیاد وحی الٰہی یا یقینی علم پر رکھی گئی ہے۔

[۷۸] دعا اور عبادت ایک ہی چیز ہے بلکہ دعا عبادت کا مغز ہے:۔ اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دعا یا کسی کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے پکارنا اور عبادت ہم معنی الفاظ ہیں۔ اس آیت کے پہلے جملہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پکارا کرو میں تمہاری پکار کو قبول کرتا ہوں اور دوسرے جملہ میں فرمایا کہ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں۔ جو اس آیت پر واضح دلیل ہے کہ دعا اور عبادت ایک ہی چیز ہے پھر اس مفہوم کی تائید احادیث صحیحہ سے بھی ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا﴿اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ﴾ (یعنی پکارنا ہی اصل عبادت ہے) اور ایک مرتبہ یوں فرمایا﴿اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ﴾ (یعنی دعا ہی عبادت کا مغز یا اصل عبادت ہے) (ترمذی، ابواب التفسیر زیر آیت ہذا)

❁ دعا عبادت کیسے ہے؟ اب ہم یہ دیکھیں گے کہ دعا عبادت کیسے ہے؟ دعا کرنے والا دعا اس وقت کرتا ہے جب کسی چیز کے حصول یا کسی مصیبت کے دفعیہ کے ظاہری اسباب مفقود ہوں۔ اور جس کو پکارتا ہے وہ یہ سمجھ کر پکارتا ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہے میری پکار کو سن رہا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ اس کا باطنی اسباب پر اتنا تصرف ضرور ہے کہ وہ میری تکلیف کو رفع کر سکتا ہے یا میری حاجت پوری کر سکتا ہے۔ گویا پکاری جانے والی ہستی کا ایک تو عالم الغیب نیز سمیع و بصیر ہونا ضروری ہوا۔ اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی۔ دوسرے جب تک اسباب کائنات میں اس کا تصرف تسلیم نہ کیا جائے اس سے دعا کرنا ایک فعل عبث قرار پاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات کو کسی دوسری ہستی میں تسلیم کرنا اسے اللہ کا ہمسر یا شریک سمجھنا ہے اور یہی چیز عین شرک ہے۔ اور جس شخص نے اللہ کے علاوہ کسی دوسری ہستی کو الوہیت کا یہ مقام دے دیا تو وہ اس کے مقابلہ میں از خود بندگی کے مقام پر اتر آیا گویا پکاری جانے والی ہستی اس کی معبود بن گئی اور یہ پکارنے والا عبادت گزار اور اس کی پکار عین عبادت ہوئی۔

❁ اللہ مانگنے سے خوش اور نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے اور یہی عبادت کا خاصہ ہے: واضح رہے کہ انسان اللہ سے دعا کرتا ہے اور وہ کبھی قبول ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی، کبھی بہت مدت بعد جا کر ہوتی ہے تو اس کے کچھ آداب ہیں اور کچھ اسباب ہیں اور کچھ موانع ہیں۔ جن کی تفصیل احادیث میں مذکور ہے۔ یہاں صرف یہ بات ذہن نشین کرانا مطلوب ہے کہ دعا قبول نہ بھی ہو تو بھی اس کا بہت فائدہ ہے۔ کیونکہ دعا بذات خود عبادت ہے۔ اور جتنی دیر اس نے دعا مانگنے میں لگائی وہ مدت گویا اس نے عبادت ہی میں گزار دی۔ لہٰذا ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم اللہ سے دعا مانگتے رہیں۔ مانگتے رہیں۔ اس کا قبول کرنا نہ کرنا، یا بدیر قبول کرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تابع ہے۔ دوسری بات جو اس آیت سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ سے مانگنا اور مانگتے رہنا عین تقاضائے بندگی ہے۔ اور جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا تو یہ بات عبادت سے انکار یا تکبر کی علامت ہے۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ مانگنے سے خوش اور نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے اور یہ سب مفہوم عبادت کے لفظ میں شامل ہیں۔

[۷۹] یہ ان کے تکبر کی سزا ہوگی۔ قیامت کے دن خوب جوتے کھائیں گے اور ذلت اور رسوائی کے ساتھ جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔

[۸۰] ❁ ہر جاندار میں کام اور آرام کا خودکار نظام:۔ رات کو نہ سورج کی گرمی ستاتی ہے اور نہ ہی سورج جیسی تیز روشنی ہوتی ہے۔ تاریکی اور مناسب حد تک ٹھنڈک یہ دونوں باتیں نیند اور آرام کرنے کے لئے ساز گار ہیں۔ اور دن کو کام کاج کے لئے روشن بنایا کہ اس میں کسی مصنوعی روشنی کے بغیر ہی کام چل سکتا ہے۔ رات اور دن کو اللہ تعالیٰ نے دلیل توحید کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دن اور رات سورج کے اور زمین کے درمیان ایک انتہائی باقاعدہ نظام کی نشان دہی کرتے ہیں۔ جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سورج اور اس زمین کا خالق، مالک اور ان پر کنٹرول کرنے والی ہستی ایک ہی ہو سکتی ہے۔ اگر ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ
يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا

تاکہ تم اس میں آرام کر سکو اور دن کو روشن بنا دیا۔ اللہ تو یقیناً لوگوں پر بڑا صاحب فضل[۸۱] ہے
لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔(۶۱)
یہ ہے تمہارا پروردگار! جو ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ پھر تم
کہاں سے بہکائے جاتے ہو[۸۲] (۶۲) اسی طرح وہ لوگ بہکائے جاتے رہے ہیں جو اللہ کی آیات
کا انکار کیا کرتے تھے۔(۶۳) اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار[۸۳] اور

سیاروں کے مالک الگ الگ دیوتا ہوتے جیسا کہ مشرکوں کا خیال ہے تو یہ دن رات کا نظام کبھی باقاعدگی کے ساتھ چل نہیں سکتا تھا۔ پھر اسی رات اور دن کے نظام میں اور رات کو آرام کرنے اور دن کو کام کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حیران کن عجائبات ہیں۔ دن کو کام کرتے وقت انسان کے بے شمار خلیے ضائع اور تباہ ہوتے رہتے ہیں۔ رات کو جب انسان آرام کرتا ہے تو نیند کی حالت میں ان ضائع شدہ خلیوں کی جگہ دوسرے نئے خلیے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور جب یہ کام ٹھیک طور پر مکمل ہو چکتا ہے تو انسان جاگ اٹھتا ہے۔ گویا اس کا آرام کا وقت پورا ہو گیا۔ پھر وہ نئے سرے سے تازہ دم ہو کر صبح کو پھر سے کام کاج کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا یہ نظام خودکار ہے۔ اگر انسان کام کرنے کے بعد آرام نہ کرے تو نیند اسے جہاں بھی ہو دبا لیتی ہے اور اسے اضطراراً آرام کرنا پڑتا ہے۔ اگر پھر بھی انسان اپنے اس فطری تقاضے کو پورا نہ کرے یا پورا کرنے میں کوتاہی کرے تو انسان کی صحت تباہ ہو جاتی ہے۔

[۸۱] یعنی اللہ تعالیٰ کی تو انسان پر اس قدر عنایات ہیں۔ مگر انسان ایسا ناشکرا اور نمک حرام واقع ہوا ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے اس کے شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔

[۸۲] یعنی ایک عام اور معمولی عقل رکھنے والے انسان کو بھی ایسے سادہ اور عام فہم دلائل کی سمجھ آ سکتی ہے مگر اسے بہکانے والے کوئی اور حضرات ہیں جن کے شرکیہ رسوم کے ساتھ اپنے ذاتی مفادات وابستہ ہیں۔ ایسے ہی لوگوں نے عام الناس کو اپنے جال میں اس طرح پھنسا رکھا ہے کہ انہیں یہ سمجھ ہی نہیں آنے دیتے کہ کس خوبصورتی کے ساتھ انہیں اصل راہ سے پھیر دیا گیا ہے۔

[۸۳] ۞ زمین کے جائے قرار ہونے کے مختلف پہلو: زمین کے جائے قرار ہونے کے بھی کئی پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہچکولے کھاتی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے توازن و تناسب سے اس میں پہاڑ رکھ دیئے کہ وہ انسانوں اور تمام جانداروں کے لئے جائے قرار بن گئی۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان اسی زمین پر پیدا ہوتا ہے اسی پر زندگی گزارتا ہے اسی میں مرنے کے بعد دفن ہوتا ہے اور تیسرا پہلو یہ ہے کہ انسان کے کھانے، پینے، لباس اور دوسری تمام ضروریات اسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

آسمان کو (بمنزلہ) چھت [۸۴] بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں تو نہایت عمدہ [۸۵] بنائیں اور تمہیں پاکیزہ چیزوں [۸۶] کا رزق دیا۔ یہ (ان صفات کا مالک) ہے تمہارا پروردگار

زمین سے وابستہ ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ زمین میں ایسی خصوصیات نہ رکھ دیتا تو نہ یہاں کوئی جاندار زندہ رہ سکتا اور نہ ہی زمین جائے قرار بن سکتی تھی۔

[۸۴] آسمان ایک محفوظ چھت کیسے؟ اس مقام پر آسمان کو چھت قرار دیا گیا ہے جبکہ سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۳۲ میں اسے ﴿سَقْفًا مَّحْفُوْظًا﴾ یعنی محفوظ چھت قرار دیا گیا ہے۔ اور چھت کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آفات سماوی سے محفوظ رکھتا ہے یہی فائدہ آسمان دنیا کا ہے۔ اس وسیع کائنات میں لاتعداد سیارے، دمدار ستارے اور ٹوٹنے والے ستارے انتہائی تیز رفتاری سے تیرتے پھرتے ہیں۔ یہ آپس میں بعض دفعہ ٹکرا کر پاش پاش بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر اللہ نے ہمارے اوپر یہ محفوظ چھت بنا دی ہے۔ ورنہ عالم بالا کی آفات زمین پر بارش کی طرح برس کر زمین والوں کو تہس نہس کر دیتیں۔ اس آسمان سے گزر کر کوئی تباہ کن چیز ہم تک نہیں پہنچ سکتی۔ حتیٰ کہ آفاق کی مہلک شعاعیں بھی ہم تک نہیں پہنچ پاتیں۔ اسی وجہ سے ہم اس زمین پر امن و چین سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

[۸۵] جسمانی اعتبار سے انسان دوسرے جانوروں سے کن باتوں میں ممتاز ہے؟:۔ تمہاری شکل و صورت تمام جانداروں سے اعلیٰ قسم کی بنائی۔ دوسرے جانداروں سے انسان کی نمایاں جسمانی خصوصیات یہ ہیں کہ تمام جاندار اپنے منہ سے غذا کھاتے ہیں جبکہ انسان اپنے ہاتھ سے خوراک منہ تک لے جاتا ہے اکثر جاندار زمین پر ہی رینگتے یا چار پیروں پر چلتے ہیں۔ جبکہ انسان دو پاؤں پر چلتا ہے اور اپنا جسم سیدھا رکھ کر چلتا ہے۔ انسان کے ہاتھ اور پاؤں کثیر المقاصد ہیں جتنا کام انسان اپنے ہاتھ پاؤں سے لے سکتا ہے۔ دوسرا کوئی جاندار نہیں لے سکتا اس کے بے نظیر جسم اور جسمانی صلاحیتوں کے علاوہ جتنی ذہنی صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو بخشی ہیں وہ کسی دوسرے جاندار کو نہیں دی گئیں۔ اور یہ صلاحیتیں عطا کرنا محض اللہ کا فضل و کرم ہے جس میں کسی دیوتا، کسی نبی اور ولی اور بزرگ کا کچھ دخل نہیں ہوتا۔

[۸۶] زمین کی پیداوار کا بہترین حصہ انسان کے لئے ہے۔ زمینی پیداوار سے انسان کا بیشمار اشیاء بنا کر لطف اٹھانا:۔ جتنی بھی پیداوار زمین سے اگتی ہے اس کا بہترین حصہ انسان کی خوراک کے کام آتا ہے کسی جاندار کو اتنی عمدہ اور لذیذ چیزیں کھانے کو میسر نہیں آسکتیں۔ جتنی انسان کو یہ میسر آتی ہیں۔ یہ ٹھنڈا میٹھا اور نتھرا ہوا صاف شفاف پانی، یہ غلے، یہ پھل، یہ ترکاریاں، یہ دودھ، یہ شہد، یہ گوشت، یہ نمک مرچ اور مسالے انسان کی صرف غذا کا ہی کام نہیں دیتے بلکہ انسان ان سے اور پھر ان سے دوسری بہت چیزیں تیار کر کے زندگی کا لطف اٹھاتا ہے۔ پھر انسان خوشبودار پھولوں اور ان سے عطریات تیار کر کے جو لطف اٹھاتا ہے وہ دوسرے کسی جاندار کے حصہ میں نہیں آتے۔ یہ سب چیزیں آخر کس نے اتنی فراوانی کے ساتھ زمین پر پیدا کی ہیں اور کس نے یہ انتظام کیا ہے کہ غذا کے یہ بے حساب خزانے زمین سے پے در پے نکلتے چلے آتے ہیں اور ان میں کبھی انقطاع واقع نہیں ہوتا اگر اللہ تعالیٰ تمہارے پاکیزہ رزق کا یہ انتظام نہ فرماتا تو تم خود سوچ لو کہ تمہاری زندگی کیسی بے کیف ہوتی۔ کیا یہ بات اس امر کا صریح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رَبُّكُمْ ۖۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَاۗءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا
ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى

جو بڑا برکت والا اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔(۶۴) وہی زندہ[۸۷] ہے (جسے موت نہیں) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ لہٰذا تم خالص اسی کی حاکمیت[۸۸] تسلیم کرتے ہوئے اسے پکارا کرو۔ ہر طرح کی تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہی ہے۔(۶۵) آپ ان سے کہئے کہ مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ[۸۹] کر پکارتے ہو، جبکہ میرے پروردگار کی طرف سے میرے پاس واضح دلائل بھی آ چکے ہیں اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں اللہ رب العالمین کا فرمانبردار بن کر رہوں(۶۶) وہی تو ہے جس نے تمہیں مٹی سے، پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے سے پیدا کیا، پھر تمہیں بچے کی شکل میں (ماں کے پیٹ سے) نکالتا ہے۔ پھر (انہیں بڑھاتا ہے) تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاؤ۔ پھر (اور بڑھاتا ہے) تاکہ تم بڑھاپے کو پہنچو۔ پھر تم میں سے کسی کو پہلے ہی وفات دے دی[۹۰] جاتی ہے تاکہ تم اس مدت کو پہنچو جو تمہارے لئے مقرر ہے

ثبوت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ محض خالق ہی نہیں بلکہ وہ حکیم اور رحیم بھی ہے۔

[۸۷] ۞ اللہ کی صفات ازلی اور ابدی ہیں:۔ وہی ایک ذات ایسی ہے کہ ازل سے زندہ ہے اور ابدالآباد تک زندہ رہے گی۔ باقی سب چیزیں حادث ہیں اور وہ کسی نہ کسی وقت فنا سے دوچار ہو جائیں گی خواہ وہ جاندار ہیں یا بے جان۔ باقی تمام جانداروں کی زندگی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے جب کہ اس کی زندگی ذاتی ہے۔ لہٰذا اصل میں زندہ کہلانے کا وہی مستحق ہے پھر جس طرح اس کی زندگی ازلی اور ابدی ہے اسی طرح اس کی دوسری تمام صفات بھی ازلی ابدی ہیں۔ اور معبود برحق صرف وہی ذات ہو سکتی ہے جس کی حیات اور دوسری صفات مستقل اور دائمی ہوں۔ دوسرے کسی الٰہ میں یہ صفات موجود نہیں ہیں۔

[۸۸] اس کی تشریح کے لئے سورہ زمر کی آیت نمبر ۲ اور ۳ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔

[۸۹] ۞ دعا اور عبادت ہم معنی ہیں:۔ اس آیت میں بھی دعا اور عبادت کو ایک دوسرے کا ہم معنی قرار دیا گیا ہے۔ نیز اس آیت میں ان کافروں کو دوٹوک اور کھرا کھرا جواب دے دیا گیا ہے جو کچھ لینے اور کچھ دینے یعنی مداہنت کے اصول پر سمجھوتہ کی راہ ہموار کرنا چاہتے تھے۔

[۹۰] ۞ انسان کی تخلیق اور زندگی کے مختلف مراحل سے بعث بعد الموت پر دلیل:۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کے بے جان ذروں سے تمہارے لئے خوراک پیدا کی۔ اسی بے جان خوراک سے کئی مراحل طے کرنے کے بعد تمہارے اندر منی پیدا ہوئی اور اطباء کے قول کے مطابق منی چوتھے ہضم کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ پھر اسی منی کا قطرہ جب ماں کے رحم میں داخل ہوتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾

اور (یہ سب کچھ اس لئے ہے) تاکہ تم عقل سے کام لو۔(۶۷) وہی تو ہے جو تمہیں زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اسے اتنا ہی کہتا ہے کہ "ہو جا" تو وہ ہو جاتا[91] ہے۔(۶۸)

اور اسے رحم مادر قبول کر لیتا ہے تو اس پر کئی ادوار آتے ہیں بعد میں اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اور ایک مقررہ مدت کے بعد خوبصورت شکل اور محیر العقول صلاحیتیں لے کر رحم مادر سے باہر آ جاتا ہے۔ اس وقت وہ نہ چل سکتا ہے نہ بول سکتا ہے نہ کچھ سمجھ سکتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس میں وہ قوتیں نشوونما پانے لگتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت میں رکھ دی ہیں۔ انسان کے بڑھنے کے ساتھ اس کی عقل، اس کا فہم، اس کی جسمانی قوت، اس کا قد و قامت غرض ہر چیز بڑھتی چلی جاتی ہے۔ پھر اس پر بڑھاپے کا وقت آتا ہے تو پہلے جیسی غذائیں کھانے کے باوجود قد بڑھنا رک جاتا ہے اور دوسری قوتوں میں کمی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اور آخری مرحلہ موت ہے۔ جو کبھی تو بچپن میں ہی آ جاتی ہے، کبھی اسقاط ہو جاتا ہے کبھی جوانی میں انسان مرتا ہے اور کبھی بوڑھا کھوسٹ ہونے کے باوجود بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتا رہتا ہے مگر اسے موت نہیں آتی۔ ذرا سوچو! ان مراحل میں سے کوئی مرحلہ بھی تمہارے اپنے اختیار میں ہے۔ پھر اگر بعث بعد الموت کا ایک اور مرحلہ تم پر گزر جائے تو تم اسے کیسے محال سمجھتے ہو؟

**موت سے متعلق چند اٹل حقائق:۔** پھر موت ایک ایسا اضطراری امر اور اٹل حقیقت ہے جو اپنے اندر کئی تلخ حقائق سمیٹے ہوئے ہے۔ کوئی فقیر، کوئی امیر، کوئی بادشاہ اس کی گرفت سے نہ آج تک بچ سکا ہے نہ آئندہ بچ سکے گا۔ پھر اس کا جو وقت مقرر ہے وہ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ بعض دفعہ انسان بے شمار حوادث سے بچ نکلتا ہے اور موت کے منہ سے بچا رہتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایک معمولی سا حادثہ اس کا جان لیوا ثابت ہو جاتا ہے۔ کوئی بادشاہ کسی اعلیٰ سے اعلیٰ ہسپتال سے داخل ہو کر اور ماہر ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کرنے کے باوجود موت کے وقت کو آگے پیچھے نہیں کر سکتا۔ اور اس میں جو ایک مرد مومن اور صاحب عقل کے لئے سبق ہے وہ یہ ہے کہ دشمن اسلام طاقتیں جتنا بھی زور لگا لیں، جتنی بھی سازشیں تیار کر لیں کسی کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتیں جب تک کہ اس کی موت کا وقت نہ آئے۔ سیدنا خالد بن ولید تقریباً ایک سو جہاد کے معرکوں میں شریک ہوئے لیکن موت آئی تو بستر مرگ پر گھر میں ہی آئی۔ یہ عقیدہ ایک مجاہد میں بے پناہ جرأت پیدا کر دیتا ہے۔

پھر اس کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے ایک خطہ زمین جس میں ایک ہی قسم کا بیج ڈالا جائے۔ سیراب ایک ہی طرح کے پانی سے ہو، موسم اور آب و ہوا ایک جیسی ہو۔ نگہداشت ایک جیسی ہو اس خطہ زمین کے سارے پودے تقریباً ایک ہی جیسی پرورش اور زندگی پاتے ہیں۔ مگر ایک ہی والدین کے چھ بچے جن کی خوراک ایک، آب و ہوا ایک، گھر ایک ماں باپ ایک، لیکن عمریں سب کی جدا جدا ہوتی ہیں کوئی بچپن میں مرتا ہے، کوئی جوانی میں اور کوئی اتنا بوڑھا اور ذلیل ہو جاتا ہے کہ وہ خود چاہتا ہے کہ اللہ اسے دنیا سے اٹھا لے مگر اسے موت نہیں آتی۔ کیا یہ سب باتیں اس حقیقت کی نشاندہی نہیں کرتیں کہ کوئی قادرِ مطلق ہستی ہماری موت و حیات پر حکمران ہے۔ کسی دیوتا، کسی پیر، پیغمبر، کسی ستارے اور آستانے والے کا اس میں کچھ دخل نہیں یا کم از کم حکیم اور ڈاکٹر خود تو نہ مرتے۔ ہر کسی کی بے بسی ایک جیسی ہے تو ایسے بے بسوں کو عبادت کا مستحق کیسے قرار دیا جا سکتا ہے اور کتنے نادان ہیں وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کی خدائی تسلیم کر لیتے ہیں۔

[91] ﴿كُن فَيَكُونُ﴾ کی تشریح کے لئے دیکھئے سورہ یٰسین کی آیت نمبر ۸۲ کا حاشیہ نمبر ۴۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۟ۛ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ﴿٧١﴾

آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا، جو اللہ کی آیات میں جھگڑے کرتے ہیں؟ وہ کہاں سے پھرا دیئے[۹۲] جاتے ہیں؟(۶۹) ان لوگوں نے اس کتاب (قرآن) کو بھی جھٹلایا اور ان کتابوں کو بھی جو ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجی[۹۳] تھیں۔ عنقریب انہیں (سب کچھ) معلوم ہو جائے گا(۷۰) جبکہ ان کی گردنوں میں طوق پڑے ہوں گے اور ایسی زنجیریں جن سے پکڑ کر وہ کھولتے پانی میں گھسیٹے[۹۴] جائیں گے۔(۷۱)

[۹۲] قرآن کی آیات سے اپنے نظریات کشید کرنا اور ان میں جھگڑا اور فرقہ بازی:۔ اللہ کی آیات سے مراد آیات آفاق و انفس بھی ہو سکتی ہے جن کا قرآن نے بے شمار مقامات پر اور یہاں بھی توحید کے دلائل کے طور پر ذکر کیا ہے۔ پھر بھی مشرک لوگ ان میں جھگڑا کرتے اور اللہ کے پیاروں کو اللہ کے اختیارات میں شریک بنا لیتے ہیں اور اگر ان آیات سے مراد اللہ کے احکام و ارشادات لئے جائیں تو اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی ایک پہلو کی انتہا کو پہنچ کر ایک نظریہ قائم کر لیتے ہیں پھر جو آیات اپنے اس قائم کردہ نظریہ کے خلاف نظر آئیں ان کی تاویل کر لیتے ہیں۔ مثلاً کچھ لوگوں نے جب موت و حیات اور رزق وغیرہ کے معاملہ میں انسان کی بے بسی دیکھی تو یہ نظریہ قائم کر لیا کہ انسان مجبور محض اور قدرت کے ہاتھوں میں محض ایک کھلونے کی حیثیت رکھتا ہے پھر جن آیات سے انسان کا اختیار ثابت ہوتا تھا ان کی تاویل کر ڈالی۔ ایسے لوگوں کے مقابلہ میں کچھ دوسرے لوگ اٹھے جنہوں نے قرآن ہی کی آیات سے یہ نظریہ قائم کر لیا کہ انسان مختار مطلق ہے اور جو کام بھی وہ کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ اور ایسی آیات جن سے انسان کی بے بسی ثابت ہوتی تھی ان کی تاویل کر ڈالی۔ اس طرح اللہ کی آیات میں بحث و جدال اور ایک ہی طرف انتہا کو پہنچنے اور دوسرے پہلو سے صرف نظر کرنے کی بنا پر آغاز اسلام میں دو فرقے جبریہ اور قدریہ ایک دوسرے کے مدمقابل کے طور پر سامنے آگئے۔ وہی مسئلہ تقدیر جس پر بحث کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے سختی سے روک دیا تھا۔ اسی مسئلہ پر بحث و جدال کے نتیجہ میں یہ دو فرقے پیدا ہوئے اور اپنے اپنے نظریہ کی حمایت میں قرآن کی آیات میں بحث و جدال اور انہی سے استدلال کرنے لگے...... حالانکہ اس مسئلہ میں راہِ صواب اور راہِ اعتدال یہ ہے کہ انسان بعض معاملات میں مجبور ہے اور بعض میں مختار۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مشیت ہے اب اللہ تعالیٰ کا عدل یہ ہے کہ جس کام میں انسان مجبور ہے وہاں اس پر کوئی مؤاخذہ نہ ہو گا۔ مؤاخذہ یا باز پرس صرف اس کام کے متعلق ہو گی جس میں وہ مختار ہے۔ یا جس حد تک مختار ہے...... بعد ازاں جتنے بھی بدعی فرقے پیدا ہوئے ہر ایک نے اپنی بنائے استدلال قرآن ہی پر رکھی اور من مانی تاویل حتیٰ کہ اپنی بات کی اونچ میں آکر معنوی اور لفظی تحریف تک سے باز نہ آئے اور ایسی چند تاویلات ہم اپنے حواشی میں پیش کر چکے ہیں۔

[۹۳] کیونکہ سابقہ کتب سماوی کی بنیادی تعلیم وہی کچھ ہے جو قرآن کریم کی ہے اور ان لوگوں کا قرآن یا پہلی کتابوں کو جھٹلانا یہ ہے کہ وہ قرآن سے ہدایت لینے کے خواہشمند نہیں ہوتے بلکہ قرآن میں اپنے قائم کردہ نظریات کو داخل کرنا چاہتے ہیں۔

[۹۴] یعنی ایسے اہلِ دوزخ مشرکوں کو جب پیاس لگے گی تو فرشتے ان کو گھسیٹتے ہوئے ایسے مقام پر لے جائیں گے جہاں گرم پانی کے چشمے ابل رہے ہوں گے۔ انہیں وہاں سے گرم پانی پلانے کے بعد پھر اپنے اصل مقام پر لا کر دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔

000953

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِن دُونِ
اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾
ذَٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿٧٥﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ
جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا

پھر دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے (۷۲) پھر ان سے پوچھا جائے گا: کہاں ہیں وہ جنہیں تم اللہ کے سوا شریک بنایا کرتے تھے (۷۳) وہ کہیں گے وہ ہماری یاد سے گم ہو چکے ہیں۔ بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی چیز کو بھی پکارتے [۹۵] ہی نہ تھے۔ اللہ اسی طرح کافروں کو بھول بھلیوں [۹۶] میں ڈال دیتا ہے (۷۴) (پھر انہیں کہا جائے گا کہ) تمہارا یہ انجام اس وجہ سے ہے کہ کسی معقول وجہ کے بغیر زمین میں پھولے نہ سماتے تھے اور اکڑ اکڑ کر چلتے تھے (۷۵) (اب) دوزخ کے دروازوں میں سے داخل ہو جاؤ، تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ تکبر [۹۷] کرنے والوں کا کیسا برا ٹھکانا ہے (۷۶) پس (اے نبی!) آپ صبر کیجئے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے،

[۹۵] اس جملہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں اور وہ دونوں ہی درست ہیں۔ ایک جو ترجمہ سے واضح ہے کہ مشرک لوگ سب کچھ بھول بھلا کر اپنے شرک سے ہی یکسر انکار کر دیں گے۔ اور دوسرا یہ کہ جن چیزوں کو ہم دنیا میں پکارتے رہے فی الواقع ان کے اختیار میں کچھ بھی نہ تھا اور وہ لاشی محض تھے۔ یہ ہماری ہی غلطی تھی کہ ہم انہیں "کوئی چیز" سمجھتے رہے۔

[۹۶] ۞ مشرکین کی بدحواسی۔ ایک ہی سوال کے متضاد جوابات:۔ اس جملہ میں مشرکوں کی بدحواسی کا ذکر کیا گیا ہے کہ ایک ہی سوال کے مختلف اور متضاد جواب دیتے جائیں گے۔ سوال یہ تھا کہ آج وہ تمہارے شریک کہاں ہیں جنہیں تم اللہ کے شریک بنایا کرتے تھے اس کا ایک جواب وہ تو یہ دیں گے کہ ہمیں تو کچھ یاد نہیں پڑتا کہ ہم اللہ کے سوا کسی کو پکارا کرتے تھے اور اگر کوئی ایسی بات تھی بھی تو وہ ہمیں آج دکھائی نہیں دے رہے۔ یا ہماری یاد سے محو ہو چکے ہیں۔ دوسرا جواب یہ کہ وہ صاف مکر جائیں گے کہ ہم کب اللہ کے سوا کسی کو پکارا کرتے تھے۔ اور تیسرا جواب وہ ہے جو الگ کئی مقامات پر مذکور ہے کہ عبادت کرنے والے اپنے معبودوں پر الزام لگائیں گے کہ یا اللہ! ان بڑے بزرگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا لہٰذا انہیں دگنا عذاب دے۔ اس جواب میں وہ اپنے جرم کا پورا اعتراف کر رہے ہوں گے۔ یعنی سوال ایک ہے مگر جواب میں کیسی گومگو کی حالت ہے کبھی انکار ہے اور کبھی اعتراف۔ انہیں یہ سمجھ نہیں آ رہی ہو گی کہ ہم کون سا جواب دے کر اس پر ڈٹ جائیں جس کی وجہ یہ ہے کہ باطل کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں ہوتی۔

[۹۷] ۞ تکبر کی تعریف اور متکبرین کا انجام:۔ ان دو آیات سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ قبول حق سے انکار کی سب سے بڑی وجہ تکبر ہوتی ہے۔ اور دوسری یہ کہ دوزخ میں سب سے زیادہ بھرتی متکبرین کی ہو گی۔ اور انہی باتوں کی مزید تفاصیل احادیث میں بھی ملتی ہے:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص جنت میں داخل نہ ہو گا جس کے دل میں رائی بھر بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن

ہم نے جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ ہم آپ کو (آپ کی زندگی میں ہی) دکھا دیں یا آپ کو اٹھالیں (اور انہیں بعد میں عذاب دیں) آخر انہیں ہماری ہی طرف لوٹ[۹۸] کر آنا ہے۔(۷۷)

آپ سے پہلے ہم کئی رسول بھیج چکے ہیں ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کا حال ہم نے آپ سے بیان کر دیا ہے اور کچھ ایسے جن کا حال بیان نہیں کیا اور کسی رسول میں یہ طاقت نہ تھی کہ وہ اللہ کے اذن[۹۹] کے

تکبر ہو" ایک شخص کہنے لگا ہر انسان اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اس کی جوتی اچھی ہو۔ (کیا یہ تکبر ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ خوب صورت ہے، خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر تو یہ ہے کہ تو حق کو ٹھکرا دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے" (مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب تحریم الکبر وبیانہ)

۲۔ حارثہ بن وہب خزاعی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ وہ ایسے کمزور اور گمنام لوگ ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دے۔ اور کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتاؤں۔ ہر اکھڑ مزاج، بدخلق اور متکبر دوزخی ہوتا ہے" (بخاری۔ کتاب الادب۔ باب الکبر)

۳۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب تحریم الکبر و بیانہ)

[۹۸] ❁ کفارِ مکہ پر عذاب کی تین صورتیں:۔ یعنی یہ کفار مکہ جو آپ کو ستا رہے ہیں اور اسلام کی راہ روکنا چاہتے ہیں ان کے متعلق اللہ کے عذاب کا وعدہ پورا ہونا ہی ہے۔ اور اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ کے جیتے جی ان پر عذاب آئے۔ جیسا کہ جنگ بدر، جنگ احزاب اور فتح مکہ کے وقت کافروں کی رسوائی ہوئی۔ دوسری صورت یہ کہ اس عذاب کا کچھ حصہ آپ کی زندگی کے بعد ان پر آئے۔ اور اس سے مراد وہ جنگیں ہیں جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مرتدین، ملحدین اور کافروں سے لڑیں اور اسلام کا پوری طرح بول بالا ہوا اور کافروں اور کفر کو رسوائی نصیب ہوئی۔ اور تیسری اور حتمی صورت یہ ہے کہ آخر مرنے کے بعد انہوں نے ہمارے ہی پاس آنا ہے۔ اس وقت ہم ان کے سب کس بل نکال دیں گے اور انہیں ان کے جرائم کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔

[۹۹] ❁ حسی معجزہ اور اس کے تقاضے:۔ کیونکہ معجزہ نبی کا فعل نہیں ہوتا بلکہ براہِ راست اللہ کا فعل ہوتا ہے البتہ اس کا صدور نبی کے ہاتھوں ہوتا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ معجزہ محض کھیل تماشا کے طور پر عطا نہیں ہوتا بلکہ اس سے مقصود کسی اہم دینی یا دنیوی غرض کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ بعض انبیاء کو کچھ معجزات ان کے طلب کرنے کے بغیر کافروں پر دلیل نبوت اور اتمام حجت کے طور پر عطا کیے گئے اور اگر کوئی پیغمبر کوئی حسی معجزہ پیش نہ کرے اور قوم اس سے حسی معجزہ کا مطالبہ کرے پھر اللہ تعالیٰ قوم کے مطالبہ پر ایسا معجزہ نبی کو دے دے لیکن کافر قوم پھر بھی ایمان نہ لائے تو اس پر یقیناً عذاب الیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَّأْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ ع ۸ / ۱۲

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا

مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

بغیر کوئی معجزہ از خود لا سکتا۔ پھر جب اللہ کا حکم آ گیا تو انصاف کے مطابق فیصلہ کر دیا گیا اور اس وقت غلط کار[۱۰۰] لوگ ہی خسارہ میں رہے۔(۷۸)

اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے ان میں بعض پر تم سوار ہوتے ہو اور بعض (کا گوشت) کھاتے ہو(۷۹) نیز تمہارے لئے ان میں اور بھی کئی فائدے ہیں اور جہاں جانے کی ضرورت تمہارے جی میں آئے۔ ان پر سوار ہو کر وہاں پہنچ جاتے ہو، نیز ان پر اور کشتیوں پر تم سوار کئے جاتے ہو(۸۰) اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا رہا ہے پھر تم اس کی کن کن[۱۰۱] نشانیوں کا انکار کرو گے؟(۸۱)

کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر دیکھا نہیں کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا کیا انجام ہوا؟

نازل ہوتا ہے۔ جیسے قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے اونٹنی کا معجزہ طلب کیا تھا۔ لیکن ان کے اس معجزہ ملنے کے بعد بھی جب وہ ایمان نہ لائے تو انہیں تباہ کر دیا گیا۔ اسی طرح کچھ لوگوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے آسمان سے پکا پکایا اور تیار دستر خوان اترنے کا مطالبہ کیا۔ تو بعض روایات کے مطابق ان کا یہ مطالبہ تو پورا کر دیا گیا۔ مگر پھر بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے تو انہیں بندر و سور بنا دیا گیا تھا۔ کفارِ مکہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طرح کے حسی معجزات کا مطالبہ کرتے تھے جن کا ذکر سورہ بنی اسرائیل میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے یہ منہ مانگے معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی وجہ سے عطا نہیں فرمائے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ قوم قریش کو کچل کے رکھ دیا جائے کیونکہ بعد میں انہیں لوگوں میں سے بہت لوگوں نے اسلام لا کر بیش بہا خدمات سر انجام دیں۔

[۱۰۰] "اللہ کے حکم" سے یہاں مراد اللہ کے عذاب کا حکم ہے اور اس کا اطلاق کسی قوم پر دنیا میں عذاب کے دن پر بھی ہو سکتا ہے اور آخرت کے دن پر بھی۔ جو بھی صورت ہو اللہ تعالیٰ رسولوں اور ان کے مخالفوں کے درمیان منصفانہ فیصلہ کر دیتا ہے اس وقت رسول سرخرو اور کامیاب ہوتے ہیں اور باطل پرستوں کے حصہ میں ذلت و خسران کے سوا کچھ نہیں آتا۔

[۱۰۱] ۞ **مویشیوں میں انسان کیلئے خوئے غلامی کس نے پیدا کی' مویشیوں سے انسان کو حاصل ہونے والے فوائد:۔** کفارِ مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح طرح کے حسی معجزات کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ جس کا ایک جواب تو سابقہ آیت میں دیا گیا ہے کہ ایسا معجزہ پیش کرنا کسی رسول کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ان آیات میں کفار کے اسی مطالبہ کا دوسرا جواب دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں تو تمہیں اپنے دائیں بائیں، اوپر نیچے اندر باہر ہر طرف ہی مل سکتی ہیں۔ اگر تم سوچو تو تمہارے راہ راست کو قبول کرنے کے لئے رہنمائی ان میں بھی موجود ہے۔ مثلاً جو مویشی تم پالتے ہو ان پر بھی نظر ڈال کر دیکھ لو۔ ان کی ساخت اور ان کی فطرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ
اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ

وہ تعداد میں ان سے زیادہ، قوت میں ان سے سخت، اور زمین میں اپنے آثار چھوڑنے میں[۱۰۲] ان سے بڑھ کر تھے، مگر جو وہ کام کر رہے تھے یہ سب چیزیں ان کے کچھ کام نہ آسکیں (۸۲) پھر جب ان کے رسول، ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو جو علم[۱۰۳] ان کے پاس تھا وہ اسی میں مگن رہے اور

ہی ہم نے ایسی بنادی ہے کہ وہ فوراً تمہارے تابع بن جاتے ہیں۔ پھر ان سے تم ہزاروں قسم کے فوائد حاصل کرتے ہو۔ ان کے دودھ سے بالائی، مکھن، پنیر، گھی اور لسی بناتے ہو۔ اور یہ چیزیں تمہارے جسم کا انتہائی اہم جزو ہیں۔ پھر ان پر سواری کرتے ہو۔ تمہارے بوجھل سامان کو یہ اٹھاتے ہیں۔ تمہاری کھیتی میں ہل یہ چلاتے ہیں۔ کنوئیں سے پانی یہ کھینچتے ہیں۔ مشقت کے سب کام تم ان سے لیتے ہو۔ پھر انہیں ذبح کرکے ان کا گوشت بھی کھاتے ہو۔ ان کے بالوں سے اپنی پوشاک تیار کرتے ہو۔ اور مرنے کے بعد ان کی ہڈیوں، دانتوں اور کھالوں تک کو اپنے کام میں لاتے ہو۔ ان مویشیوں میں انسان کے لئے یہ خوئے غلامی کس نے پیدا کی؟ تمہاری پیدائش سے بھی بہت پہلے تمہاری ضروریات کا اس قدر خیال رکھنے والا کون ہے؟

۞ **اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والوں کا کیوں محاسبہ نہ کیا جائے:۔** اب دوسری طرف نظر ڈالو۔ زمین کے تین چوتھائی حصہ پر پانی یا سمندر پھیلے ہوئے ہیں۔ خشکی صرف چوتھا حصہ ہے جس پر تم اور تمہارے مویشی سب رہتے ہیں۔ اتنے سے خشکی کے حصہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا پانی کا ذخیرہ کیوں پیدا کر دیا؟ کیا کبھی تم نے اللہ کی اس نشانی پر غور کیا؟ پھر پانی اور ہواؤں کو ایسے طبعی قوانین کا پابند بنا دیا کہ تم دریاؤں اور سمندروں میں کشتی بانی اور جہاز رانی کے قابل بن گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کے لئے طبعی قوانین ہی بدل ڈالے اور وہ ہر چیز کا خالق ہے اور اس میں جیسے چاہے تصرف کر سکتا ہے تو کیا تم جہاز رانی کر سکتے تھے؟ یا اس زمین پر زندہ رہ سکتے تھے؟ پھر یہ بھی سوچو کہ جس حکمتوں والے پروردگار نے اپنی اتنی بے شمار چیزیں تمہارے تصرف میں دے رکھی ہیں کیا وہ انسان کو اتنے اختیارات دے کر اس کو یونہی چھوڑ دے گا اور اس سے اپنی ان نعمتوں کا کبھی حساب نہ لے گا؟ اور یہ نہ پوچھے گا کہ جس رحیم پروردگار نے تمہاری جملہ ضروریات کا اس قدر خیال رکھا۔ پھر ساتھ کے ساتھ اپنی رحمتیں بھی نازل فرماتا رہا تو کیا انسان نے اللہ کی ان نعمتوں کی قدر کی؟ اس کا شکریہ ادا کیا؟ یا وہ نمک حرام اور ناشکرا ثابت ہوا اور اپنی نیاز مندیاں اللہ کے بجائے دوسرے کے سامنے نچھاور کرنے لگا؟

[۱۰۲] ۞ **اقوام سابقہ کی شان و شوکت:۔** سابقہ اقوام اپنے قد و قامت، جسمانی قوت، فن تعمیر اور فن زراعت پر کام میں ان کفار مکہ سے بہت آگے تھے۔ اور یہ لوگ تو ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں مگر جب انہوں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا اور اللہ کا احسان ماننے کی بجائے بغاوت پر اتر آئے۔ پھر جب ان پر اللہ کا عذاب آیا تو ان کی یہ ساری خوبیاں اور شان و شوکت دھرے کے دھرے رہ گئے۔ پھر آخر تم ان سے کمزور اور کمتر ہو کر کیوں ایسی اکڑ دکھا رہے ہو؟ اور تم اپنی کرتوتوں کے انجام سے کیونکر بچ سکو گے؟

[۱۰۳] ۞ **وحی کے علاوہ لوگوں کے پاس اپنے علوم کون سے تھے؟** وہ علم ان کے پاس کیا تھا؟ یہی دیومالائی علم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ
وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ
الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع ۹ / ۱۴

جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی نے انہیں آگھیرا (۸۳) اور جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ [۱۰۴] لیا تو کہنے لگے "ہم اللہ اکیلے پر ایمان لائے اور جنہیں ہم اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے ان سے انکار کرتے ہیں" (۸۴)

مگر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو ان کے ایمان نے انہیں کچھ فائدہ نہ دیا۔ یہی سنتِ الٰہی ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں میں جاری رہی ہے اور اس (عذاب کے) موقعہ پر کافر لوگ خسارہ میں پڑ گئے۔ (۸۵)

(Mythology) جس کی رو سے انہوں نے ہزاروں دیوتاؤں اور دیویوں کو اللہ کے اختیارات میں شریک بنا رکھا تھا۔ پھر ان کا آپس میں بھی اور اللہ سے نسبی رشتہ قائم کر رکھا تھا۔ علاوہ ازیں علم سے مراد ہر قوم کے اختراعی مذہبی فلسفے اور سائنس اور اپنے ضابطہ حیات سے متعلق قوانین وغیرہ ہیں۔ جب انبیاء ان کے پاس آئے اور انہیں وحی الٰہی کے علم کی دعوت دی تو انہوں نے اپنے ہاں مروجہ علوم کے مقابلہ میں وحی الٰہی کے علم کو ہی ہیچ سمجھا اور اس طرف توجہ ہی نہ دی۔ کہتے ہیں کہ ارسطو حکیم کو، جو خود اپنے فلسفہ الٰہیات کا موجد تھا جب سیدنا موسیٰؑ کے دین کی طرف دعوت دی گئی تو وہ کہنے لگا کہ میں سوچ کر بتاؤں گا۔ بعد میں اس نے یہ جواب دیا کہ ہم خود ہی راہ پائے ہوئے ہیں۔ دوسروں کو ہمیں راہ بتانے کی ضرورت نہیں۔

[۱۰۴] ایمان کی شرط اول ایمان بالغیب ہے اور عذاب دیکھ لینے یا موت کے وقت تو سب حقیقت مشاہدہ میں آجاتی ہے، غیب رہتی ہی نہیں اور مشاہدہ پر تو سب ہی لوگ یقین رکھتے ہیں خواہ کافر ہوں یا دہریے ہوں یا مشرک ہوں۔ لہٰذا عذاب دیکھنے یا موت کے آثار شروع ہو جانے کے بعد ایمان لانا بے سود ہے۔ بلکہ اس طرح مشاہدے پر لفظ ایمان کا اطلاق بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



٥٤ آیاتها ‏ سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ‏ رکوعها ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ① تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ③ بَشِيْرًا

کلمات ۸۰۹ ‏ آیات ۵۴ (۴۱) سورۃ حم السجدۃ[1] مکی ہے (۶۱) رکوع ۶ ‏ حروف ۳۶۰۴

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) یہ (قرآن) بڑے مہربان نہایت رحم والے کی طرف سے نازل ہوا ہے۔(۲) ایسی کتاب جس کی آیات تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، عربی زبان میں ہے اور ان لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں(۳) یہ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا[2] ہے

[1] سردارانِ قریش دعوتِ اسلام کو نیچا دکھانے کے لیے کئی طرح کے ہتھکنڈے استعمال کر رہے تھے۔ انہیں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ کسی طرح رسول اللہ ﷺ اور مشرکین مکہ میں بالفاظ دیگر حق و باطل میں سمجھوتہ ہو جائے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ حرم کے ایک گوشہ میں اور چند سردارانِ قریش دوسرے گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتبہ بن ربیعہ ایک معزز قریشی سردار، نہایت بہادر اور فطرتاً نیک دل انسان تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ میں ''محمد ﷺ پر کچھ باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے وہ ان میں سے ایک نہ ایک ضرور مان لے گا اور اگر اس نے قبول کر لی تو ہم اس مصیبت سے نجات حاصل کر سکیں گے۔'' اس کے ساتھیوں نے کہا: ابوالولید! آپ ضرور یہ کام کیجئے۔ چنانچہ عتبہ وہاں سے اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ بیٹھا اور کہنے لگا بھتیجے! ہماری قوم میں جو تفرقہ پڑ چکا ہے اسے آپ جانتے ہیں۔ اب میں چند باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جو بھی چاہو پسند کر لو۔ مکہ کی ریاست چاہتے ہو یا کسی بڑے گھرانے میں شادی یا مال و دولت؟ اور اگر آپ ﷺ کے پاس کوئی جن بھوت آتا ہے تو اس کے علاج کی بھی ذمہ داری ہم قبول کرتے ہیں۔ ہم یہ سب کچھ مہیا کر سکتے ہیں اور اس پر بھی راضی ہیں کہ مکہ تمہارا زیرِ فرمان ہو مگر تم ان باتوں سے باز آجاؤ''

۞ عتبہ بن ربیعہ کی آپ کو پیش کش اور آپ کا جواب (حق و باطل میں سمجھوتہ کی کوشش):۔ رسول اللہ ﷺ عتبہ کی باتیں خاموشی سے سنتے رہے۔ جب عتبہ خاموش ہو گیا۔ تو آپ نے عتبہ سے کہا کہ جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے۔ اب میرا جواب سن لو۔ پھر آپ ﷺ نے ان سب باتوں کے جواب میں اسی سورہ کی چند ابتدائی آیات پڑھیں۔ جب آپ ﷺ اس آیت پر پہنچے ﴿فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ﴾ تو عتبہ کے آنسو بہنے لگے اور آپ ﷺ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اسے یہ خطرہ محسوس ہونے لگا تھا کہ کہیں ایسا عذاب اسی وقت نہ آن پڑے۔ پھر وہ چپ چاپ وہاں سے اٹھ کر چلا آیا۔ مگر اب وہ پہلا عتبہ نہ رہا تھا۔ جا کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا ''محمد (ﷺ) جو کلام پیش کرتا ہے وہ شاعری نہیں کچھ اور ہی چیز ہے۔ تم اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس میں تمہاری ہی عزت ہے اور اگر وہ خود ہی ختم ہو گیا تو یہی کچھ تم لوگ چاہتے ہو'' اس کے ساتھیوں نے کہا: ابوالولید! معلوم ہوتا ہے کہ تم پر بھی اس کا جادو چل گیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۵۹ تا ۱۶۱)

[2] ۞ قرآن کی چار صفات کا ذکر:۔ یہ تمہیدی آیات ہیں جن میں قرآن کی چند صفات بیان کر کے اسے متعارف کرایا جا رہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَنَذِيرًا ۚ فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٤﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي
آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِن بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ ﴿٥﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ

مگر اکثر لوگوں نے اس سے اعراض کیا اور اسے سنتے ہی نہیں۔(۴) اور کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کان (یہ کلام سننے سے) بہرے ہوگئے ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان[۳] ایک پردہ حائل ہے لہٰذا تم اپنا کام کئے جاؤ ہم اپنا کام[۴] کئے جائیں گے (۵) آپ ان سے کہئے کہ: میں تو تمہارے ہی جیسا ایک انسان[۵] ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

ہے اس کی پہلی صفت یہ ہے کہ یہ نہ محمد (ﷺ) کا اپنا کلام ہے نہ ہی کسی دوسرے آدمی کا ہے بلکہ یہ اس ہستی کی طرف سے نازل شدہ ہے جو رحمان و رحیم ہے۔ اپنی مخلوق پر بے انتہا مہربان ہے اور یہ اس کی رحمت ہی کا تقاضا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی فلاح و سعادت کے لیے قرآن جیسی عظیم نعمت نازل فرمائی ہے اور اگر کوئی شخص اس نعمت سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو وہ انتہائی ناشکرا اور ناقدرشناس ہے۔ اس کتاب کی دوسری صفت یہ ہے کہ اس کی آیات کو کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ نئے سے نئے پیرائے میں بار بار بیان کیا گیا ہے تاکہ سمجھنے میں کوئی ابہام، کوئی پیچیدگی اور گنجلک باقی نہ رہے۔ نیز اس میں سینکڑوں قسم کے مضامین ایک دوسرے سے بالکل الگ الگ کر کے پیش کئے گئے ہیں۔ اس کی تیسری صفت یہ ہے کہ یہ قرآن عربی زبان میں ہے۔ تاکہ اس کے پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے اور قوم کے لیے ناسمجھی کا کوئی عذر باقی نہ رہے۔ تاہم اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو اہل علم و دانش ہیں۔ جہالت کی بنا پر اڑ جانے والے اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اس کی چوتھی صفت یہ ہے کہ یہ کتاب نہ کوئی افسانوی تخیل ہے اور نہ ہی انشاپردازی کا نمونہ ہے بلکہ یہ تمام دنیا کو خبردار کر رہی ہے کہ اس کی تعلیم کو مان لینے کے نتائج شاندار اور نہ ماننے کے نتائج نہایت ہولناک ہیں۔

[۳] قرآن کی ان گوناگوں خوبیوں کے باوجود زیادہ تر لوگ اس کی مخالفت پر اتر آئے ہیں وہ اس کی آیات کو تسلیم کرنا تو درکنار سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ پھر اپنی اس خصلت پر فخر بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی تعلیم ہمارے دلوں پر مطلقاً اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ ہمارے دل ایسے اثرات قبول کرنے سے کلیتاً محفوظ ہیں۔ بلکہ ہمیں تو ان آیات کا سننا بھی گوارا نہیں۔ ایسی باتیں سن سن کر ہمارے کان پک گئے ہیں۔ لہٰذا وہ سننے کی بھی زحمت گوارا نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اے محمد (ﷺ!) تمہاری اس دعوت سے ہمارے اور تمہارے درمیان عداوت کی ایک دیوار حائل ہوچکی ہے اور اس دعوت نے ہمارے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔ لہٰذا ہم تمہاری اس دعوت کو کسی قیمت پر قبول کرنے کو تیار نہیں۔

[۴] اس جملہ کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ ہمیں تم سے اور تمہیں ہم سے اب کوئی سروکار نہیں اور ہم دونوں کبھی مل کر بیٹھ نہیں سکتے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی دعوت سے باز نہیں آتے تو اپنا کام کئے جاؤ۔ ہم بھی تمہاری مخالفت سے کبھی باز نہ آئیں گے۔ اس جملہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخالفوں کی ایذا رسانیوں اور معاندانہ سرگرمیوں کے باوجود اسلام کی دعوت میں اتنی پیش رفت ہوچکی تھی کہ مخالفین مساویانہ سطح پر گفتگو کرنے پر مجبور ہوگئے تھے۔

[۵] اس لیے میں نہ تو تمہارے دلوں کے پردوں کو ہٹا سکتا ہوں، نہ تمہاری ثقل سماعت کو دور کرسکتا ہوں اور جو عداوت و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْۤا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ
ع ۱ ۸ ۱۵ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۸﴾ ع
قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ
الْعٰلَمِيْنَ ۚ﴿۹﴾ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ

کہ تمہارا الٰہ بس ایک ہی الٰہ ہے۔ لہٰذا سیدھے اسی کی طرف متوجہ رہو اور اسی سے معافی مانگو اور ان مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے (۶) جو زکوٰۃ [۶] ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں (۷) بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی منقطع [۷] نہ ہوگا۔ (۸)

آپ ان سے کہئے: "کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں پیدا کیا؟ اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو؟ یہ (اس صفت کا مالک) ہے سب جہانوں کا پروردگار (۹) نیز اس نے زمین کے اوپر مضبوط پہاڑ بنا دیئے اور اس میں برکت رکھی اور ٹھیک اندازے سے چار دنوں میں اس میں روئیدگی کی قوتیں رکھ دیں

مخالفت کی دیوار تم نے حائل کر رکھی ہے میں اسے بھی گرا دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہی ہوں اور یہ کام ایک انسان کی بساط سے باہر ہیں۔ ہاں تمہارے جیسا انسان ہونے کے باوجود میں یہ ضرور دعویٰ رکھتا ہوں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل کی جاتی ہے۔ جس کا بنیادی مضمون یہی ہے کہ تمہارا الٰہ صرف ایک ہی الٰہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ بات میں کوئی وہم و گمان اور قیاس کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ وحی جیسے یقینی علم کی بنا پر کہتا ہوں۔ اور وحی کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں میں خدائی اختیارات و تصرفات کو تسلیم کرنا چھوڑ دو۔ اور اپنے ذہن کو ایسے مشرکانہ عقائد سے پاک صاف کر کے اپنی سب امیدیں ایک اللہ کے ساتھ وابستہ کر دو۔ فریاد کے لیے پکارو تو اسی کو پکارو۔ اور پہلے جو غلط روش تم نے اختیار کر رکھی تھی اس کے لیے پروردگار سے معافی مانگو۔ ورنہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی پکارنے والوں کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں۔

[۶] ۞ زکوٰۃ کے دو معنی:۔ اس جملہ کے دو مطلب ہیں۔ ایک لغوی اعتبار سے زکّی کے معنی بالیدگی، نشو و نما پانا اور عمدہ ہونا اور زکی اور زکّیٰ کے معنی نفس کو روحانی آلائشوں، عقائد کی خرابیوں، بیماریوں اور اخلاق رذیلہ سے پاک کر کے اوصاف حمیدہ پیدا کرنا ہے۔ اس لحاظ سے اس جملہ کا مطلب یہ ہوا کہ ان مشرکوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنے مشرکانہ عقائد سے اپنے آپ کو پاک صاف نہیں بناتے اور دوسرا مطلب شرعی اصطلاح کے اعتبار سے یہ ایسے مشرک جو شرک کر کے اللہ کے حقوق تلف کرتے ہیں اور زکوٰۃ کی عدم ادائیگی سے لوگوں کے حقوق تلف کرتے ہیں۔ اور ان دونوں کی اصل وجہ یہ ہے کہ آخرت میں جوابدہی کے منکر ہیں۔

[۷] ۞ مَنٌّ کا لغوی مفہوم:۔ غَیْرَ مَمْنُوْنٍ کے بھی دو معنی ہیں۔ مَنٌّ کا معنی کسی چیز کا آہستہ آہستہ کم ہو کر ختم ہو جانا اور اس کا سلسلہ منقطع ہو جانا بھی ہے اور اس کا دوسرا معنی احسان کرنا اور احسان جتلانا بھی ہے۔ پہلے معنی تو ترجمہ سے واضح ہیں۔ دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝١٠ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا

یہ زمین سب حاجت مندوں کے لئے یکساں[۸] ہے۔(۱۰) پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اس وقت دھواں[۹] تھا تو اس نے (اس طرح کے) آسمان اور زمین سے کہا کہ وجود میں آجاؤ خواہ تم چاہو

معنی کے لحاظ سے مطلب یہ ہوگا کہ اہل جنت کو جو نعمتیں بھی میسر ہوں گی ان کا کبھی احسان نہیں جتلایا جائے گا۔

[۸] ۞ **زمین کی اشیاء سے انتفاع کا یکساں حق اور حق ملکیت:۔** بعض علماء نے ﴿سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ﴾ کا یہ ترجمہ کیا ہے "برابر ہے واسطے پوچھنے والوں کے" (شاہ رفیع الدین) "ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو" (احمد رضا خان) انسانی تاریخ کا ایک بنیادی اور اہم سوال یہ بھی رہا ہے کہ اس کائنات کی تخلیق کیونکر ہوئی؟ ان آیات میں اسی بنیادی سوال کا جواب دے کر فرمایا کہ ایسا سوال کرنے والوں کے اطمینان کے لیے اتنا جواب کافی ہے۔ اور اس جملہ کا دوسرا ترجمہ جو اوپر درج کیا گیا ہے، بہت سے علماء اور مفسرین اس ترجمہ کے بھی مؤید ہیں۔ اور اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زمین کی پیداوار سے انتفاع کا حق سب ضرورت مندوں کے لیے یکساں ہے۔ خواہ یہ ضرورت مند انسان ہوں یا حیوانات ہوں یا چرند پرند ہوں۔ اور انتفاع کے حق کی یکسانی کی مثال یوں سمجھئے۔ جیسے جنگل میں ایندھن پڑا ہو۔ اب جو شخص اسے اٹھا کر اپنے قبضہ میں کر لے گا۔ تو اب اس ایندھن پر اس کا حق ثابت ہو گیا۔ اور جب تک وہ جنگل میں پڑا تھا اسے وہاں سے اٹھانے کا ہر شخص یکساں حق رکھتا تھا۔ اس کی دوسری مثال چشمہ کا یا دریا کا پانی ہے۔ ہر شخص وہاں سے پانی لانے کا یکساں حق رکھتا ہے۔ لیکن جب کوئی شخص وہاں سے پانی لے کر اس پر اپنا قبضہ کر لے گا تو اب یہ پانی اسی کا ہو گیا۔ اس میں دوسروں کا حق نہ رہا۔ اسی طرح بنجر زمین آباد کرنے کا حق اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق سب کے لیے یکساں ہے مگر جب کوئی شخص محنت کر کے اس کو آباد کر لے تو اس کا حق ثابت اور دوسروں کا حق ختم ہو گیا یہ ہے حق ملکیت کا اسلامی اصول اور اسی لحاظ سے ہم نے یہ ترجمہ اختیار کیا ہے۔ مگر جب سے روس میں اشتراکی نظام قائم ہوا ہے (جو کہ اب ناکام بھی ہو چکا ہے) اور اس نے دوسرے ملکوں میں اس نظام کے بپا کرنے کے لیے فضا کو سازگار بنانے کے لیے اپنے ایجنٹ بھی چھوڑ رکھے ہیں اور چونکہ یہ نظام زمین اور اسی طرح دوسری اشیاء پر انفرادی حق ملکیت کو تسلیم نہیں کرتا۔ لہٰذا ان لوگوں نے قرآن سے حق ملکیت زمین کے عدم جواز کا کھوج لگانا شروع کر دیا۔ حالانکہ یہ مسئلہ انسان کی معاش سے تعلق رکھتا اور بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو زمین کی ذاتی ملکیت کو ناجائز یا حرام قرار دینا مقصود ہوتا تو قرآن میں ایسے واضح احکام نازل کیے جاتے جن سے سابقہ مروجہ حق ملکیت کی تردید کی جاتی۔ لیکن قرآن میں کوئی ایسا حکم موجود نہیں۔ چند دوسری متشابہ آیات کی طرح اس آیت سے بھی ان لوگوں نے اپنا یہ نظریہ کشید کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ اور ہم نے وہی ترجمہ درج کیا ہے جو ان حضرات کا پسندیدہ ہے۔ وہ اس آیت کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ زمین کی پیداوار پر سب انسانوں کا ایک جیسا اور برابر کا حق ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ حکومت زمین کو اپنی تحویل میں لے لے پھر اس کی پیداوار لوگوں میں تقسیم کرے۔

۞ **حق ملکیت کے متعلق اشتراکیوں کی دلیل اور اس کا جواب:۔** ان لوگوں کی اس تاویل پر پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ ضرورتمند، طلبگار یا حاجتمند صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات، چرند پرند، کیڑے مکوڑے سب ہی خوراک کے محتاج ہیں اور سب کے لیے یہ خوراک زمین ہی سے حاصل ہوتی ہے تو کیا یہ ساری مخلوق زمین یا زمین کی پیداوار میں برابر کی حصہ دار ہو گی؟ اگر زمین کو انفرادی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰىهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ

یا نہ چاہو، دونوں نے کہا ہم فرمانبرداروں کی طرح آ گئے۔(۱۱)

پھر اس نے دو دنوں میں سات آسمان بنا [۱۰] ڈالے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی [۱۱] کیا۔

ملکیت سے نکال کر اس کی پیداوار کو صرف انسانوں میں برابر تقسیم کیا جائے تو دوسری مخلوق کو ﴿سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيۡنَ﴾ کے زمرہ سے نکالنے کی کیا دلیل ہے؟ اور دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا زمین سب مخلوقات میں برابر برابر تقسیم ہوگی یا اس کی پیداوار؟ اور تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا عملاً ایسا ممکن بھی ہے؟ اگر حکومت زمین کو انفرادی ملکیت سے نکال کر اپنی تحویل میں لے لے تو یہ ﴿سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيۡنَ﴾ کیسے ہوئی۔ اور اگر حکومت زمین کی پیداوار کو اپنی مرضی سے افراد کو دیتی یا ان میں تقسیم کرتی ہے تو بھی عملی طور پر ﴿سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيۡنَ﴾ کے تقاضے پورا کرنا ناممکن ہے۔ لہٰذا ان حضرات کی یہ تاویل باطل ہی نہیں ناممکن العمل بھی ہے۔ اور اس کا اصل مطلب یہی ہے کہ زمین کی پیداوار سے اللہ کی ساری مخلوق کو انتفاع کا حق ایک جیسا ہے۔ جیسا کہ پہلے ایک دو مثالوں سے واضح کیا جا چکا ہے۔ اور انسانوں کے علاوہ دوسری جاندار مخلوق بھی زمین کی اشیاء سے فیض یاب ہو رہی ہے اور اس بات کا حق بھی رکھتی ہے۔

[۹] زمین و آسمان کا ملا جلا ملغوبہ:۔ اس آیت میں ثم کا لفظ زمانی ترتیب کے لحاظ سے نہیں ہے بلکہ زمین و آسمان کی تخلیق کے ایک پہلو سے ہے۔ بالفاظ دیگر یہ زمین کی تخلیق کے بعد کا واقعہ نہیں ہے بلکہ پہلے کا ہے۔ جسے بعد میں بیان کیا گیا ہے اور اس کی واضح دلیل یہ آیت ہے۔ ﴿اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا﴾ (۲۱:۳۰) یعنی زمین و آسمان پہلے ملے جلے اور گڈمڈ تھے؟ تو ہم نے انہیں جدا جدا بنا دیا۔ اور یہاں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اس وقت فضائے بسیط میں صرف دھواں ہی دھواں یا مرکب قسم کی گیسیں تھیں۔ یعنی کائنات کا ابتدائی ہیولیٰ بھی گیسوں کا مجموعہ تھا۔ اس گیس کے مجموعے سے ہی اللہ تعالیٰ نے زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے سب کچھ بنا دیئے۔ کائنات کے جس نقشہ کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تھا کہ زمین فلاں مقام پر اور اتنی جسامت کی ہونی چاہیے۔ آسمان ایسے ہونا چاہئیں سورج فلاں مقام پر اور زمین سے اتنے فاصلہ پر اور اتنی جسامت کا ہونا چاہیے۔ ستارے اور کہکشائیں چاند اور ستارے ایسے اور ایسے ہونے چاہئیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مطابق گیسوں کے اس ہیولیٰ سے یہ سب چیزیں بنتی چلی گئیں اور اس طرح کائنات کی تخلیق پر چھ یوم (ادوار) صرف ہوئے۔

[۱۰] زمین و آسمان کی تخلیق، ترتیب اور زمانہ تخلیق:۔ قرآن میں متعدد مقامات پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان یعنی کائنات کو چھ ایام (یا ادوار) میں بنایا۔ پھر بعض روایات میں بھی یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہفتہ میں فلاں کام کیا تھا اور اتوار کو فلاں اور پیر کو فلاں اسی طرح چھ دنوں کے الگ الگ کام بھی مذکور ہیں۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ایسی سب روایات ناقابل احتجاج اور اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں۔ لہٰذا ان کا کچھ اعتبار نہیں البتہ کسی مقام پر تو یہ مذکور ہے کہ زمین آسمانوں سے پہلے پیدا کی گئی اور کسی مقام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین بعد میں پیدا ہوئی اور کبھی یہ اشتباہ پیدا ہونے لگتا ہے کہ کائنات کی پیدائش میں چھ کے بجائے آٹھ دن لگے تھے۔ ایسے شبہات و اختلافات کا بہترین جواب وہ ہے جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک سائل کو دیا تھا۔ اور یہ جواب سورہ نساء کی آیت نمبر ۸۲ کے حاشیہ میں ملاحظہ کر لیا جائے۔

[۱۱] آسمان زمین سے لاکھوں گنا زیادہ جسامت رکھتے ہیں۔ اور زمین میں جب ہزاروں قسم کی مخلوق آباد ہے اور لاکھوں قسم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿١٢﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ
أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ﴿١٣﴾ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ
خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴿١٤﴾

اور ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں[12] سے سجادیا اور (ان سے) حفاظت کا کام[13] لیا یہ سب پر غالب اور ہر چیز کو جاننے والے کی منصوبہ بندی[14] ہے۔(۱۲) پھر اگر وہ اعراض کریں تو آپ ان سے کہیے کہ میں تمہیں ایسی ہی کڑک (کے عذاب) سے ڈراتا[15] ہوں جیسی قوم عاد اور ثمود پر گری تھی۔(۱۳) جب ان کے پاس ان کے آگے سے اور پیچھے[16] سے رسول آئے (اور کہا) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو کہنے لگے کہ: اگر اللہ (ہماری ہدایت) چاہتا تو فرشتے نازل کرتا لہٰذا تم جو پیغام دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کا انکار[17] کرتے ہیں(۱۴)

کارخانے ہیں تو آسمان کیسے خالی رہ سکتا ہیں۔ آسمانوں میں فرشتوں کی موجودگی کا ذکر تو قرآن میں صراحت سے موجود ہے اور واقعہ معراج سے پتہ چلتا ہے کہ ہر آسمان میں طرح طرح کی مخلوق آباد ہے۔ اگرچہ اس کی تفصیلات معلوم کرنا ہمارے بس سے باہر ہے۔

[12] تشریح کے لیے دیکھئے سورۂ والصافات کا حاشیہ نمبر ۴

[13] تشریح کے لیے دیکھئے سورۂ والصافات کا حاشیہ نمبر ۵

[14] ۞ اشیاء کائنات کا کثیر المقاصد ہونے کے ساتھ حسین اور مربوط ہونا: اس کائنات کی ہر چیز جہاں کئی کئی مقاصد پورے کر رہی ہے وہاں ذوق جمال کے لحاظ سے بھی راحت بخش ہے۔ یہ ممکن تھا کہ ایک چیز سے فائدے تو کئی حاصل ہوں مگر وہ کریہہ المنظر ہو مگر کائنات میں ایسی کوئی بات نہیں ہے پھر ان تمام اشیاء میں باہمی ربط بھی ہے اور تعاون بھی۔ جس سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ ایک یہ کہ اس کائنات کا خالق صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور اتنا زور آور ہے کہ ہر چیز سے اپنی مرضی کے موافق کام لے رہا ہے اور لے سکتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ خالقِ کائنات کی ایک ایک چیز کی کیفیت اور ماہیت دونوں چیزوں کا مکمل علم رکھتا ہے۔

[15] یعنی اس قرآن کی صفات اور اس قرآن کو نازل کرنے والی ہستی کی عظیم الشان آیات قدرت سننے کے بعد بھی اگر کفار مکہ نصیحت قبول کرنے اور توحید اور اسلام کی راہ اختیار کرنے سے اعراض کرتے ہیں تو پھر ان پر بھی ایسی بجلیاں گر سکتی ہیں جیسے عاد و ثمود پر گری تھیں۔

[16] اس آیت کے کئی مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے پاس رسول آتے رہے۔ دوسرا یہ کہ ان کے پاس جو رسول آئے انہوں نے ان لوگوں کو ہر پہلو سے سمجھانے کی کوشش کی اور تیسرا یہ کہ ان کے اپنے علاقہ میں بھی رسول آئے اور ان کے گردوپیش کے علاقہ میں بھی اور ان کی تعلیم بھی ان تک پہنچ چکی تھی۔

[17] یعنی تم تو بشر ہو۔ تمہیں ہم کیسے اللہ کا رسول مان سکتے ہیں۔ کوئی فرشتہ ہمارے پاس رسول بن کر آتا تب بھی کوئی بات تھی۔ ہر منکر حق قوم کو یہ اعتراض رہا ہے اور اس اعتراض کی حقیقت "خوئے بدرا بہانہ بسیار" سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور اس اعتراض کے جواب بھی قرآن میں جابجا مذکور ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ
الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿١٥﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي
أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا
يُنصَرُونَ ﴿١٦﴾ وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ

ان میں سے جو قوم عاد تھی اس نے ملک میں ناحق تکبر کیا اور کہنے لگے: ''ہم سے بڑھ کر طاقتور کون ہے؟'' کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ جس نے انہیں پیدا کیا وہ ان سے یقیناً زیادہ طاقتور[۱۸] ہے۔ اور وہ (دیدہ دانستہ) ہماری آیات کا انکار کرتے رہے۔(۱۵) پھر ہم نے ان پر چند منحوس[۱۹] دنوں میں سناٹے کی آندھی چھوڑ دی[۲۰] تاکہ ہم انہیں دنیا میں ہی رسوائی کا عذاب چکھائیں اور جو آخرت کا عذاب ہے وہ تو اور زیادہ رسوا کرنے والا ہے۔ اور انہیں کہیں سے مدد بھی نہ ملے گی(۱۶) رہے ثمود تو انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھائی مگر انہوں نے راہ دیکھنے کے مقابلہ میں اندھا[۲۱] رہنا ہی پسند کیا۔ آخر انہیں کڑک کی صورت میں ذلت کے عذاب نے

[۱۸] حق کو قبول کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ تکبر ہی ہوا کرتا ہے۔ رسولوں کی بات مان لینے سے ان کی اپنی سرداریوں اور چودھراہٹوں پر زد پڑتی ہے۔

لہٰذا یہ چودھری ٹائپ لوگ سینہ تان کر رسولوں کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے حلقہ اثر کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اور یہ قوم عاد تو تھے بھی بڑے قدو قامت والے اور بڑے زور آور گھمنڈ میں آگئے۔ اور رسولوں سے کہنے لگے کہ ہم تمہیں کیا سمجھتے ہیں؟ اس وقت انہیں اتنا خیال نہ آیا کہ رسول تو ان سے طاقت میں کمزور ہو سکتا ہے لیکن جس ہستی نے انہیں اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے وہ تو ان سے کمزور نہیں۔

[۱۹] ❁ کوئی دن بذات خود نحس نہیں ہوتا (ذکر قوم عاد):۔ یعنی وہ دن قوم عاد کے لیے منحوس تھے، ورنہ کوئی دن بذات خود نہ سعد ہوتا ہے اور نہ نحس جیسا کہ جوتشیوں اور انسانی زندگی پر سیاروں کے اثرات تسلیم کرنے والوں کا نظریہ ہوتا ہے۔ وہی دن جو قوم عاد کے لیے منحوس تھے۔ سیدنا صالح علیہ السلام اور مومنوں کے لیے مبارک تھے۔ جس دن فرعون اور اس کے ساتھی بحیرہ قلزم میں غرق ہوئے۔ فرعون اور آل فرعون کے لیے منحوس تھا۔ مگر موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لیے مبارک تھا۔ علاوہ ازیں اگر یہ دن بذاتہ منحوس ہوتے تو عذاب صرف قوم عاد کے مجرموں پر ہی نہ آتا بلکہ ساری دنیا پر آتا۔

[۲۰] ❁ قوم عاد پر ٹھنڈی اور تیز ہوا کا عذاب:۔ ان لوگوں کو اپنی طاقت اور قدو قامت پر غرور تھا۔ اللہ نے ان کا غرور توڑنے کے لیے ایک کمزور سی مخلوق ہوا کو، جس کی روانی اور جھونکوں کے لیے سب لوگ ترستے ہیں۔ ان پر مسلط کر دیا۔ ٹھنڈی ہوا انسان کو بہت خوشگوار لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہوا کو لگاتار چلنے کا حکم دیا اور اس کی ٹھنڈک بڑھا دی۔ یہی ہوا سخت ٹھنڈی آندھی کی شکل اختیار کر گئی۔ جو ان کے پتھر کے بنے ہوئے مکانوں اور ایوانوں میں گھس گئی۔ اس کی تیزی کا یہ حال تھا کہ اس نے نہ کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ

اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَ

پکڑ لیا جو ان کی کرتوتوں کا بدلہ تھا۔(۱۷) اور ہم نے ان لوگوں کو (اس عذاب سے) بچا لیا جو ایمان [۲۲] لائے اور (نافرمانی سے) بچتے رہے تھے۔(۱۸) اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانک کر لائے جائیں گے تو انہیں (گروہ در گروہ بننے کیلئے) روک [۲۳] لیا جائے گا۔(۱۹) یہاں تک کہ جب دوزخ کے قریب آ پہنچیں گے تو ان کے کان، ان کی آنکھیں ـــ ـــ

درخت صحیح و سالم چھوڑا نہ مکان، نہ مواشی اور انسان۔ سب ایک دوسرے پر گرے پڑے تھے۔ گر گر کر مر جاتے تھے اور مر مر کر گرتے جاتے تھے۔ آٹھ دن اور سات راتیں آندھی نے اسی طرح اپنا زور دکھایا۔ اور مغرور قوم کے صرف غرور کو ہی نہ توڑا بلکہ پوری قوم کے افراد کا ستیاناس کر کے رکھ دیا۔ یہ تو تھا ان کے لیے دنیا کا عذاب اور اخروی عذاب جو ان کی کرتوتوں کا اصل بدلہ ہو گا وہ تو اور بھی زیادہ رسوا کرنے والا ہو گا۔ دنیا میں بھی انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی چیز نہ بچا سکی تو آخرت میں تو ان کی کسی جانب سے مدد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

[۲۱] ❁ قوم ثمود پر زلزلہ اور چیخ کا عذاب:۔ جسے عاد ثانیہ کہا جاتا ہے اور جن کی طرف سیدنا صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ انہوں نے سیدنا صالح علیہ السلام سے اونٹنی کے پہاڑ سے برآمد ہونے کا مطالبہ کیا تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا تھا۔ جس سے انہیں یقین بھی ہو چکا تھا کہ سیدنا صالح علیہ السلام کی پشت پر کوئی مافوق الفطرت ہستی موجود ہے۔ اور وہ فی الواقع اللہ کا رسول ہے۔ لیکن ان باتوں کے باوجود انہوں نے سیدنا صالح علیہ السلام کی لائی ہوئی ہدایت کو قبول نہ کیا اور اپنے جاہلانہ اور مشرکانہ رسم و رواج کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ یہ لوگ بھی قد و قامت، ڈیل ڈول اور قوت میں اپنی پیشرو قوم عاد سے کسی طرح کم نہ تھے۔ فن تعمیر سنگ تراشی کے بہترین ماہر تھے۔ پہاڑوں کے اندر پتھر تراش تراش کر صرف مکان ہی نہیں بناتے تھے بلکہ راستے بھی بنا کر پہاڑوں کے اندر ہی بستیاں آباد کر رکھی تھی۔ ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے جب ان کے دن گنے جا چکے تو ان پر دوہرا عذاب نیچے سے زلزلہ جس سے ان کے پہاڑوں کے اندر واقع مکانوں میں دراڑیں اور شگاف پڑ گئے اور اوپر سے کڑک اتنی شدید تھی جس سے ان کے جگر پھٹ گئے۔

[۲۲] یعنی سیدنا صالح علیہ السلام کو عذاب نازل ہونے سے پہلے ہجرت کا حکم دے دیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ ایمانداروں کے ہمراہ جن کی تعداد ایک سو بیس کے لگ بھگ تھی، بحکم الٰہی ہجرت کر کے فلسطین کی طرف چلے گئے اور رملہ کے قریب جا کر آباد ہوئے۔ اسی مقام پر سیدنا صالح علیہ السلام نے وفات پائی۔

[۲۳] روکنے کی دو صورتیں یا وجوہ ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ مجرموں کی الگ الگ جرائم کے مطابق گروہ بندی کی جائے۔ دوسری یہ کہ پہلی نسل کو بعد میں آنے والی نسلوں کے آنے تک روک دیا جائے۔ تاکہ پہلی نسلوں نے جو شرکیہ عقائد اور رسوم چھوڑے اور انہیں بعد والی نسلوں نے تقلید آباء کے طور پر قبول کیا۔ تو ان بعد والی نسلوں کے گناہوں کی سزا کا کچھ حصہ ان پہلی نسلوں پر بھی ڈالا جائے گا۔ جنہوں نے ان شرکیہ عقائد و رسوم کو رواج دیا تھا یا کسی دوسرے برے کام کی طرح ڈالی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ
الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ
تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ

اور ان کی کھالیں ان کے خلاف [۲۴] وہی گواہی دیں گے جو عمل وہ کیا کرتے تھے (۲۰) وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے: تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ ' وہ کہیں گی: ہمیں اسی اللہ نے قوت گویائی دے دی جس نے ہر چیز کو گویائی [۲۵] دی ہے۔ اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ (۲۱) اور (گناہ کرتے وقت) تم اس بات سے نہیں چھپتے تھے کہ کہیں تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری جلدیں ہی تمہارے خلاف گواہی [۲۶] نہ دے دیں۔ بلکہ تم تو یہ خیال کرتے تھے کہ جو کچھ تم کرتے ہو ان میں سے

[۲۴] اعضاء اور جوارح پر اعمال کے اثرات اور ان کی گواہی:۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اس دنیا میں جو بھی اچھے یا برے اعمال بجالاتا ہے۔ یہی نہیں کہ کراماکاتبین اس کے اعمال نامہ میں اس کے سب اعمال و اقوال درج کرتے جاتے ہیں بلکہ ان اعمال و افعال کے اثرات ان اعضاء پر بھی ثبت ہوتے جاتے ہیں جن کو اس کام کے دوران استعمال کیا گیا ہے۔ جو مجرم اپنے گناہوں کا اور پھر خارجی گواہیوں کا بھی انکار کر دیں گے ان پر انہیں کے اعضاء کو گواہ بنا کر لایا جائے گا۔ اور دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن ذرات سے ہمارا جسم مرکب ہے۔ انہی ذرات سے ہمارا وہ جسم بھی مرکب ہوگا جو قیامت کے دن ہماری روح کو ملے گا۔

[۲۵] گویائی کے اعضاء اور ان کی ساخت:۔ زبان بھی ویسے ہی گوشت اور پٹھوں کا ایک ٹکڑا ہے جیسے دوسرے اعضاء ہیں۔ اور قوت گویائی میں صرف زبان ہی کام نہیں کرتی۔ بلکہ گلے کی رگیں، جن کی وجہ سے کسی کی آواز سریلی ہوتی ہے کسی کی کرخت، پھر ہونٹ اور تالو وغیرہ سب استعمال میں آتے ہیں۔ تب جاکر انسان بولتا ہے۔ جسم کے اعضاء کا مواد ایک جیسا ہے صرف ساخت کا فرق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان اعضاء کی ایسی ساخت بنائی ہے جس سے کوئی جاکر بولنے کے قابل ہو جاتا ہے تو جو ہستی ان اعضاء کی ساخت اور بالخصوص پہلی بار کی ساخت پر قادر ہے اس کے لیے بوقت ضرورت کسی دوسرے عضو کی ساخت میں ایسی تبدیلی کر دینا کیا مشکل ہے جس سے وہ بولنے لگے۔ اس طرح جب مجرموں کے دوران جرم مستعمل اعضاء ہی ان کے خلاف گواہی دے دیں گے تو پھر ان کے لیے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ جائے گی۔ اس طرح علیٰ رؤس الاشہاد ان کا فیصلہ کرکے انہیں سزا دی جائے گی۔

[۲۶] یعنی یہ بات تمہارے حاشیہ خیال میں بھی نہ آسکتی تھی کہ ہمارے خلاف گواہی دینے والے ہمارے اپنے اعضاء بھی ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ان سے بھی بچنے کی ضرورت ہے۔ اگر تم یہ سوچ لیتے تو تم سے گناہ کا سرزد ہونا ہی ناممکن تھا۔ کیونکہ نہ تم خود اپنے اعضاء سے چھپ سکتے تھے اور نہ ان سے گناہ کو چھپا سکتے تھے۔ نہ ان کے بغیر گناہ کا کام کر سکتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ

اکثر باتوں کو اللہ جانتا[۲۷] ہی نہیں (۲۲) تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے پروردگار کے متعلق کر رکھا تھا تمہیں لے ڈوبا[۲۸]

[۲۷] اللہ کی صفات سمیع و بصیر ہونے میں شک کا نتیجہ۔ بداعمالیاں:۔ بات صرف اتنی نہ تھی کہ تمہیں یہ علم نہ تھا کہ ہمارے اعضاء ہمارے خلاف گواہی دے سکتے ہیں۔ بلکہ تم اللہ تعالیٰ کے علم کے بھی منکر تھے اگر تمہیں یہ یقین ہوتا کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں اللہ اسے دیکھ رہا ہے یا ہماری باتیں سن رہا ہے یا ہمارے حالات سے پوری طرح باخبر رہتا ہے تو بھی تم سے گناہ سرزد ہونے کا امکان نہ تھا۔ تمہارا اللہ کے متعلق بھی ایسا یقین انتہائی کمزور تھا کہ وہ تمہارے تمام حالات سے پوری طرح باخبر ہے۔
چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حرم کعبہ میں تین آدمی بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ ان تینوں میں سے دو تو قریشی تھے اور ایک ان کا برادر نسبتی تھا۔ جو ثقفی تھا۔ یہ تینوں خوب موٹے تازے تھے توندیں نکلی ہوئی تھیں مگر عقل کے سب ہی پورے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ ہماری باتیں سن سکتا ہے؟ دوسرا بولا: ہاں! اونچی آواز سے بات کریں تب تو سن لیتا ہے۔ اور اگر آہستہ آہستہ آواز سے چپکے چپکے بات کریں تو پھر نہیں سنتا'' تیسرا کہنے لگا اگر وہ اونچی آواز کو سن لیتا ہے تو آہستہ آواز والی بات بھی سن سکتا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ تفسیر سورہ حم السجدۃ)

[۲۸] اللہ کے متعلق جیسا بندہ گمان رکھے گا ویسا ہی اللہ اس سے معاملہ کرے گا:۔ تمہارا اللہ کے متعلق علم اس قدر کمزور اور مشکوک قسم کا گمان رہا۔ اس لیے تم نے گناہوں سے بچنے کی کبھی کوشش ہی نہ کی تھی اور اس سے بڑھ کر یہ بات تھی کہ تم نہ روز آخرت کے قائل تھے اور نہ اللہ کے حضور جواب دہی کے تصور سے خائف تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم گناہوں پر دلیر ہوتے گئے اور ساری زندگی ہی گناہوں میں گزار دی۔ اپنے پروردگار سے تمہاری یہی بے یقینی تمہاری ہلاکت کا باعث بن گئی۔ اس سے واضح طور پر یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ انسان جس قسم کی معرفت اپنے پروردگار کی نسبت رکھتا ہے اس طرز اور اسی سانچے میں اس کی پوری زندگی ڈھل جاتی ہے۔ اگر اللہ کی معرفت درست ہوگی تو اس کا طرز عمل پورے کا پورا درست رہے گا اور اس کے نتائج بھی درست نکلیں گے اور اگر معرفت ہی مشکوک یا غلط ہوگی تو اس کے دنیوی یا اخروی نتائج بھی ویسے ہی نکلیں گے۔ چنانچہ درج ذیل حدیث قدسی اسی حقیقت کی وضاحت کرتی ہے: سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ) (بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب قولہ تعالٰی یریدون ان یبدلوا کلام اللہ) یعنی میرا بندہ میرے متعلق جیسا گمان رکھتا ہے ویسا ہی اس کا میرے بارے میں معاملہ ہوگا اور اسی کے گمان کے مطابق میں اس سے سلوک کروں گا۔ اس کی مزید وضاحت درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے:
سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے زندگی میں کوئی نیکی کا کام نہ کیا تھا۔ اس نے مرتے وقت یہ وصیت کی کہ میری لاش کو جلا کر آدھی راکھ دریا میں پھینک دینا اور آدھی ہوا میں بکھیر دینا۔ اللہ کی قسم! اگر اس نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے ایسی سزا دے گا جو سارے جہانوں میں کسی دوسرے کو نہ دی گئی ہو۔ اللہ نے دریا اور ہوا کو حکم دیا اور اس کے تمام اجزاء اکٹھے کر لیے۔ پھر اسے اپنے پاس حاضر کر کے پوچھا: تم نے ایسا کام کیوں کیا تھا؟ اس نے جواب دیا: ''اے اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَاَصۡبَحۡتُمۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنۡ یَّصۡبِرُوۡا فَالنَّارُ مَثۡوًی لَّهُمۡ ۚ وَ اِنۡ یَّسۡتَعۡتِبُوۡا فَمَا هُمۡ مِّنَ الۡمُعۡتَبِیۡنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَیَّضۡنَا لَهُمۡ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوۡا لَهُمۡ مَّا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ مَا خَلۡفَهُمۡ وَ حَقَّ

اور تم خسارہ پانے والوں میں ہو گئے۔ (۲۳) اب اگر وہ صبر کریں [۲۹] (یا نہ کریں) آگ ہی ان کا ٹھکانا ہے اور اگر وہ توبہ [۳۰] کرنا چاہیں تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی (۲۴) اور ہم نے ان پر کچھ ایسے ہم نشین [۳۱] مسلط کر دیئے جو آگے سے اور پیچھے سے ان کے سارے کام خوشنما کر کے دکھاتے تھے۔

تو جانتا ہی ہے کہ میں نے یہ کام تیرے ڈر کی وجہ سے کیا تھا" پھر اللہ نے اسے بخش دیا۔ (بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب قولہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا......)

[۲۹] یعنی دنیا میں صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے۔ لیکن وہاں صبر کا بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ وہ صبر کریں یا نہ کریں عذاب سے نجات نہ مل سکے گی۔

[۳۰] ❁ استعتب کے مختلف مفہوم:۔ ﴿یَسۡتَعۡتِبُوۡا﴾ کا مادہ عتب ہے اور عتب کے یا عتاب کے معنی ناراضگی دور کرنے کے لیے میٹھے انداز میں خفگی کا اظہار کرنا ہے یعنی ایسی میٹھی میٹھی سرزنش اور ملامت جس کا مقصد بالآخر رضامند ہونا اور مان جانا ہو اور اِسۡتَعۡتَبَ کے معنی کسی روٹھے ہوئے کو منا لینا اور اعتب کے معنی سبب ناراضگی کو دور کرنا ہے۔ اس لحاظ سے اس جملہ کے کئی مطلب ہو سکتے ہیں ان میں سے ایک تو وہی ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ دوبارہ دنیا میں آنے کی خواہش کریں تو ان کی یہ خواہش تسلیم نہیں کی جائے گی اور تیسرا یہ کہ اگر وہ خوشامد یا منت سماجت کر کے منانا چاہیں جیسا کہ دنیا میں اس طرح بھی کام چل جاتا ہے تو ان کی اس خوشامد یا منت سماجت کا بھی کچھ اثر نہ ہوگا۔

[۳۱] ❁ قرین کا مفہوم نیز آدمی کا کردار اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے:۔ قُرَنَآءَ قرین کی جمع ہے۔ جس کا معنی ہم عمر ساتھی ہے جو بہادری، قوت اور دیگر اوصاف میں اس کا ہمسر ہو، ہمجولی اور اس لفظ کا استعمال برے معنوں میں ہوتا ہے یعنی جو لوگ اللہ کو بھول کر بداعمالیوں میں لگے رہتے ہیں تو ان کے ہمجولی بھی انہی کی قسم کے شیطان سیرت ہوتے ہیں۔ جو اس کے ہر برے عمل پر اسے شاباش اور داد تحسین ہی دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً چوروں یا ڈاکوؤں کے گروہ میں سے اگر ایک شخص اپنی چوری یا ڈاکہ کی داستان سنائے گا تو دوسرے ساتھی اس کے اس کارنامہ کو بہادری پر محمول کر کے فخریہ انداز میں اس کی داستان سنیں، سنائیں گے۔ ان میں سے کسی کو یہ خیال نہ آئے گا کہ وہ لوگوں کے اموال غصب کر کے کتنے بڑے کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ برے اور بدکردار آدمیوں کو ان جیسے ہی دوست اچھے لگتے ہیں اور کسی بدکردار آدمی کی کسی نیک فطرت آدمی سے دوستی ہو بھی جائے تو وہ زیادہ دیر چل نہیں سکے گی۔ اسی طرح نیک لوگوں کے دوست بھی ہمیشہ نیک لوگ ہی ہوا کرتے ہیں اور ہو سکتے ہیں۔ نیک سیرت انسان سے کسی بدکردار کی دوستی کبھی نبھ نہیں سکتی۔ لہٰذا بعض آدمیوں کا یہ کہنا کہ فلاں آدمی خود تو اچھا تھا مگر اسے ساتھی بُرے مل گئے یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ کیونکہ اگر وہ فی الواقع اچھا تھا تو دو ہی صورتیں ممکن ہیں یا تو وہ دوسروں کو بھی اچھا بنا لیتا اور یا پھر ان سے الگ ہو جاتا۔ اور اگر اس نے یہ دونوں کام نہیں کیے تو پھر وہ اچھا کیسے ہوا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا
خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع ۳ / ۱۷

چنانچہ ان پر بھی وہی حکم الٰہی ثابت ہو گیا جو ان سے پہلے گزرے ہوئے جنوں اور انسانوں پر ثابت ہو چکا تھا (یعنی یہ کہ) وہی خسارہ اٹھانے[۳۲] والے ہیں۔(۲۵)

اور کافر (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں کہ: اس قرآن کو نہ سنو[۳۳] اور (جب پڑھا جائے تو) خوب شور مچاؤ۔ اس طرح شاید تم غالب رہو۔(۲۶)

[۳۲] یعنی جو لوگ اپنے برے ساتھیوں کی باتوں پر لگ جاتے ہیں۔ اور ان کے بھرے میں آجاتے ہیں وہ سمجھ لیں کہ وہ خود ہی اپنی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔

[۳۳] ❁ **ابن دُغنہ کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پناہ دینا بشرطیکہ قرآن بلند آواز سے نہ پڑھیں:۔** جو شخص بھی قرآن سنتا تھا تو قرآن کی بات اس کے دل میں اتر جاتی تھی اور یہی بلا کی تاثیر قرآن کا اعجاز تھا جس سے قریش مکہ سخت خائف رہتے تھے۔ اور قرآن سے متعلق انہوں نے تین طرح کے اقدام کیے تھے تاکہ اس کی آواز کو دبایا جاسکے۔ ان میں سے پہلا اقدام تو مسلمانوں پر پابندی تھی کہ وہ قرآن کو اونچی آواز سے نہ پڑھا کریں کیونکہ اس طرح ان کی عورتیں اور بچے متاثر ہوتے ہیں۔ اسی جرم کی پاداش میں خود رسول اللہ ﷺ پر کئی بار حملے ہوئے اور مسلمانوں کی بھی پٹائی ہوئی۔ اسی جرم کی پاداش میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا اور آپ ہجرت کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے۔ برکِ غماد کے مقام پر پہنچے تھے کہ قبیلہ قارہ کا سردار ابن دغنہ انہیں اپنی پناہ میں لے کر واپس مکہ لے آیا۔ سرداران قریش نے اس پناہ کو صرف اس شرط پر منظور کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ قرآن بلند آواز سے نہ پڑھا کریں گے۔ مگر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ زیادہ دیر اس شرط پر قائم نہ رہ سکے تو قریشی سرداروں نے ابن دغنہ کے پاس جاکر شکایت کی۔ ابن دغنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر انہیں اپنا عہد یاد دلایا اور کہا کہ اگر تم بر سر عام قرآن بلند آواز سے پڑھنا نہ چھوڑو گے تو میں تمہاری پناہ سے دستبردار ہوتا ہوں۔ اس کے جواب میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم اپنی پناہ اپنے پاس رکھو اور میرا معاملہ اللہ کے سپرد ہے'' (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ باب ہجرۃ النبی ﷺ)

❁ **ابو جہل کا قرآن سے متاثر ہونا:۔** ان کا دوسرا اقدام یہ تھا کہ ان سرداروں نے آپس میں بھی پابندی لگا رکھی تھی کہ وہ عمداً قرآن نہیں سنا کریں گے۔ اور یہ ایسی پابندی تھی جسے یہ پابندی لگانے والے سردار خود بھی نباہ نہ سکے۔ کیونکہ ان کے کان اور ان کے دل قرآن کی بلا کی تاثیر سے لطف اندوز ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ ﷺ رات کو کعبہ میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے اور تین قریشی سردار ایک دوسرے سے چھپتے چھپاتے آپ ﷺ کا قرآن سن رہے تھے۔ بعد میں یہ راز فاش ہو گیا تو ان میں سے ایک سردار نے ابو جہل سے پوچھا کہ جو قرآن تم نے سنا ہے اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس سوال کا صحیح جواب دینے کی بجائے ابو جہل نے بات کا رخ دوسری طرف موڑتے ہوئے کہا کہ ہم (یعنی بنو مخزوم) اور بنو عبد مناف سب باتوں میں ہمسر تھے۔ اب ہم ان کے نبی کو تسلیم کر کے ان کی برتری کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟ گویا اس کا صحیح جواب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾
ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۖ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا
يَجْحَدُونَ ﴿٢٨﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ
نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا

ہم ایسے کافروں کو یقیناً سخت عذاب چکھائیں گے اور جو بُرے سے بُرے کام وہ کرتے [۳۴] رہے ان کا ضرور بدلہ دیں گے (۲۷) اللہ کے ان دشمنوں [۳۵] کا بدلہ یہی دوزخ ہے۔ ہمیشہ کے لئے ان کا گھر اسی میں ہوگا۔ یہ بدلہ ہے جو وہ جان بوجھ کر ہماری آیات کا انکار کرتے تھے۔ (۲۸) اور (قیامت کے دن) کافر کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمیں جنوں [۳۶] اور انسانوں میں سے وہ لوگ دکھادے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ ہم انہیں اپنے پاؤں تلے روندیں تاکہ وہ ذلیل و خوار ہوں۔ (۲۹) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر ڈٹ گئے [۳۷]

کو گول کر جانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ قرآن کی تاثیر سے متاثر ہو چکا تھا اور آپ ﷺ کی نبوت تسلیم کرنے میں محض قبائلی رقابت اور تکبر اس کے آڑے آرہا تھا۔

۞ قرآن کی آواز کو دبانے کا جدید طریقہ: لاؤڈ سپیکر:۔ اور ان کا تیسرا اقدام یہ تھا کہ جہاں قرآن پڑھا جا رہا ہو وہاں خوب شور مچاؤ، تالیاں بجاؤ اور اتنا غل غپاڑہ کرو کہ قرآن کی آواز اس شور میں دب جائے اور کسی کے کان میں نہ پڑنے پائے۔ آج بھی جاہلوں کو ایسی ہی تدبیریں سوجھا کرتی ہیں۔ اور مکہ کے کافروں کو تو شور مچانے کی زحمت برداشت کرنا پڑتی تھی آج یہ زحمت بھی گوارا نہیں کرنا پڑتی۔ بس لاؤڈ سپیکر کے طاقتور اور زیادہ ہارن لگا دینے سے ہی یہ مقصد حاصل کر لیا جاتا ہے۔

[۳۴] ان کے بُرے سے بُرے کام یہی تھے کہ ایک تو وہ خود اللہ کی آیات کا انکار کر دیتے تھے۔ دوسرے ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی تھی کہ کوئی دوسرا بھی اسلام کی دعوت کو قبول نہ کرنے پائے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے مندرجہ بالا پابندیوں کے علاوہ اور بھی بہت سے مذموم طریقے اختیار کر رکھے تھے اور نئی سے نئی سازشیں تیار کرتے رہتے تھے۔

[۳۵] ایسے لوگ صرف منکرِ حق ہی نہیں ہوتے بلکہ اللہ کے، اللہ کے رسول کے، اللہ کے دین کے، سب کے پکے دشمن ہوتے ہیں۔ پھر اللہ انہیں سزا دینے میں کیوں کمی کرے گا؟

[۳۶] ۞ گمراہوں کی اپنے لیڈروں کو پاؤں تلے روندنے کی آرزو:۔ یہاں جنوں سے مراد شیطان ہیں یعنی بدکردار جن جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کرتے ہیں۔ قیامت کے دن کافر جب اپنا انجام دیکھیں گے تو انہیں اپنے وہ قائد، وہ سیاسی لیڈر وہ مذہبی پیشوا یاد آئیں گے جن کے پیچھے لگ کر یہ گمراہ ہوئے تھے۔ وہ اللہ سے التجا کریں گے کہ آج وہ قائد ہمیں دکھادے تاکہ ہم انہیں اپنے پاؤں کے نیچے مسل کر کچھ تو انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کر لیں۔

[۳۷] ۞ دین کی تفہیم مختصر ترین الفاظ میں:۔ یہ ایک ایسا جامع جملہ ہے جس میں شریعت کی ساری تعلیم سمٹ کر آگئی ہے۔ چنانچہ سفیان بن عبداللہ ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: "مجھے اسلام کے متعلق ایک ہی ایسی بات بتا دیجئے جس کے بعد مجھے کسی دوسرے سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے" آپ ﷺ نے فرمایا: "کہو! میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا

ان پر فرشتے نازل[۳۸] ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں۔ نہ ڈرو اور نہ غمگین[۳۹] ہو اور اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے(۳۰) ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست[۴۰] ہیں اور آخرت میں بھی۔ وہاں تمہارا جو جی چاہے گا تمہیں ملے گا اور جو کچھ مانگو گے تمہارا ہوگا۔(۳۱)

پر ڈٹ جاؤ" (مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب جامع اوصاف الاسلام) یعنی جن لوگوں نے دل و جان سے توحید باری تعالیٰ کا اقرار کیا۔ پھر تازیست اپنے اس قول و قرار کو پوری دیانتداری اور راست بازی سے نبھایا۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت والوہیت میں کسی کو شریک نہیں کیا۔ نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہے جو کچھ زبان سے کہا تھا اس کے تقاضوں کو اعتقاداً اور عملاً پورا کیا۔ جو عمل کیا خالص اس کی خوشنودی اور شکر گزاری کے لیے کیا۔ اپنے رب کے مقرر کردہ حقوق و فرائض کو سمجھا اور ادا کیا۔ ایسے لوگوں پر اللہ کی طرف سے جنت کی خوشخبری دینے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

[۳۸] ۞ فرشتوں کے نزول کا مفہوم:۔ جس طرح ہر افاك اور اثیم پر شیطان نازل ہوتے ہیں جو ان کے دلوں میں القاء کرتے اور وسوسے ڈالتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کے دین پر ڈٹ جانے والوں اور مشکلات کے دور میں صبر و استقامت اختیار کرنے والوں پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ جس سے ان کے دلوں کو اطمینان اور سکون نصیب ہوتا ہے۔ فرشتوں کے نزول کے لیے ضروری نہیں کہ وہ مرئی اور محسوس طور پر ہو۔ فرشتے میدان بدر میں نازل ہوئے تھے اور ان کے نزول کا مقصد بھی یہی مذکور ہے۔ کہ ان کے نزول سے مسلمانوں کے دلوں کو ڈھارس بندھائی جائے مگر وہ سوائے رسول اللہ ﷺ کے کسی کو نظر نہیں آتے تھے اور جب تک یہ مادی زندگی ختم نہیں ہو جاتی اور مادیت کے پردے چاک نہیں ہو جاتے تب تک فرشتوں کا نزول اسی صورت میں ہوتا ہے۔ اِلا ماشاءاللہ۔ البتہ مرنے کے ساتھ ہی جب یہ پردے اور حجاب اٹھ جائیں گے تو موت کے وقت پھر قبر میں پھر قیامت میں ہر جگہ فرشتے انسانوں کو یقیناً نظر آئیں گے۔

[۳۹] ۞ فرشتوں کے نزول کا مقصد:۔ یعنی فرشتے جب ایمان پر ڈٹ جانے والوں پر نازل ہوتے ہیں تو انہیں یہ تلقین کرتے ہیں یا ان کے دل میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ باطل کی طاقتیں خواہ کتنی ہی چیرہ دست ہوں ان سے خوف زدہ ہونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اور حق پرستی کی وجہ سے جو مظالم تم پر ڈھائے جا رہے ہیں ان پر رنج نہ کرو کیونکہ اللہ نے تمہارے لیے ایسی جنت تیار کر رکھی ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کی سب نعمتیں ہیچ ہیں۔ اور موت کے وقت بھی فرشتے ہر مومن سے یہی کلمات کہتے ہیں۔ اس وقت وہ فرشتوں کو دیکھتا بھی ہے اور ان کی بات بھی سمجھتا ہے تو اس وقت ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آگے جس منزل کی طرف تم جا رہے ہو اس سے خوفزدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ جنت تمہاری منتظر ہے اور دنیا میں جنہیں تم چھوڑ کر جا رہے ہو ان کے لیے بھی رنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم تمہارے ولی اور رفیق ہیں۔

[۴۰] اس آیت میں یہ دونوں احتمال ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ یہ بھی ان فرشتوں کا ہی کلام ہو جو ایمان پر ڈٹ جانے والوں پر نازل ہوتے ہیں اور دوسرا یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہو۔ فرشتوں کی دنیا میں ولایت کا ذکر کر چکا، آخرت میں یوں ہوگی کہ وہ ہر ہر مقام پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تَدَّعُوْنَ ۝۳۱ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝۳۲ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ ع ۴/۷ ۱۸

اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۳۳ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ

بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝۳۴ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ

یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہوگی(۳۲)اور اس شخص سے اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جس نے اللہ کی طرف [۴۱] بلایا اور نیک عمل کئے اور کہا کہ میں (اللہ کا) فرمانبردار ہوں(۳۳) (اے نبی) نیکی اور بدی [۴۲] کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ آپ (بدی کو) ایسی بات سے دفع کیجئے جو اچھی ہو۔ آپ دیکھیں گے کہ جس شخص کی آپ سے عداوت تھی وہ آپ کا گہرا دوست بن گیا ہے۔(۳۴)

اور یہ بات صرف انہیں نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ کسی بڑے بختوں [۴۳] والے کو ہی

ان کا استقبال کریں گے۔ انہیں سلامتی کی دعائیں اور جنت کی بشارت دیں گے۔

[۴۱] ❁ **اصلاحِ نفس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو تبلیغ:۔** پچھلی آیات میں ان لوگوں کا ذکر ہوا جو اللہ پر ایمان لانے کے بعد ساری زندگی اپنے اس قول و قرار پر پہرہ بھی دیتے ہیں۔ اس آیت میں ان سے بھی اگلے درجہ کے ایمانداروں کا ذکر ہے۔ یعنی وہ لوگ جو صرف خود ہی احکامِ الٰہی کی بجا آوری پر جے نہیں رہتے بلکہ دوسروں کو اسی بات کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ سب سے پہلے خود عمل پیرا ہو کر اللہ کی فرمانبرداری کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دوسروں کو بلاتے ہیں۔ ان لوگوں کا پہلے خود عمل پیرا ہونا پھر اس کے بعد اللہ کے دین کی طرف بلانا انتہائی بہترین عمل ہے۔

[۴۲] ❁ **بدی کا جواب بدی سے دینے سے دعوت کو نقصان پہنچتا ہے اور بھلائی سے دینے سے دشمن بھی دوست بن جاتا ہے۔** اس آیت میں دعوت الی اللہ کا ایک زریں اصول بیان کیا گیا ہے۔ پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ نیکی اور بدی کبھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ اور یہ اس لیے بتایا گیا ہے کہ کفار مکہ دعوت اسلام کو کچلنے کے لیے بدترین ہتھکنڈوں پر اتر آئے تھے۔ مسلمانوں کو یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ بدی کا انجام کبھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ بدی بالآخر بدی کرنے والے کا ہی بھٹہ بٹھا دیتی ہے۔ لہٰذا داعی الی اللہ کو بدی کا جواب کبھی بدی سے نہ دینا چاہئے۔ بلکہ اسے برداشت کرنا چاہئے اسے کوئی فوری جواب نہ دینا چاہئے اور اس سے اگلا اقدام یہ ہونا چاہئے کہ اس کی بدی کا جواب بھلائی سے دیا جائے۔ اس طرح دشمن خود نگوسار اور شرمندہ ہوگا اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائے گا کہ میں نے کیا سلوک کیا تھا۔ اور فریق مخالف کا میرے حق میں سلوک کیا ہے؟ وہ آپ کے خلوص اور آپ کی خیر خواہی اور راست بازی کا معتقد ہو جائے گا حتیٰ کہ آپ کی مخالفت چھوڑ کر آپ کے ساتھ آملے گا اور آپ کا جگری دوست بن جائے گا۔ اور اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کی دعوت الی اللہ کی منزل کھوٹی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس میں مزید پیش رفت ہو جائے گی۔ اور اگر آپ برائی کا جواب برائی سے دیں گے تو پھر ادھر سے مزید برائی اٹھے گی اس طرح ایک تو مخالفت پہلے سے بھی بڑھ جائے گی۔ دوسرے تمہارا اصل مقصد فوت ہو جائے گا اور دعوت الی اللہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا۔

[۴۳] ❁ **بدلہ لینے کے لحاظ سے لوگوں کی تین قسمیں:۔** دنیا میں لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو برائی کا بدلہ برائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ
الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ

حاصل ہوتی ہے۔(۳۵) پھر اگر کسی وقت آپ کو کوئی شیطانی وسوسہ[۴۴] آنے لگے تو اللہ کی پناہ[۴۵] مانگیے۔ وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔(۳۶) یہ رات اور دن، سورج[۴۶] اور چاند سب اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ نہ تو تم سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اگر

سے اور نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتے ہیں۔ اور عام لوگوں کی اکثریت ایسی ہی ہوتی ہے۔ دوسرے وہ جو نیکی کا بدلہ بھی برائی سے دیتے ہیں۔ یہ بدترین لوگ ہوتے ہیں جو بچھو کی سرشت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ بالآخر آپ ہی اپنا نقصان کرتے ہیں۔ ان کی اس بدفطری کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کرتے اور ان سے پرے ہی رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور تیسرے وہ جو برائی ہونے پر بھڑک نہیں اٹھتے بلکہ اسے برداشت کر جاتے ہیں۔ بعد میں برائی کرنے والے سے خیر خواہی اور بھلائی کا سلوک کرتے ہیں۔ اور یہ کام کوئی بچوں کا کھیل نہیں بلکہ بڑے حوصلہ اور دل گردہ کا کام ہے۔ اور ایسے کام کی اسی سے توقع کی جا سکتی ہے جو بڑا صاحب عزم اور عالی حوصلہ شخص ہو۔ ایسے لوگ سب سے بہتر ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

[۴۴] ۞ برائی پر غصہ سے بھڑک اٹھنا شیطانی انگیخت ہے:۔ یعنی جب کوئی شخص برائی کرے اور انسان غصہ سے بھڑک اٹھے اور بدلہ لینے پر تیار ہو جائے تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ یہ شیطانی انگیخت ہے۔ شیطان اسے یہ پٹی پڑھاتا ہے کہ اس قسم کی بے عزتی کو ہرگز برداشت نہ کرنا چاہئے۔ پھر وہ اسے انتقام لینے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ ایسی صورت حال پیش آئے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجئے اور شیطان مردود سے، جو اس بات کا محرک بنا تھا، اللہ کی پناہ میں آ جائیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کی حرکات و سکنات کو بھی دیکھ رہا ہے اور تمہارے احوال سے بھی خوب واقف ہے لہٰذا وہ خود ہی تمہاری چارہ جوئی فرمائے گا۔

[۴۵] ۞ غصہ کا علاج:۔ سیدنا سلیمان بن صُرَدؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے گالی گلوچ کی اور ایک کو اتنا غصہ آیا کہ اس کا چہرہ پھول گیا۔ اور رنگ بدل گیا آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے۔ اگر غصہ کرنے والا شخص وہ کلمہ کہے تو اس کا غصہ جاتا رہتا ہے۔" ایک دوسرا شخص اس کے پاس گیا اور آپ ﷺ نے جو فرمایا تھا اسے اس کی خبر دی اور کہا: "شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ" وہ کہنے لگا کیا تم نے مجھے دیوانہ سمجھ لیا ہے یا مجھے کوئی روگ ہو گیا ہے؟" (بخاری۔ کتاب الادب۔ باب ما ینھی من السباب واللعن) حالانکہ اس کا یہ جواب ہی دیوانگی کی علامت ہے۔ غصہ میں انسان کی عقل پر جذبات غالب آ جاتے ہیں۔ اور عقل جاتی رہتی ہے اور دیوانہ بھی اسے کہتے ہیں جس میں عقل نہ ہو۔ رہا یہ سوال کہ وہ کلمہ کون سا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اللہ سے پناہ مانگے یا ﴿أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ کہے۔

[۴۶] ۞ پیکرِ محسوس اور غیر اللہ کی پوجا:۔ مشرکین اور بعض صاحبانِ طریقت یا وحدت الوجود کے قائلین، رہبان اور پیرو فقیر قسم کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سورج اور چاند وغیرہ اللہ تعالیٰ کے مظاہر ہیں۔ لہٰذا ہم جو سورج اور چاند کی پرستش کرتے ہیں تو فی الحقیقت انہیں اللہ کا پیکرِ محسوس سمجھ کر اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اللہ کے مظاہر یا پیکرِ محسوس نہیں بلکہ اللہ کی یہ نشانیاں ہیں اور اس کے غلام ہیں۔ ان کا تعلق دن اور رات سے ہے۔ دن کو سورج نکلتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿٣٧﴾ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ۩ ﴿٣٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ

تمہیں (فی الواقع) اسی کی عبادت کرنا منظور ہے۔(۳۷) پھر اگر یہ لوگ اکڑ بیٹھیں تو آپ کے پروردگار کے پاس جو لوگ ہیں وہ رات دن اس کی تسبیح [۴۷] میں لگے رہتے ہیں اور کبھی نہیں اکتاتے (۳۸)

اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ زمین سونی (بے آباد) پڑی ہوئی ہے۔ پھر ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ حرکت میں آتی ہے اور پھول جاتی ہے۔ جس (اللہ) نے اس زمین کو زندہ کیا وہ یقیناً مردوں کو [۴۸] بھی زندہ کرسکتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے (۳۹) بلاشبہ جو لوگ ہماری آیات سے غلط مفہوم [۴۹] لیتے ہیں وہ ہم سے

ہے تو چاند روپوش ہوتا ہے اور رات کو چاند ہوتا تو سورج روپوش ہوتا ہے۔ اس سے ایک تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس قدر پابندی سے اپنا کام سرانجام دینے والی چیزیں الٰہ نہیں ہوسکتیں۔ اور دوسرا یہ کہ جو چیزیں عروج وزوال سے دوچار ہوں وہ الٰہ نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا اگر تم فی الواقع اللہ کی عبادت کرنا چاہتے ہو تو براہِ راست اللہ کی عبادت کرو جو ان چیزوں کا خالق اور مالک ہے اور ان درمیانی وسائط کو درمیان سے نکال دو۔ کوئی چیز بھی اللہ کا مظہر نہیں یہ تو اس کی نشانیاں ہیں تاکہ ان سے تم اس کی معرفت حاصل کرو۔

www.KitaboSunnat.com

[۴۷] اللہ کی تسبیح میں ہمہ وقت مشغول رہنے والے فرشتے:۔ اپنے شرک اور اپنی جہالت پر ڈٹے رہیں اور آپ کی بات تسلیم کرنے میں اپنی توہین سمجھیں تو اپنی ہی تباہی کا سامان کر رہے ہیں کیونکہ اللہ ان کی نافرمانی یا فرمانبرداری سے بے نیاز ہے اور اس کے پاس فرشتوں کی ایک عظیم جمعیت موجود ہے جو اس کے حکم سے تدبیر امور کائنات کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ انہیں اللہ کے حکم سے سرتابی کی مجال نہیں۔ وہ وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے علاوہ ازیں وہ اس کی تسبیح و تحمید میں بھی ہر وقت مشغول رہتے ہیں یہی ان کی غذا اور یہی ان کا وظیفہ حیات ہے۔ وہ اپنے قول اور فعل سے اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ کائنات کی ایک ایک چیز کا خالق ومالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر اگر یہ لوگ ان حقائق کے علی الرغم اللہ کے شریک بنانے پر ہی تلے بیٹھے ہیں تو ان کی اس جہالت سے حقائق تو نہیں بدل سکتے۔

[۴۸] زمین کی روئیدگی سے معاد پر دلیل:۔ اس قدر خشک ہوچکی تھی کہ اس کی اوپر کی سطح خشکی کی وجہ سے پتھر کی طرح بن چکی تھی۔ اوپر سے پانی برسا تو وہ پھولنے لگی۔ بارش کے پانی کی اس مٹی میں آمیزش سے اس میں روئیدگی کے آثار پیدا ہوگئے۔ اور وہ بیج جو کبھی کے زیرزمین پڑے ہوئے تھے۔ ان میں زندگی کے آثار پیدا ہوئے تو اس پھولی ہوئی زمین سے ان بیجوں کے پودوں کی کونپلیں زمین سے باہر نکل آئیں۔ حتیٰ کہ زمین نباتات سے لہلہا اٹھی اور اس پر جوبن آگیا پھر اس بارش سے کئی جانور مینڈک، پپیہے اور حشرات الارض بھی پیدا ہوگئے۔ بالکل ایسی ہی صورت قیامت کے قریب واقع ہوگی آسمان سے ایک خاص قسم کی بارش برسے گی جس سے تمام مردوں میں زندگی کی لہر دوڑ جائے گی۔ پھر نفخۂ صور ثانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ

پوشیدہ نہیں۔ بھلا وہ شخص جو دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن و امان سے آئے گا؟ تم جو چاہتے ہو[۵۰] کرو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے (۴۰) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے پاس ذکر (قرآن) آیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ حالانکہ یہ ایک زبردست[۵۱] کتاب ہے۔ (۴۱) جس میں باطل نہ آگے سے رلہ پا سکتا ہے اور نہ پیچھے[۵۲] سے۔

کے وقت تمام مرے ہوئے انسان اپنی قبروں سے اس طرح نکل آئیں گے جیسے کونپل زمین سے نکل آتی ہے پھر وہ میدان محشر کی طرف چل کھڑے ہوں گے۔

[۴۹] ۞ الحاد کے معنی:۔ ﴿يُلْحِدُوْنَ﴾ کا مادہ لحد ہے اور لحد بمعنی قبر اور اس کا بغلی حصہ اور الحد بمعنی راہ راست سے کسی ایک طرف ہو جانا اور الحد السھم کے معنی تیر کا نشانہ کے کسی ایک پہلو میں لگنا اور الحد عن الدین کے معنی دین میں طعن کرنا۔ (مفردات القرآن) اور اس الحاد کا تعلق عقائد سے ہوتا ہے (فق۔ل ۱۸۹) جیسے اللہ کی ذات و صفات میں شک کرنا یا اس کے غلط معنی لینا یا معجزات سے انکار کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ﴾ (۷:۱۸۰) یعنی جو لوگ اللہ کے ناموں (صفات) میں کجی اختیار کرتے ہیں۔

۞ الحاد کا تعلق اللہ کی صفات سے۔ ملحدین کون کون سے فرقے ہیں؟:۔ اس لحاظ سے اس مقام پر اللہ کی آیات سے مراد اللہ کی صفات بیان کرنے والی آیات ہوگا اس کی مثال جیسے اللہ کی تقدیر سے تعلق رکھنے والی آیات میں الحاد کی بنا پر قدریہ اور جبریہ دو فرقے وجود میں آگئے۔ خوارج نے بھی اللہ کے حکم ہونے سے مراد یہ لی کہ اللہ کے علاوہ نہ اللہ کا قرآن حکم بن سکتا ہے اور نہ ہی انسان حکم بن سکتا ہے۔ معتزلہ نے اللہ کی صفات کو اللہ کی ذات سے جدا کر کے اللہ کی صفات کو حادث قرار دیا اور مسئلہ خلق قرآن کا فتنہ اٹھا کھڑا کیا۔ علاوہ ازیں جتنے بھی گمراہ فرقے ہیں سب ہی اللہ کی صفات میں الحاد کر کے اس سے اپنا مفید مطلب مفہوم کشید کر لیتے ہیں۔ ایسے ملحدین جو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں سب اللہ کی نظر میں ہیں۔ اور وہ اس سے بچ کر کہیں جا نہیں سکتے۔

[۵۰] انداز بیان میں سخت دھمکی پائی جاتی ہے اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کو کہے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور یہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو اللہ کی آیات میں الحاد کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

[۵۱] یعنی قرآن کریم زبردست کتاب ہے۔ زیردست نہیں۔ اس کے بیان کردہ دلائل اور حقائق کو نہ جھٹلایا جا سکتا ہے اور نہ نیچا دکھایا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب نیچا رہنے کے لیے نازل نہیں کی گئی۔ بلکہ زبردست رہنے کے لیے نازل کی گئی ہے۔ لہٰذا جو لوگ اس کتاب کا انکار کرتے ہیں ان کا انجام زیردستی اور ذلت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

[۵۲] ۞ قرآن میں باطل کی عدم مداخلت کے مختلف پہلو:۔ یہ آیت کتاب اللہ کے زبردست ہونے کی وجہ یہ بتا رہی ہے کہ اس میں نہ آگے سے، نہ پیچھے سے، نہ اوپر سے، نہ نیچے سے غرض کسی طرف سے بھی باطل داخل نہیں ہو سکتا اور اس جملہ کے بھی کئی مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کا کلام ہے جسے اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کے دل پر نازل کیا۔ جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ایسا ہے جو امین بھی ہے اور قوی بھی۔ یعنی نہ تو وہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں خود کوئی کمی بیشی کرتا ہے اور نہ کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝۴۲ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ

یہ حکمت والے اور لائق ستائش اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔(۴۲)

آپ سے بھی وہی کچھ کہا جارہا ہے جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہا [۵۳] جا چکا ہے۔

جن یا شیطان یا کوئی دوسری طاقت اس سے کسی کلام کا کچھ حصہ چھین سکتی یا اس میں آمیزش کر سکتی ہے۔ پھر جب جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے دل پر اتار دیا اور آپ ﷺ کی صداقت و دیانت پر آپ ﷺ کے دشمن بھی شاہد تھے اور آپ نے وہ کلام جوں کا توں امت تک پہنچا دیا تو اب بتاؤ کہ اس کلام میں باطل کی آمیزش کے لیے کہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب سے قرآن نازل ہوا ہے۔ اسی وقت سے مسلمانوں کے سینوں کے اندر محفوظ ہو کر نسلاً بعد نسل تواتر کے ساتھ منتقل ہوتا چلا آرہا ہے۔ اور ہر زمانہ میں لاکھوں کی تعداد میں اس کے حافظ موجود رہے ہیں اور آج بھی موجود ہیں اور یہ شرف کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں۔ دوسری طرف اس کے نزول کے ساتھ ہی اس کی کتابت شروع ہو گئی تھی اس دور سے لے کر آج تک مسلسل اور متواتر اس کی اشاعت ہو رہی ہے اور کروڑوں اور اربوں تک اس کے نسخے لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکے ہیں۔ یہ شرف بھی اسی کتاب کو حاصل ہے کہ یہ دنیا بھر کی سب سے زیادہ کثیر الاشاعت کتاب ہے۔ اب ایک طرف یہ کتاب سامنے رکھئے دوسری طرف ایک چھوٹے سے حافظ بچے کو سنانے کے لیے کہہ دیجئے۔ آپ پر اس قرآن کا اعجاز ثابت ہو جائے گا۔ قرآن کے شائقین نے اس کی آیات، اس کے الفاظ، اس کے حروف، اس کے نقاط اور اس کے اعراب (زیر، زبر، پیش) غرضیکہ ایک ایک چیز کو گن کر ریکارڈ کر رکھا ہے۔ اب بتائیے کہ اس کتاب میں کسی ایک لفظ بلکہ حرف کی بھی کمی بیشی ہو سکتی ہے۔؟ اور باطل اس میں کسی طرح راہ پا سکتا ہے؟ اور اس کا تیسرا مطلب یہ ہے کہ قرآن نے جو حقائق بیان کئے ہیں، کوئی علم ایسا وجود میں نہیں آسکتا جو فی الواقع علم ہو اور قرآن کے بیان کردہ علم کی تردید کرتا ہو، کوئی تجربہ کوئی مشاہدہ ایسا نہیں ہو سکتا جو یہ ثابت کرے کہ قرآن نے عقائد، اخلاق، قانون، تہذیب و تمدن، معیشت و معاشرت اور سیاست کے باب میں انسان کی جو رہنمائی دی ہے وہ غلط ہے۔ باطل خواہ سامنے سے آکر حملہ آور ہو یا ادھر ادھر کے راستوں سے ہو کر چھاپے مارے وہ کسی طرح بھی اس حقیقت کو شکست نہیں دے سکتا جو قرآن نے پیش کی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ کسی چیز کے متعلق انسان کا علم خواہ کتنا ہی ترقی کر جائے وہ محدود ہی ہوگا اور اس کے بعد بھی اس چیز کے متعلق مزید انکشافات ہوتے رہیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے۔ علاوہ ازیں وہ ہر چیز کا خالق ہے اور خالق اپنی بنائی ہوئی چیز کے متعلق جتنی معلومات رکھتا ہے دوسرا کوئی نہیں جان سکتا۔

[۵۳] ❁ رسولوں کو قوم سے کیا کچھ سننا پڑا؟:۔ اس طرح کی آیات کا نزول وقتاً فوقتاً ہوا اور بارہا ہوا اور ہونا چاہئے بھی تھا۔ کیونکہ تیرہ سالہ دور نبوت سارے کا سارا ہی کفار کے ہاتھوں ایذا رسانیوں میں گزرا۔ جن کی ایک قسم استہزاء اور اعتراضات بھی تھے۔ استہزاء اللہ کی آیات سے ہوتا تھا۔ اللہ کے رسول سے بھی اور مسلمانوں سے بھی۔ مثلاً یہی کہ کیا یہی شخص اللہ کو رسالت کے لیے ملا تھا؟ یہ تو جادوگر ہے، کاہن، شاعر ہے مجنون ہے۔ اسی طرح یہ کہ اگر تم اپنے اس کام سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے یا مار ہی ڈالیں گے۔ یا یہ کہ تمہارے پیروکار کچھ کمینے اور رذیل سے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ ہم تو ان کی موجودگی میں تمہارے پاس بیٹھنا بھی گوارا نہیں کرتے چہ جائیکہ تمہاری باتیں سنیں۔ ایسی باتیں جو آپ کفار سے سنتے رہتے ہیں۔ پہلے رسولوں کو بھی یہ سب باتیں سننا پڑی تھیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ
أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ
وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ ع ۵ ۱۹

بلاشبہ آپ کا پروردگار معاف کردینے والا بھی ہے۔ اور دردناک[۵۴] عذاب دینے والا بھی۔(۴۳) اور اگر ہم اس قرآن کی زبان غیر عربی[۵۵] بنا دیتے تو کافر کہتے کہ اس کی آیات واضح کیوں نہیں کی گئیں۔ یہ کیا کہ کتاب تو عجمی زبان میں ہو اور مخاطب عربی ہوں؟" آپ ان سے کہئے کہ: "جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے[۵۶] لئے تو یہ کتاب ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ثقل ہے۔ اور وہ (قرآن) ان پر دھندلا[۵۷] ہی رہتا ہے ان لوگوں کا حال تو ایسا ہے جیسے کہیں دور جگہ سے انہیں پکارا[۵۸] جا رہا ہو۔(۴۴) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تو اس

[۵۴] یہ اللہ تعالیٰ کی صفت حلم اور عفو ہی ہے کہ وہ اپنے دین کی اور اپنے فرمانبردار بندوں کی اس طرح توہین ہوتے دیکھ کر بھی ان سے درگزر کئے جاتا اور انہیں مہلت دیئے جاتا ہے۔ ورنہ اس کے صاحب انتقام ہونے کا تو یہی تقاضا تھا کہ انہیں فوراً کسی دردناک عذاب سے تباہ کر ڈالتا۔ مگر وہ اس عذاب کو مؤخر کئے جا رہا ہے اور یہ سب کچھ اس کی مشیت کے تحت ہو رہا ہے۔

[۵۵] ❁ اگر قرآن عجمی زبان میں نازل ہوتا تو کفار کے اعتراض کی صرف نوعیت ہی بدلتی:۔ یہ ضد اور ہٹ دھرمی کافروں کی خوئے بد کی ایک اور مثال ہے۔ اعتراض کرتے وقت وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ ان کے اس اعتراض میں کچھ معقولیت ہے بھی یا نہیں؟ ان کا اعتراض یہ تھا کہ یہ رسول عربی ہے اور عربی زبان میں ہی کلام سناتا ہے۔ تو اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام اس کا اپنا تصنیف کردہ ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ کلام کسی دوسری زبان مثلاً فارسی یا رومی زبان میں ہوتا اور یہ فرفر ہمیں سناتا۔ اور ہم سمجھتے کہ یہ زبان تو یہ جانتا ہی نہ تھا۔ لہٰذا ممکن ہے کہ اللہ کا رسول ہو اور فرشتہ ہی اس کو ایسا کلام پڑھاتا ہو۔ اسی اعتراض کا اس آیت میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ اگر ہم قرآن غیر عربی زبان میں نازل کرتے تو ان کے اعتراض کی شکل یہ ہوتی کہ: واہ! یہ بھی عجب معاملہ ہے۔ یہ نبی کلام ایسی زبان میں پیش کرتا ہے جسے ہم سمجھ بھی نہیں سکتے تو اس پر ایمان کیا لائیں؟ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے بہرحال اعتراض ہی کرنا ہے جو بھی صورت ہو اور یہی کام یہ لوگ کر رہے ہیں۔

[۵۶] آپ ایسے اعتراض کرنے والوں سے کہئے کہ جن لوگوں کی عقل سلیم ہے وہ اسی قرآن سے راہ ہدایت بھی حاصل کر رہے ہیں اور اپنی روحانی بیماریوں سے شفا بھی پا رہے ہیں۔ اگر تم خود سننا، دیکھنا اور ہدایت حاصل ہی نہ کرنا چاہو تو اس میں اللہ کی کتاب کا کیا قصور ہے جو اسے مورد الزام ٹھہراتے ہو؟

[۵۷] ❁ کافروں پر قرآن کے دلائل دھندلائے ہی رہتے ہیں:۔ ایک پرندہ ہے چمگادڑ جس کی آنکھیں سورج کی روشنی میں چندھیا جاتی ہیں اور وہ دن کی روشنی میں اپنی آنکھیں بند ہی رکھتا ہے۔ حالانکہ سورج سب کے لیے ایک عظیم نعمت ہے لیکن چمگادڑ کو بھلا نہیں لگتا۔ یہی حال ان کافروں کا ہے کہ آفتاب ہدایت نکلا تو ان کو بھلا نہیں لگتا۔ اس میں چشمہ آفتاب یا آفتاب ہدایت کا کیا قصور ہے۔ یہ اگر کچھ کلام اللہ سنتے بھی ہیں تو کانوں کے اندر پہنچنے ہی نہیں دیتے اور قرآن کے مضامین ہدایت اور دلائل توحید و معاد ان پر واضح ہوتے ہی نہیں بلکہ دھندلائے ہی رہتے ہیں۔

[۵۸] دور سے پکارنے والے کی آواز کانوں میں پڑ تو جاتی ہے۔ مگر یہ سمجھ نہیں آسکتی کہ کہنے والا کہہ کیا رہا ہے؟ یہی حال ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَاخۡتُلِفَ فِیۡہِ ؕ وَ لَوۡ لَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ ؕ وَ اِنَّہُمۡ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ مُرِیۡبٍ ﴿۴۵﴾ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِہٖ وَ مَنۡ اَسَآءَ فَعَلَیۡہَا ؕ وَ مَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ ﴿۴۶﴾

اِلَیۡہِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ؕ وَ مَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَکۡمَامِہَا وَ مَا تَحۡمِلُ

میں (بھی) اختلاف [۵۹] کیا گیا۔ اور اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے سے طے شدہ نہ ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ چکا دیا جاتا اور یہ لوگ بھی اس (قرآن) کی نسبت ایسے شک میں پڑے ہیں جو انہیں بے چین کئے دیتا ہے۔(۴۵) جس شخص نے کوئی نیک عمل کیا تو اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جو برائی کرے گا۔ اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور آپ کا پروردگار اپنے بندوں [۶۰] پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔(۴۶)

قیامت کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ اور جو بھی پھل اپنے شگوفہ سے نکلتا ہے یا مادہ حاملہ ہوتی ہے یا بچہ جنتی [۶۱] ہے

کافروں کا ہے کہ اگر قرآن کی آواز ان کے کانوں میں پڑ بھی جائے تو چونکہ ان کی خواہش ہی نہیں ہوتی کہ اس سے کچھ ہدایت حاصل کریں۔ لہٰذا قرآنی آیات کے مفاہیم و مطالب ان پر دھندلائے ہی رہتے ہیں۔

[۵۹] یعنی جو کتاب تورات موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی اس میں بھی جامع ہدایات موجود تھیں۔ اور لوگوں نے اس میں اختلاف کیا تھا۔ کچھ ایمان لائے تھے اور بہت سے لوگوں نے اس کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ بالکل ایسی ہی صورت حال اب قرآن کے معاملہ میں پیش آ رہی ہے اور اگر اللہ کی مشیت میں یہ بات نہ ہوتی کہ یہ دنیا دار الامتحان ہے تو ابھی ان لوگوں کے درمیان فیصلہ چکا دیا جاتا جو اپنے بعض مفادات اور سرداریوں کی بقا کی خاطر دعوت حق کو بہر حال جھٹلانے پر تلے بیٹھے ہیں۔ اور پوری سرگرمیاں اس دعوت کو مٹانے پر صرف کر رہے ہیں۔ جبکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ ان کے دل دعوت کو درست تسلیم کرتے ہیں اور انہیں اندر ہی اندر یہ خدشہ کھائے جا رہا ہے کہ اگر اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا تو پھر ہماری خیر نہیں۔

[۶۰] ۞ یعنی آپ کے پروردگار کو اپنے بندوں کو خواہ مخواہ سزا دینے کا کوئی شوق نہیں۔ نہ وہ یہ ظلم کر سکتا ہے کہ نیکی کرنے والوں کو کچھ بدلہ نہ دے اور نہ یہ کہ بدی کرنے والوں کو ان کی بدی کی کوئی سزا نہ دے۔

[۶۱] ۞ جواب کا رخ اس طرف موڑ دینا جس کا تعلق عملی زندگی سے ہو:۔ اللہ تعالیٰ کی وسعتِ علم کا یہ حال ہے کہ شگوفہ کے اندر اس کے پھل کے نکلنے تک جو کیفیات گزرتی ہیں اور رحم مادر میں جنین پر جو جو مرحلے پیش آتے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ ایسی ہی علیم ہستی جب یہ خبر دے رہی ہے کہ قیامت یقینی طور پر آنے والی ہے تو تمہیں اس بات پر یقین کر لینا چاہیے۔ رہی یہ بات کہ وہ کب آئے گی تو اس کا علم بھی صرف اللہ کو ہے اور یہ بات بتانا مشیت الٰہی کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس طرح تخلیق انسانی کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ کافروں کا یہ مشغلہ سا بن گیا تھا کہ وہ بار بار رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کرتے رہتے تھے تو اس کے جواب میں مختلف مقامات پر مختلف جوابات دیئے گئے ہیں اور ان میں وہ پہلو اختیار کیا گیا ہے جس کا تعلق عملی زندگی سے ہو، رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی دستور تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ ﷺ سفر میں کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں کسی شخص نے زور سے پکارا: یا محمد ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ”تجھ پر افسوس! کیا تو نے اس کے لیے کچھ تیاری کر لی ہے“ (مسلم۔ کتاب البر والصلۃ والادب۔ باب المرء مع من احب)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ
شَهِيدٍ ﴿٤٧﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿٤٨﴾ لَا يَسْأَمُ
الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ

تو یہ سب کچھ اللہ کے علم سے ہوتا ہے۔ اور جس دن اللہ ان مشرکوں کو پکار کر پوچھے گا کہ "کہاں ہیں میرے شریک؟" تو کہیں گے: "ہم آپ سے عرض [۶۲] کر چکے ہیں کہ (آج) ہم میں سے کوئی (ایسی) گواہی دینے والا نہیں" (۴۷) اور اس سے پہلے جنہیں وہ پکارا کرتے تھے ان سے گم ہو جائیں گے [۶۳] اور وہ یقین کر لیں گے کہ اب ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں۔(۴۸)

انسان (اپنے لئے) بھلائی کی دعا کرنے سے کبھی نہیں اکتاتا [۶۴] اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مایوس [۶۵] اور دل شکستہ ہو جاتا ہے (۴۹) اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کا مزا چکھائیں

[۶۲] ﴿ آذنّٰک ﴾ کے معنی ہیں ہم آپ کے گوش گزار کر چکے ہیں یعنی قیامت کے دن مشرک لوگ شرک کا انجام دیکھیں گے تو اپنے شرک کا اقرار کرنے کی بجائے صاف مکر جائیں گے۔ بعض علماء نے یہاں شہید سے شاہد مراد لیا ہے۔ یعنی آج ہمیں اپنے معبودوں میں سے کوئی بھی یہاں نظر نہیں آرہا۔

[۶۳] یعنی قیامت کی ہولناکیوں سے اس قدر گھبرائے ہوئے اور حواس باختہ ہوں گے کہ انہیں سمجھ ہی نہ آئے گی کہ اللہ تعالیٰ کے اس سوال کا کیا جواب دیں اور دنیا میں وہ اپنے معبودوں کے متعلق جو تصورات جمائے بیٹھے تھے کہ وہ اللہ سے سفارش کر کے ہمیں بچالیں گے، سب کچھ بھول جائیں گے کیونکہ انہیں صاف نظر آرہا ہوگا کہ آج کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا، نہ ہی عذاب سے بچنے کی کوئی صورت یا کوئی جگہ نظر آتی ہے۔

[۶۴] ۞ انسان کی حرص کی انتہا:۔ یعنی ایک عام اور دنیادار انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ مال و دولت سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ ہر طرح کی بھلائیاں میرے ہی لیے ہوں۔ رزق بھی کشادہ اور وافر ملے، خوشحالی اور عیش و عشرت نصیب ہو، تندرستی بھی ہو اور اولاد بھی اچھی ہو۔ غرض بھلائی کی جو قسم ہو سکتی ہے وہ چاہتا ہے کہ سب کچھ اسے مہیا ہو اور اگر یہ سب چیزیں مہیا ہو بھی جائیں تو پھر یہ چاہتا ہے کہ ان میں ہر آن اضافہ بھی ہوتا رہے اور اس کی یہ حرص کبھی ختم ہونے کو نہیں آتی۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر آدمی کو ایک وادی بھر سونا مل جائے جب بھی (قناعت نہیں کرنے کا) دوسری وادی چاہے گا اور اگر دوسری مل جائے تو تیسری چاہے گا۔ بات یہ ہے کہ آدمی کا پیٹ مٹی ہی بھرتی ہے" (بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب ما یتقی من فتنۃ المال)

[۶۵] ۞ تکلیف میں مایوس اور شاکی:۔ اور اس کی طبیعت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب اسے کوئی تنگی، فاقہ یا بیماری یا اسی قسم کا کوئی دوسرا دکھ پہنچتا ہے اور اسے اس تکلیف کے دور ہونے کے ظاہری اسباب نظر نہیں آتے تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ

تو کہنے لگتا ہے کہ ''میں اسی کا مستحق[۶۶] تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ کبھی قیامت بھی آئے گی اور اگر مجھے اپنے پروردگار کے پاس جانا ہی پڑا تو وہاں بھی میرے[۶۷] لئے بھلائی ہی ہوگی''

ہم ایسے کافروں کو ضرور بتادیں گے کہ وہ کیا کرتے تھے اور انہیں گندے[۶۸] عذاب کا مزا چکھائیں گے (۵۰)

ناشکری کی باتیں کرنے لگتا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ ان ظاہری اسباب کے علاوہ بے شمار باطنی اسباب بھی موجود ہیں جو اسے نظر نہیں آسکتے اور اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہوتے ہیں۔ اگر وہ اللہ پر بھروسہ کرنا سیکھ جائے تو یقیناً اس کی یہ حالت نہ ہو۔

[۶۶] آسائش میں اپنی تدبیر پر ناز:۔ اور تیسرا پہلو یہ ہے کہ اگر ہم اس کی تنگی، فاقہ یا بیماری کو دور کردیں اور اس پر بھلے دن آجائیں تو پھر بھی اللہ کی طرف نہیں ہوتا، نہ اس ذات کا شکر ادا کرتا ہے جس نے اس کی تکلیف کو دور کردیا جس سے وہ قطعاً مایوس ہوچکا تھا۔ بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ سب کچھ بس اس کی حسن تدبیر اور محنت کا نتیجہ تھا اور اگر میرے دن پھر گئے ہیں تو میں فی الواقع اس بات کا مستحق تھا۔

[۶۷] مالدار اور دنیادار لوگوں کا نظریہ کہ اگر اللہ آج مجھ پر خوش ہے تو قیامت کو کیوں نہ ہوگا:۔ ایسا شخص اگر اللہ کی ہستی کو مانتا بھی ہے تو اس کی معرفت انتہائی ناقص ہوتی ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ سب کچھ بس میں ہی ہوں۔ میرے اوپر کوئی ایسی ہستی نہیں جو کلیتاً میرے نفع و نقصان کی مالک ہو اور میری زندگی کی باگ ڈور اسی کے ہاتھوں میں ہو۔ اسی طرح روز آخرت اور اعمال کی جزا و سزا پر بھی اس کا ایمان انتہائی ناقص ہوتا ہے اور لوگوں کے کہنے پر وہ یہ فرض کرلیتا ہے کہ اگر مجھے اپنے پروردگار کے سامنے جانا بھی پڑا تو کیا وجہ ہے کہ وہ مجھے عذاب دے۔ میری موجودہ خوشحالی ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی خدا ہے تو وہ یقیناً مجھ سے خوش ہے۔ پھر اس دن آخر کیوں خوش نہ ہوگا۔ گویا ایسے لوگوں کے نزدیک دنیا کی خوشحالی ہی ان کے پروردگار کی خوشنودی کی دلیل ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ جس شخص کا اپنے پروردگار اور آخرت کے بارے میں ایسا غلط اور کمزور قسم کا ایمان ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ کافر بھی ہوتا ہے اور مشرک بھی۔ جیسا کہ سورہ کہف کے پانچویں رکوع میں بالکل ایسے ہی شخص کا قصہ گزر چکا ہے۔ اور ایسے شخص کی صحیح ذہنیت درج ذیل حدیث سے بھی معلوم ہوتی ہے:

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مکہ میں لوہار کا پیشہ کرتا تھا۔ میں نے عاص بن وائل سہمی کے لیے ایک تلوار بنائی۔ اس کی مزدوری کے تقاضا کے لیے میں عاص کے پاس گیا اس نے کہا میں تجھے یہ مزدوری اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کے دین) سے پھر نہ جائے۔ میں نے کہا۔ میں تو اس وقت تک بھی اس دین سے نہیں پھر سکتا جب کہ تو مر کر دوبارہ جی اٹھے گا۔ اس نے کہا: کیا میں مرنے کے بعد پھر جیوں گا؟ میں نے کہا، ''بیشک'' وہ کہنے لگا اچھا پھر جب میرے مرنے کے بعد اللہ مجھ کو زندہ کرے گا تو آخر مال اور اولاد بھی دے گا۔ اس وقت میں تیرا قرضہ ادا کردوں گا'' (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ سورۃ مریم۔ باب قوله اطلع الغيب)

[۶۸] غلیظ کے معنی موٹا۔ دبیز، گاڑھا، سخت اور گندہ سب کچھ آتا ہے۔ اور یہاں یہ لفظ سخت اور گندہ دونوں معنوں میں استعمال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غَلِيظٍ ﴿٥٠﴾ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ ۚ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ
عَرِيضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي
شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ

اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا اور پہلو پھیر کر چل دیتا ہے اور جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی[۶۹] دعائیں مانگنے لگتا ہے۔(۵۱) آپ ان سے پوچھئے بھلا دیکھو، اگر یہ قرآن اللہ ہی کی طرف سے ہو[۷۰] اور تم نے اس سے انکار کر دیا تو اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہو گا جو اس کی مخالفت میں دور تک چلا گیا ہو؟(۵۲) عنقریب ہم انہیں کائنات میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے اور ان کے اپنے اندر[۷۱] بھی، یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ قرآن حق ہے۔

ہو رہا ہے۔ غلاظت مشہور لفظ ہے۔ اور یہ عذاب گندہ اس لحاظ سے ہو گا کہ ایسے لوگوں کو پینے کے لیے پیپ، کچ لہو، زخموں کا دھوون، انتہائی متعفن بدبودار اور شدید ٹھنڈا پانی، ایسی ہی چیزیں پینے کو ملیں گی جن سے انسان کو گھن آتی ہے۔ اور اس کے سخت ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔

[۶۹] ۞ خوشحالی میں اکثر انسانوں کا اللہ کو بھول جانا:۔ یعنی جب انسان پر خوشحالی اور آسودگی کا دور آتا ہے تو پھولا نہیں سماتا اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اس وقت دراصل وہ خود خدا بنا بیٹھا ہوتا ہے۔ اور اگر اسے اللہ کی آیات سنائی جائیں اور یہ بتایا جائے کہ یہ سب انعام اللہ ہی نے کیا لہٰذا تمہیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اس کے حقوق ادا کرنے چاہیں اور اپنے برے انجام سے ڈرنا چاہئے تو اسے ایسی باتیں ناگوار اور تلخ محسوس ہوتی ہیں جنہیں وہ سننا بھی گوارا نہیں کرتا اور اٹھ کر چلا جاتا ہے۔ لیکن جب پھر کسی بلا میں پھنس جاتا ہے تو اس وقت اسے اپنا وہ پروردگار یاد آنے لگتا ہے جس کی آیات سننے سے بھی بدکتا تھا۔ دل میں تو مایوس ہوتا ہے کیونکہ اسے اس مصیبت سے نجات کے ظاہری اسباب نظر نہیں آتے۔ مگر جب تکلیف اسے پریشان کر دیتی ہے تو بے اختیار اس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھ جاتے ہیں۔ اور پھر وہ اللہ سے لمبی چوڑی دعائیں بھی کرتا ہے اور وعدے وعید بھی کرنے لگتا ہے۔ اور یہ حالت چونکہ اس کی اضطراری کیفیت ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر اللہ اسے اس مصیبت سے نجات دے بھی دے تو بعد میں پھر وہ وہی کچھ بن جاتا ہے جو پہلے تھا۔ الا ماشاء اللہ تھوڑے ہی لوگ ہوتے ہیں جو بعد میں اللہ سے کئے ہوئے اس قول و قرار کو یاد رکھتے اور حقیقتاً اس کے فرمانبردار بن جاتے ہیں۔ اکثریت ایسی ہی ہوتی ہے جو خوشحالی کے دور میں اپنے پروردگار کو یکسر بھول ہی جاتی ہے۔

[۷۰] ۞ آخرت کے منکر کیسے خسارہ میں رہتے ہیں؟:۔ اس قرآن میں جو بعث بعد الموت اور اللہ کے حضور پیشی کا عقیدہ پیش کیا گیا ہے وہ ایک ٹھوس حقیقت ہو تو بتاؤ تمہارا کیا حال ہو گا؟ فرض کرو کہ تمہارے زعم کے مطابق سب انسان مر کر مٹی میں مل جائیں گے اور یہی انسان کا انجام ہو تو جو شخص روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کا کیا بگڑے گا؟ اور اگر قرآن کی بات سچی ہوئی اور تمہیں اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہونا پڑا تو بتاؤ تمہاری گمراہی کا کوئی ٹھکانا ہے جس کے نتیجہ میں لازماً تمہیں جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



[۵۷] آفاق و انفس کے دو مفہوم:۔ اس آیت کے دو مطلب ہیں اور وہ دونوں ہی درست ہیں۔ ایک یہ کہ آفاق سے مراد عرب کے قرب و جوار کے ممالک مراد لیے جائیں اور انفس سے عرب قوم اور بالخصوص قریش قوم مراد لی جائے جس سے رسول اللہ ﷺ نسبی تعلق رکھتے تھے اس لحاظ سے اس آیت کا جو مطلب ہے وہ تاریخ کے اوراق پر ثبت ہے۔ چند ہی سالوں میں قریشی سرداروں کو ذلت سے دوچار ہونا پڑا اور کفر و شرک کی کمر ٹوٹ گئی۔ آپ کی زندگی ہی میں کفر و شرک کو عرب کی سرزمین سے دیس نکالا مل گیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں پے در پے فتوحات کے نتیجہ میں عرب کے ارد گرد کے ملکوں میں اسلام کا جو بول بالا ہوا وہ ہر ایک نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ یہ اللہ کی نشانیاں صرف ان معنوں میں نہ تھیں کہ مسلمان ملکوں پر ملک فتح کرتے چلے گئے اور وہ مفتوح قوموں کے جان و مال کے مالک بن گئے جیسا کہ اس دنیا میں عموماً ہوتا ہے بلکہ یہ ان معنوں میں اللہ کی نشانیاں تھیں کہ یہ فتوحات اپنے جلو میں ایک عظیم الشان مذہبی، اخلاقی، ذہنی و فکری، تہذیبی و سیاسی اور تمدنی و معاشی انقلاب بھی لا رہی تھی اور ان فتوحات کے اثرات جہاں جہاں بھی پہنچے انسان کے بہترین جوہر کھلتے اور بدترین اوصاف مٹتے چلے گئے۔

اور دوسرا یہ کہ آفاقی آیات سے مراد کائنات میں ہر سو بکھرے ہوئے اللہ کے عجائبات مراد لیے جائیں اور آیات انفس سے مراد انسان کے اندر کی دنیا لی جائے۔ جنہیں بالترتیب عالم اکبر اور عالم اصغر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اس کائنات میں اور انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی لاتعداد نشانیاں موجود ہیں۔ اور ان سب کا نہ انسان آج تک احاطہ کر سکا ہے اور نہ آئندہ کبھی کر سکے گا۔ جبکہ ہر دور میں کوئی نہ کوئی نئی سے نئی نشانی انسان کے علم میں آجاتی ہے اور آئندہ بھی آتی رہے گی۔ جو قرآن کے بیان کی صداقت پر گواہی دیتی رہے گی۔ نئے سے نئے عجائبات قدرت انسان کے علم میں آتے رہیں گے۔ خواہ ان کا تعلق انسان سے باہر کی دنیا سے ہو یا اس کے اندر کی دنیا سے۔

"انسان کو کائنات اصغر کہنے کی بھی کئی وجوہ ہیں۔ جن میں ایک یہ ہے کہ کائنات میں موجود چیزوں کی خصوصیات اس میں موجود ہیں۔ مثلاً زمین پر جو اشیاء پائی جاتی ہیں وہ یا جمادات سے تعلق رکھتی ہیں یا نباتات سے اور یا حیوانات سے۔ جسامت کے لحاظ سے انسان جمادی ہے۔ پھر یہ بڑھتا بھی ہے۔ اس لحاظ سے اس کا نفس نباتی ہوا۔ پھر یہ حرکت بھی کرتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ نفس حیوانی ہوا۔ پھر اس سے بھی زیادہ کامل ہوا تو اسے نفس انسانی ملا۔ جس طرح کسی عرق کو ایک آتشہ، پھر دو آتشہ، پھر سہ آتشہ کر کے اسے انتہائی لطیف اور سریع التاثیر بنایا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مشت خاک کو کمال دیتے دیتے انسان بنا دیا۔ اور اسے ایسی قوائے انسانیہ عطا کی گئیں جن سے وہ امور کلی دریافت کرنے کے قابل بن گیا۔ اب انسان کے اندر جس جس قسم کی قوتیں اور قدرتیں رکھ دی گئی ہیں ان کا احاطہ کرنا انسان کے بس سے باہر ہے۔ حالانکہ وہ اس کے اندر ہر وقت موجود ہیں اور موجود رہتی ہیں۔ پھر انسان کے اندر نصب شدہ مشینری کو دریافت کر کے انسان کئی طرح کی ایجادات معرضِ وجود میں لانے کے قابل ہو گیا۔ پھر اس کے نفس انسانی کا تعلق عالم ملکوت سے بھی ہے۔ اس طرح انسان کے اندر کی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی لاانتہا قدرتیں اور عجائبات موجود ہیں جن کا اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اَوَلَمۡ یَکۡفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِیۡ مِرۡیَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ ﴿۵۴﴾ ع ۶

کیا یہ بات کافی نہیں کہ آپ کا پروردگار ہر چیز پر حاضر و ناظر [۷۲] ہے (۵۳) سن لو! یہ لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات سے [۷۳] شک میں پڑے ہوئے ہیں (اور یہ بھی) سن لو کہ اللہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے (۵۴)

[۷۲] اس جملہ کے تین مطلب ہو سکتے ہیں۔ ربطِ مضمون کے لحاظ سے یہ مطلب ہو گا کہ اگر یہ لوگ قرآن کی حقانیت کو تسلیم نہیں کرتے تو نہ کریں۔ اس کی حقانیت پر کیا تمہارے پروردگار کی گواہی کافی نہیں جو ہر جگہ موجود اور ہر چیز کو بچشمِ خود دیکھ رہا ہے؟ دوسرا مطلب یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کو اپنے کرتوتوں سے رک جانے کے لیے یہ بات کافی نہیں کہ آپ کا پروردگار ان کی ہر ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے؟ اور تیسرا مطلب یہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ کافر آپ کو کن کن طریقوں سے ستا رہے ہیں پھر کیا آپ ﷺ کے اطمینان کے لیے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خود گواہ ہے اور وہ انہیں ان کی کرتوتوں کی سزا دیئے بغیر چھوڑے گا نہیں؟

[۷۳] یعنی کافروں کی فتنہ انگیزیوں اور شرارتوں کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہیں نہ روزِ آخرت پر ایمان ہے اور نہ اللہ کے حضور جواب دہی کے تصور پر۔ اگر انہیں یہ یقین ہوتا تو کبھی ایسی حرکتیں نہ کرتے۔ لیکن انہیں یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احاطہ اختیار میں کس طرح گھرے ہوئے اور مجبور محض ہیں اور اس کی گرفت سے بچ کر کہیں جا نہیں سکتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۳ آیاتہا سورۃ الشوریٰ مکیۃ ۴۲ رکوعہا ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حٰمٓ ﴿١﴾ عٓسٓقٓ ﴿٢﴾ كَذٰلِكَ يُوحِيٓ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾ لَهُ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٤﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِن فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

کلمات ۸۶۹ آیات ۵۳ (۴۲) سورۃ الشوریٰ مکی ہے (۶۲) رکوع ۵ حروف ۳۵۸۵

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ(۱) ع۔ س۔ ق(۲) اللہ جو زبردست اور حکمت والا ہے، آپ کی طرف [۱] اور آپ سے پہلے (رسولوں) کی طرف اسی طرح وحی کرتا رہا ہے(۳) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور وہ عالی شان [۲] اور عظمت والا ہے۔(۴) (جو کچھ یہ مشرکین کہتے ہیں) قریب ہے کہ آسمان اوپر [۳] سے پھٹ پڑیں درآنحالیکہ فرشتے

[۱] نام لئے بغیر مابہ النزاع مسائل کے جوابات:۔ مکی دور میں حق و باطل کے درمیان اختلافی مسئلے بنیادی طور پر دو ہی تھے۔ ایک یہ کہ مشرکوں کے بتوں کا کائنات میں کچھ تصرف ہے یا نہیں؟ اور دوسرا یہ کہ کیا انسان کا مر کر جی اٹھنا پھر اپنے پروردگار کے حضور جوابدہی کے لیے پیش ہونا درست ہے یا نہیں؟ یہی دو مسائل تھے جن کا اکثر مجلسوں اور نجی گفتگو میں ہر وقت چرچا رہتا تھا۔ پھر ان میں ایک تیسرا مسئلہ از خود شامل ہو جاتا تھا کہ آیا محمد ﷺ فی الواقع اللہ کا رسول ہے یا نہیں؟ جو کچھ وہ کلام پیش کرتا ہے۔ فی الواقع اللہ کا کلام ہے؟ اور قرآن کا انداز خطاب یہ ہے کہ اکثر سورتوں میں تمہید کے طور پر کافروں کے اعتراضات کا ذکر کیے بغیر انہیں سوالوں میں سے کسی سوال کے جواب سے اس سورہ کا افتتاح کرتا ہے۔ اس سورہ کی تیسری آیت میں دراصل ان تینوں اعتراضات کا اجمالی جواب پیش کر دیا گیا ہے۔ جو یہ ہے کہ جو کچھ توحید اور معاد کے متعلق اس قرآن میں مذکور ہے۔ یہ کوئی نیا نظریہ نہیں بلکہ پہلے تمام انبیاء کو بھی یہی باتیں وحی کی جاتی رہی ہیں۔ اور تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ قرآن فی الواقع اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اور اس کی آیات حکمت سے لبریز ہیں کیونکہ وہ خود حکیم ہے۔ علاوہ ازیں وہ سب پر غالب اور زبردست بھی ہے۔ وہ مخالفین کی مخالفت کے باوجود اپنے کلمہ کا بول بالا کرنے کی قوت اور قدرت بھی رکھتا ہے۔

[۲] مملوک الٰہ نہیں ہو سکتا:۔ اس آیت میں بتوں یا ماسوا اللہ کی خدائی کا عقلی دلیل سے رد پیش کیا گیا ہے کہ خالق ارض و سماء تو اللہ کی ذات ہے۔ وہ ان سب چیزوں کا مالک اور وہ چیزیں اس کی مخلوق اور اس کی ملکیت ہیں اور وہ اس تمام کائنات سے بلند تر اور بزرگ تر ہے۔ پھر بھلا اس کی مخلوق کو، اس کی مملوکہ چیز کو اس کے مقابلہ میں حقیر ترین مخلوق کو اس کا شریک کیسے بنایا جا سکتا ہے۔ اور اس کے اختیارات و تصرفات میں ان چیزوں کو کیسے حصہ دار سمجھا جا سکتا ہے؟

[۳] اگر کوئی اور الٰہ ہوتا تو آسمان پھٹ پڑتا اور نظام تباہ ہو جاتا: مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ اس طرح وہ اللہ کی دوہری توہین کے مرتکب ہوتے تھے ایک اولاد قرار دینا یا نسبی رشتہ قائم کرنا اور دوسرے اللہ کے لیے بیٹوں کے بجائے بیٹیاں تجویز کرنا۔ اور بیٹا مملوک نہیں بلکہ ہمسر ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کائنات کا خالق اگر ایک کی بجائے دو بھی ہوتے تو یہ نظامِ کائنات درہم برہم ہو جاتا پھر ان لوگوں نے تو اللہ کے کئی نسبی رشتہ دار بنا ڈالے تھے۔ ان کے کہنے کے مطابق تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥﴾ وَالَّذِينَ
اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿٦﴾ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ

اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے اور زمین میں رہنے والوں کے لئے بخشش طلب کرتے رہتے ہیں۔ سن رکھو! اللہ ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے(۵) اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا سرپرست[۴] بنا رکھے ہیں اللہ ہی ان پر نگران ہے، آپ ان کے ذمہ دار نہیں۔(۶) اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف یہ قرآن عربی زبان میں نازل کیا تاکہ آپ اہلِ مکہ اور اس کے گرد و پیش[۵] والوں کو ڈرائیں اور انہیں جمع ہونے کے دن سے بھی ڈرائیں جس (کے واقعہ ہونے) میں کوئی شک نہیں (اس دن) ایک گروہ تو جنت[۶] میں جائے گا

آسمانوں کو کب کا پھٹ پڑنا چاہیے تھا۔ لیکن تدبیر امور کائنات پر مامور فرشتے ایسی باتوں سے اللہ کی ہر وقت پاکیزگی بیان کرتے اور اس کی حمد و ثنا میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر وہ اہل زمین کے ایسے گندے خیالات پر ان کے لیے بخشش کی دعا بھی کرتے رہتے ہیں۔ پھر اللہ ان کی دعا قبول کرتا اور ایسے مجرموں سے درگزر کیے جاتا ہے۔ ورنہ ان کے اعمال تو ایسے ہیں کہ ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا کر انہیں فوراً ہلاک کر دیا جاتا۔

[۴] ولی کے مختلف مفہوم:۔ ولی کا لفظ بہت جامع ہے اور بڑا وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ مثلاً کارساز دوست، حمایتی، مددگار اور سرپرست سب اس کے مفہوم میں شامل ہیں۔ اور اس کا عام مفہوم وہ شخص ہے جو کسی کی موت، مصیبت اور سخت پریشانی کے وقت اس کی مدد کو پہنچے یا اس کی وراثت کا اولین حقدار ہو۔ اور یہ باپ اور بیٹے کے علاوہ کوئی اور شخص بھی ہو سکتا ہے جب کہ مشرکین اپنے بتوں اور معبودوں کو ایسا سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہر مصیبت میں ان کے کام آتے اور ان کی حاجات کو پورا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نیز قیامت کے دن ہم ان کی سفارش سے اللہ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ ایسے مشرکوں کو مہلت تو دیتا ہے مگر یہ نہ سمجھو کہ وہ ہمیشہ بچے رہیں گے۔ یہ سب لوگ اللہ کی نظر میں ہیں۔ لہٰذا آپ اس فکر میں نہ پڑیں کہ یہ مانتے کیوں نہیں یا نہ ماننے کی صورت میں تباہ کیوں نہیں کر دیئے جاتے۔ یہ باتیں آپ کے ذمہ نہیں۔ وقت آنے پر اللہ خود ان سے نمٹ لے گا۔

[۵] قرآن ساری دنیا کی ہدایت کے لیے:۔ اُمُّ الْقُرَىٰ سے مراد مرکزی بستی یا بڑا شہر اور اس سے مراد مکہ معظمہ ہے۔ جہاں اللہ کا گھر موجود ہے۔ اور تمام دنیا کے لوگوں کے جمع ہونے کے لیے مرکز بنا دیا گیا ہے۔ اور اس کے گرد سے مراد صرف آس پاس کے علاقے یا ملک نہیں بلکہ پوری روئے زمین ہی مراد ہے۔ کیونکہ یہ پوری روئے زمین کا مرکز بنایا گیا ہے۔ گویا اس آیت میں چند بنیادی باتوں کا نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کر دیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ قرآن اہل عرب کی اپنی ہی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔ تاکہ اس کے سمجھنے سمجھانے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے اور لوگ مخصوص قسم کے علماء کے محتاج ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ تمام اہل عرب اس سے براہِ راست استفادہ کر سکیں، دوسری یہ کہ آپ کی دعوت صرف اہلِ مکہ کے لیے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لیے ہے اور تیسری یہ کہ آپ کی بعثت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ آپ دنیا بھر کے لوگوں کو قیامت کے دن واقع ہونے والے واقعات اور ان کے اعمال کی جزا و سزا سے پوری طرح خبردار کر دیں۔

[۶] یعنی جتنے بھی انسان اور جن پیدا ہوئے ہیں ان سب کو اس دن اکٹھا کر لیا جائے گا۔ دنیا میں تو کئی مذاہب ہیں پھر ہر مذہب کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۞ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ
وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۞ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ
يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ ۱ ع۹ ۲

اور دوسرا دوزخ میں۔(۷) اگر اللہ چاہتا تو انہیں ایک ہی امت رہنے دیتا مگر وہ جسے چاہتا[۷] ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے۔ اور ظالموں کے لئے نہ کوئی کارساز ہوگا اور نہ مددگار(۸) کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے؟ حالانکہ کارساز تو صرف اللہ ہے اور وہی مُردوں[۸] کو زندہ کرے گا۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔(۹) اور جس بات میں بھی تم اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ کرنا[۹] اللہ کا کام ہے۔ وہی اللہ

بیسیوں فرقے ہیں۔ مگر اس دن ساری مخلوق صرف دو گروہوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک اہل جنت، دوسرے اہل دوزخ۔ ایک تیسرے فریق اعراف والوں کا ذکر بھی سورہ اعراف میں آیا ہے لیکن وہ فریق کوئی مستقل فریق نہ ہوگا بلکہ جلد یا بدیر اہل جنت سے مل جائے گا۔

[۷] ۞ انسان کو اختیار دینے کا نتیجہ اختلاف اور گروہ بندی:۔ اس کی بڑی آسان صورت یہ تھی کہ اللہ انسانوں کو قوت ارادہ و اختیار نہ بخشتا۔ پھر جس طرح کائنات کی باقی سب چیزیں اللہ کی مطیع فرمان ہیں اور ان کی یہ اطاعت اضطراری ہے انسان بھی اسی طرح اللہ کا مطیع فرمان ہوتا۔ اور اختلاف یا فرقوں میں بٹنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ مگر اللہ کی مشیت تو یہ تھی کہ ایک ایسی مخلوق پیدا کی جائے جس کو اختیار دیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ کون اپنے اختیار سے اس کی اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے۔ اور یہ اختیار ہی وہ چیز ہے جو اختلاف کا سبب بنتا ہے۔ پھر جو لوگ اپنے اختیار سے اللہ کے فرمانبردار بن جاتے ہیں۔ اللہ انہیں رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ دنیا میں بھی مہربان اور آخرت میں بھی۔ لیکن جو نافرمانی اختیار کرتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ دنیا کی زندگی میں ان کا محاسبہ کیا جائے۔ بلکہ آخرت میں ان کا ضرور محاسبہ کیا جائے گا۔ پھر اس دن ان کا کوئی ایسا سرپرست یا مددگار نہ ہوگا جو انہیں ان کے اعمال کی سزا سے بچا سکے۔

[۸] ۞ آستانوں کے کارساز اصل میں مریدانِ باصفا ہی ہوتے ہیں:۔ آپ کسی کافر کے یا مشرک کے بت خانے یا آستانے پر تشریف لے جائیے اور دیکھئے کہ کارساز یا کام بنانے والے کون ہیں؟ کارساز تو وہ ہیں جو نذرانے دیتے اور نیازیں چڑھاتے ہیں انہیں کارسازوں یا مریدوں کے ذریعہ تو آستانوں کا کاروبار چمکتا ہے۔ اور آستانوں کے مجاوروں اور خادموں کی چاندی بنی ہوئی ہے۔ دنیا میں تو عبادت گزار مریدان باصفا ہی ان کے کارساز ہوتے ہیں۔ رہی آخرت کی بات جس کی وجہ سے یہ ان کے کارساز بنے ہوئے ہیں تو یہ بات آج نہیں آخرت کو انہیں ٹھیک طرح معلوم ہو جائے گی۔ کہ یہ اولیاء بھی انہی کی طرح عاجز مخلوق اور اللہ کے دربار میں بالکل بے بس ہیں۔ کارساز تو وہ ہو سکتا ہے جو تصرف کے وسیع اختیارات رکھتا ہو اور وہ اللہ کی ذات ہی ہو سکتی ہے جو مُردوں تک کو زندہ کر سکتی ہے اور ہر آن کرتی رہتی ہے۔ لہٰذا اگر کارساز بنانا ہے تو ایسی ذات کو بناؤ جو دنیا اور آخرت دونوں جگہ تمہارے کام بھی آسکے۔

[۹] ۞ اختلافات کا فیصلہ کیسے ہو سکتا ہے؟:۔ اصل دین چونکہ اللہ نے ہی بذریعہ وحی اپنے رسول اور بندوں کی طرف بھیجا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ﴿۱۰﴾ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ یَذْرَؤُكُمْ فِیْهِ ۭ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ

میرا پروردگار ہے میں اسی پر بھروسہ کر چکا[۱۰] اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔(۱۰) جو آسمانوں اور زمین کو پیدا[۱۱] کرنے والا ہے۔ جس نے تمہارے لئے تمہاری اپنی جنس سے بھی جوڑے بنا دیئے اور چوپایوں کے بھی (اس طرح) وہ تمہیں زمین میں پھیلا دیتا ہے۔ کوئی چیز اس کے مشابہ[۱۲] نہیں اور وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔(۱۱)

لہٰذا اگر بندے اس دین میں اختلاف کریں تو ان میں فیصلہ کا حق بھی اللہ ہی کو ہے کہ وہ لوگوں کو بتائے کہ میں نے جو دین بھیجا تھا وہ تو یہ تھا اور تم نے فلاں فلاں مقام پر غلط تاویلات کر کے باہم اختلاف کر لیا تھا۔ ہوتا یہ ہے کہ ہر صاحبِ شریعت نبی ایمان لانے والوں کو ایک امت بناتا ہے۔ بعد میں لوگ اس میں اختلاف پیدا کر کے کئی فرقوں میں بٹ جاتے ہیں۔ پھر جو بعد میں نبی آتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر وحی کر کے لوگوں کو اصل دین سے مطلع کر دیتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ دنیا میں لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کر دیتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اختلافات کا جو فیصلہ فرمائے گا وہ کھلی عدالت میں فرمائے گا۔ اختلاف کرنے والے لوگوں کی باقاعدہ پیشی ہو گی۔ پھر ان پر شہادتیں قائم ہوں گی اور انہیں بتایا جائے گا کہ اصل دین کیا تھا اور تم نے کیا کچھ حیلے اور مکاریاں کر کے اصل دین کا حلیہ بگاڑا تھا۔ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا تھا۔

اور اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اپنے تمام اختلافی مسائل میں اللہ کے کلام یعنی قرآن کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ پھر چونکہ قرآن رسول کی اطاعت کو واجب اور اپنی ہی اطاعت قرار دیتا ہے۔ لہٰذا کتاب اللہ اور سنت رسول دونوں کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ تفرقہ بازی اور اختلافات سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ انسان کتاب و سنت کے سامنے کھلے دل سے سر تسلیم خم کر دے اور اس مطلب کی تائید سورۂ نساء کی آیت نمبر ۵۹ اور ۶۴ سے بھی ہو جاتی ہے۔

[۱۰] یعنی میں ہمیشہ کے لیے اللہ پر توکل کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ پھر جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

[۱۱] میرے اللہ پر توکل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بہت بڑی قوت اور قدرت کا مالک ہے جس نے اس پوری کائنات کو وجود بخشا ہے اور اس زمین کو اس نے بڑے محیر العقول طریقوں سے انسانوں اور دوسرے جانوروں کے جوڑے بنا کر اور ان سے نسلیں پھیلا کر اس زمین کو آباد کر رکھا ہے۔

[۱۲] ❁ اللہ پر توکل کیوں کرنا چاہئے؟ اس کی مختلف وجوہ:۔ یہ اللہ پر توکل کرنے کی دوسری وجہ ہے۔ یعنی وہ ایسی ذات ہے جس کے مثل کائنات کی کوئی چیز نہیں۔ ﴿لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ﴾ کا لفظی معنی یہ بنتا ہے کہ ”کوئی چیز اس کے مثل کی مانند نہیں“ اور اس اندازِ بیان میں مزید مبالغہ پایا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مثلاً اس کے ہاتھ تو ہیں۔ مگر ایسے نہیں جیسے ہمارے ہیں یا کسی دوسرے جاندار کے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ اللہ کے دونوں ہی ہاتھ داہنے ہیں جو مخلوق کو روزی پہنچانے کے لیے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ ہماری طرح نہیں اور نہ ہی ہماری طرح اس کا جسم ہے۔ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ جبکہ انسان بھی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ اس میں فرق یہ ہے کہ انسان ایک وقت میں صرف ایک کی بات سن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ

آسمانوں اور زمین کی چابیاں اسی کے پاس ہیں [۱۳]۔ وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے کم کر دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے (۱۲) اس نے تمہارے [۱۴] لئے

سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ایک ہی وقت میں اپنی ساری مخلوق کی بھی پکار اور دعائیں سنتا ہے۔ یہی صورت اس کے دیکھنے کی ہے۔ یہ کیسے ہوتا ہے یہ سمجھنا ہماری بساط سے باہر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی ذات ہی بھروسہ کے قابل ہو سکتی ہے جو ہر وقت ہر ایک کی پکار اور فریاد سن سکتی ہو اور وہ ہر چیز کو بچشم خود دیکھ بھی رہی ہو۔

[۱۳] یہ اللہ پر توکل کرنے کی تیسری وجہ ہے کہ آسمان وزمین کے تمام تر خزانوں کی چابیاں اسی کے پاس ہیں۔ وہ ایسا داتا ہے جو ہر آن اپنی مخلوق پر بے انداز خرچ کرتا ہے اور رزق مہیا کر رہا ہے۔ البتہ بعض مصلحتوں کے پیش نظر اس نے رزق کی تقسیم تمام لوگوں میں یکساں نہیں رکھی۔ اور اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ رزق کے اس تفاوت کی وجہ سے ہی دنیا کا یہ نظام چل رہا ہے۔ اور سب لوگوں کی آزمائش ہو رہی ہے۔ اب اگر وہ کسی کو زیادہ رزق دیتا ہے یا کسی کو کم دیتا ہے تو یقیناً اس میں کوئی نہ کوئی حکمت کار فرما ہوتی ہے۔ جسے وہ خود ہی سب سے زیادہ جانتا ہے۔

[۱۴] ۞ دین اور شریعت میں فرق اور متبدل احکام کی مثالیں:۔ اس آیت میں ایک شرع کا لفظ آیا ہے اور شریعت کا لفظ اسی سے مشتق ہے۔ اور دوسرا دین کا۔ اور ﴿مِنَ الدِّیْنِ﴾ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت بھی دین کا حصہ ہی ہوتی ہے۔ اس فرق کو ہم یہاں ذرا وضاحت سے پیش کرتے ہیں:

دین کا لفظ بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ مختصراً یہ چار معانی میں استعمال ہوتا ہے (۱) اللہ کی کامل اور مکمل سیاسی اور قانونی حاکمیت، (۲) انسان کی مکمل عبودیت اور بندگی، (۳) قانون جزا و سزا یا تعزیرات ملکی، (۴) قانون جزا و سزا کے نفاذ کی قدرت، پھر یہ لفظ کبھی ایک معنی میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی ایک سے زیادہ معنوں میں۔ اب دین کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو کچھ باتوں کا حکم دے، کچھ کاموں سے منع کرے اور جو شخص ان احکام کے مطابق عمل کرے انہیں اچھا بدلہ دے اور جو حکم عدولی کرے اسے سزا بھی دے۔ چنانچہ ایسے احکام جو سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا محمد ﷺ پر غیر متبدل رہے ہیں یہی اصل دین ہے مثلاً شرک کی حرمت، آخرت اور اس کا محاسبہ، نماز اور زکوۃ کی ادائیگی کا حکم، قتل ناحق، چوری، زنا اور فواحش سے اجتناب وغیرہ۔

اور شرع کا لغوی معنی واضح راستہ متعین کرنا ہے۔ (مفردات القرآن) اور شریعت سے مراد وہ احکام ہیں جو زمانہ کی ضرورتوں اور احوال و ظروف کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد میں بہن بھائی کا نکاح جائز تھا اور یہ ایک اضطراری امر تھا۔ جو بعد کی شریعتوں میں حرام قرار دیا گیا۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی زوجیت میں دو حقیقی بہنیں تھیں جو بعد کی شریعتوں میں حرام قرار دی گئیں۔ اسی طرح اس دور میں سجدہ تعظیمی جائز تھا۔ جو بعد میں حرام کر دیا گیا۔ سابقہ شریعتوں میں اموال غنیمت سے استفادہ ناجائز تھا جو امت مسلمہ کے لیے حلال قرار دیا گیا۔ سابقہ شریعتوں میں نمازوں کی تعداد اور ان کی ادائیگی کا طریقہ، زکوۃ کی شرح اور روزوں کی تعداد ہماری موجودہ شریعت سے بالکل مختلف تھی۔ غرضیکہ ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ دین اور شریعت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰہِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ ؕ کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ ؕ اَللّٰہُ

دین کا وہی طریقہ مقرر کیا جس کا نوح کو حکم دیا تھا اور جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے اور جس کا ابراہیم [۱۵]، موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ [۱۶] نہ ڈالنا۔ آپ ان مشرکوں کو جس بات کی دعوت دیتے ہیں وہ ان پر گراں [۱۷] گزرتی ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے

کے اس فرق کو خود رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں واضح فرمایا کہ: "تمام انبیاء علاتی (سوتیلے) بھائی ہیں۔ ان کی مائیں (شریعتیں) تو الگ الگ ہیں مگر ان کا باپ (دین) ایک ہی ہے" (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ باب واذکر فی الکتاب مریم......) گویا اصول اور بنیادی احکام کا نام دین ہے اور دین کا یہ حصہ غیر متبدل ہے۔ دوسرا حصہ وہ ہے جس میں ان اصول احکام کی جزئیات میں تبدیلی واقع ہوتی رہی ہے۔ اسی متبدل حصہ کا نام شریعت ہے۔ یہاں یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے اور خوب ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ صاحب شریعت نبی کی شریعت اگرچہ مختلف رہی ہے مگر وہ اس مخصوص نبی کے دین کا حصہ ہی ہوتی ہے اور دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ چونکہ آخری نبی ہیں۔ لہٰذا آپ کو جو شریعت ملی ہے وہ بھی اب غیر متبدل ہے اور زمانہ کے بدلتے ہوئے تقاضوں کا حل اب پوری شریعت اسلامیہ سے بذریعہ اجتہاد معلوم کیا جائے گا۔

[۱۵] اس آیت میں پانچ اولوالعزم انبیاء کا ذکر ہوا ہے۔ سب سے پہلے صاحب شریعت نبی نوح علیہ اسلام تھے پہلے ان کا ذکر ہوا اور سب سے آخری محمد رسول اللہ ﷺ تھے پھر ان کا ذکر ہوا پھر اس درمیانی عرصہ کے تین صاحب شریعت انبیاء سیدنا ابراہیم، سیدنا موسیٰ اور سیدنا عیسیٰ علیہم السلام کا ذکر ہوا اور بتایا یہ گیا ہے کہ جس طرح ہم نے سابقہ انبیاء کے لیے دین کے ساتھ شریعت بھی وضاحت کے ساتھ وحی کر دی تھی۔ اسی طرح آپ کے لیے ایسے ہی طریقہ پر وحی کی جا رہی ہے۔ یعنی دین کا غیر متبدل حصہ بھی اور متبدل حصہ یا شریعت بھی۔ پھر بعض دفعہ دین کے صرف غیر متبدل حصہ پر بھی لفظ دین کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہے۔

[۱۶] یعنی سب انبیاء کو دین اور شریعت دے کر یہ تاکید کی گئی تھی کہ اس دین کو قائم رکھو، قائم رکھنے سے مراد ہے کہ پہلے اس کے احکام خود بجا لاؤ۔ پھر ایمان لانے والوں میں ان احکام کو نافذ کرو۔ اور دین کے جو غیر متبدل اصول ہیں۔ یعنی توحید اور معاد وغیرہ جو اوپر مذکور ہوئے ان میں اختلاف نہ ڈالو۔ اس جملہ کے مخاطب اگرچہ بظاہر انبیاء معلوم ہوتے ہیں تاہم اس کے مخاطب ان انبیاء کے متبعین ہیں اور یہ انداز تاکید مزید کے لیے ہے کیونکہ انبیاء کا تو مشن ہی یہ ہوتا ہے کہ سابقہ اختلاف کو ختم کریں چہ جائیکہ نئے اختلافات ڈالیں۔

[۱۷] یعنی وہی توحید اور روز آخرت کا محاسبہ جو تمام سابقہ انبیاء کے دین کا غیر متبدل حصہ رہا ہے اور جس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں ہو سکتی تھی۔ اسی بات کی جب ان مشرکین مکہ کو دعوت دی جاتی ہے تو ان پر گراں گزرتی ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدنا نوح علیہ السلام سے لے کر آج تک جو چیز معقول اور سب انبیاء کی متفق علیہ تعلیم تھی وہی انہیں بھاری معلوم ہونے لگی۔ اور اسی بنیادی تعلیم سے ہی اختلاف کر کے یہ اس کے مخالف بن گئے ہیں گویا ان کی جہالت اور بدبختی کی حد ہو چکی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَجْتَبِىٓ إِلَيْهِ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِىٓ إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾ وَمَا تَفَرَّقُوٓا۟ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ
الَّذِينَ أُورِثُوا۟ الْكِتَٰبَ مِنۢ بَعْدِهِمْ لَفِى شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١٤﴾ فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۖ وَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ ۖ

اپنے لئے چن لیتا ہے اور اپنی طرف سے اسی کو راہ دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔(۱۳) ان لوگوں میں فرقہ بندی اس وقت پیدا ہوئی جبکہ اس سے پہلے ان کے پاس علم (وحی) آچکا تھا (اور اس کی وجہ محض) ان کی باہمی ضد بازی[۱۸] تھی۔ اور اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک مقررہ مدت تک کا حکم پہلے سے طے شدہ[۱۹] نہ ہوتا تو ان کا قضیہ چکا دیا گیا ہوتا۔ اور ان کے بعد جو لوگ کتاب کے وارث ہوئے وہ ایسے شک[۲۰] میں پڑ گئے جو انہیں بے چین کیے رکھتا تھا۔(۱۴) لہٰذا آپ اسی دین کی دعوت دیجئے اور جو آپ کو حکم[۲۱] دیا گیا ہے اس پر ڈٹ جائیے۔

اس سادہ اور صاف ستھری تعلیم سے استفادہ وہی شخص کر سکتا ہے جو خود بھی ہدایت کا طالب ہو اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔ جس قدر زیادہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو گا اتنا ہی زیادہ اللہ کی ہدایت سے فیض یاب ہو گا۔

[۱۸] ۞ فرقہ بازی کے اسباب:۔ لوگوں میں اختلاف اور تفرقہ بازی اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ اللہ کی کتاب میں کوئی بات مبہم اور مختلف فیہ ہوتی ہے۔ جس کی لوگوں کو پوری طرح سمجھ نہیں آتی بلکہ اس کی اصل وجہ اپنا اپنا جھنڈا بلند کرنے کی خواہش، باہمی ضد، اپنی نرالی اپج دکھانے کی خواہش، ایک دوسرے کو زک دینے کی کوشش یا مال و جاہ کی طلب ہوتی ہے۔ یہی وہ اسباب تھے جو نئے نئے عقائد اور فلسفے، نئے نئے طرزِ عبادت اور مذہبی مراسم اور نئے نئے نظامِ حیات ایجاد کرنے کا محرک بنے اور خلق خدا کے ایک بڑے حصے کو دین کی سیدھی اور کشادہ راہ سے ہٹا کر مختلف راہوں میں پراگندہ کر دیا اور امت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

[۱۹] پہلے سے طے شدہ بات یہ ہے کہ انسان کو اختیار دے کر اس دنیا میں اس کا امتحان کیا جائے۔ اور اگر ایسی کرتوتوں کے بدلہ میں ان پر فوراً عذاب نازل کر دیا جائے تو امتحان کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا انہیں مہلت دی جاتی ہے۔ اور اس امتحان کا آخری وقت ان کی موت ہے۔

[۲۰] ۞ پہلی الہامی کتابیں مشکوک کیسے ہوئیں؟ ان وارثوں کے اپنی الہامی کتابوں کے بارے میں شک میں پڑنے کی کئی وجوہ تھیں جن میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں کی اصل زبان اور اصل عبارت کو محفوظ رکھ کر آنے والی نسلوں تک نہ پہنچایا گیا۔ اور صرف تراجم سے کام لیا جانے لگا۔ اور ان تراجم کو ہی الہامی کتاب سمجھا جانے لگا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ بزرگوں کے اقوال اور الحاقی مضامین ان میں شامل کر دیئے گئے۔ حتیٰ کہ ان دونوں قسم کی عبارتوں میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا اور تیسری وجہ یہ تھی کہ ان کی تاریخی سند بھی ضائع کر دی گئی۔ ان سب باتوں کا اثر یہ ہوا کہ بعد میں آنے والے علماء خود اس کتاب سے شک میں پڑ گئے کہ اس کا کون سا حصہ درست اور الہامی ہے اور کون سی عبارت بزرگوں کے اقوال وغیرہ ہیں۔ اور کسی بات کا صحیح فیصلہ کرنے میں یہی شک و شبہ انہیں اضطراب میں ڈالے رکھتا تھا۔

[۲۱] یعنی آپ پر اب جو وحی کی جا رہی ہے یہ بالکل پاک صاف اور ستھرا دین ہے جو ہر قسم کی آمیزشوں اور آلائشوں سے مبرا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ
اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَ
اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۵ۭ وَالَّذِيْنَ يُحَاۗجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ

اور ان کی خواہشات پر نہ چلیے اور کہہ دیجئے کہ: "میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں[۲۲]۔ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے[۲۳]۔ ہمارے اور تمہارے درمیان[۲۴] کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ ہم سب کو (روزِ قیامت) جمع کردے گا اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔ (۱۵) جو لوگ اللہ (کی ہستی) کو تسلیم کر لئے جانے کے بعد اس کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں ان کی حجت ان کے پروردگار[۲۵] کے ہاں

لہٰذا آپ اہلِ کتاب کی سب باتوں سے بے نیاز ہو کر اسی دین پر ڈٹ جائیے اور اس میں کسی قسم کا ردوبدل اور کمی بیشی گوارا نہ کیجئے۔ نہ ان لوگوں سے کسی قسم کا کوئی مذاکرہ یا سمجھوتہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ ان کے عزائم خطرناک ہیں۔ ایسے لوگوں کو دو ٹوک فیصلہ سنا دیجئے کہ میں تو صرف وہی بات تسلیم کروں گا جو اللہ نے مجھ پر نازل کی ہے۔

[۲۲] یعنی تمہارے فرقوں میں سے کسی کا جانبدار نہ بنوں بلکہ انصاف پسندی سے کام لیتے ہوئے صرف حق بات کہوں اور حق کا ہی ساتھ دوں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ میں اس دنیا میں عدل قائم کرنے پر مامور ہوں اور اگر تمہارا کوئی جھگڑا میرے پاس آئے تو مجھے یہی حکم ہے کہ میں انصاف کے ساتھ اس کا فیصلہ کروں۔

[۲۳] یعنی تمہارے اعمال کے نہ ہم ذمہ دار ہیں اور نہ ہمیں ان کا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر بُرے کام کرو گے تو اس کی سزا ہم نہیں بلکہ تم ہی بھگتو گے اور اگر اچھے کام کرو گے تو اس کا اجر بھی تمہیں ہی ملے گا۔ ہمیں نہیں مل جائے گا۔ یہی صورت حال ہمارے اعمال کی ہے۔ ہمارے بُرے اعمال کے جواب دہ تم نہیں ہو گے۔ نہ ہی ہمارے اچھے اعمال کے تم مستحق بن سکتے ہو۔

[۲۴] ۞ کج بحثی سے اجتناب کا حکم:۔ یعنی جہاں تک معقول دلائل پیش کرنے کا تعلق تھا وہ ہم کر چکے۔ اور اگر تم کج بحثی کرنا چاہو تو اس کے لیے ہم تیار نہیں۔ ہمارا تمہارا اختلاف اور جھگڑا اللہ کے سپرد۔ قیامت کے دن وہ ہمیں اور تمہیں سب کو جمع کرے گا۔ وہاں اللہ تعالیٰ خود ہی انصاف کے ساتھ سب جھگڑوں کا فیصلہ کر دے گا۔

[۲۵] ۞ دحض کا لغوی مفہوم:۔ اس آیت میں حُجَّةٌ کے بجائے دَاحِضَةٌ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور دحض کے مفہوم میں تین باتیں پائی جاتی ہیں۔ (۱) پھسلنا، (۲) کمزور ہونا اور (۳) زائل ہو جانا، اور یہ دحض الرجل سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں کہ پاؤں نے ٹھوکر کھائی اور اپنی جگہ سے پھسل گیا اور دَاحِضَةٌ کے معنی میں ایسی دلیل ہے جو حق کے مقابلہ میں اپنے پاؤں پر قائم نہ رہ سکے، پھسل کر کمزور اور زائل ہو جائے، یعنی زائل ہو جانے والی اور بودی دلیل۔

مکہ میں اگر کوئی شخص مسلمان ہو جاتا تو اس کے مشرک دوست اور لواحقین ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ جاتے اور اس سے بحثیں اور لڑائی جھگڑے کر کر کے اسے زچ کر دیتے اور اس بات پر مجبور کر دیتے کہ وہ پھر سے اسلام چھوڑ کر ان کے آبائی دین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿١٦﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَ
مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ

باطل ہے ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔(۱۶)

اللہ ہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اور میزان [۲۶] نازل کی ہے۔ اور آپ کو کیا پتا کہ شاید قیامت قریب [۲۷] ہی ہو۔(۱۷) جو لوگ اس (قیامت) پر ایمان نہیں رکھتے وہ تو اس کے لئے جلدی مچاتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں وہ اس سے ڈرتے [۲۸] ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ایک حقیقت ہے یاد رکھو! جو لوگ قیامت کے بارے میں بحثیں کرتے ہیں وہ گمراہی میں دور تک چلے گئے ہیں(۱۸)

میں شامل ہو جائے۔ یہ تو انفرادی صورت تھی اور اجتماعی صورت یہ تھی کہ کفار کی مخالفت اور اذیت کے باوجود بھی اسلام پھیل رہا تھا اور مسلمانوں کی تعداد میں دم بدم اضافہ ہو رہا تھا۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے کافر متحد ہو کر میدان میں اتر آئے تھے اور اس دعوت کو روکنے کے لیے کبھی دھمکی، کبھی لالچ، کبھی سمجھوتہ اور کبھی مکمل بائیکاٹ اور کبھی مذاق و استہزاء اور کبھی فضول قسم کے اعتراضات اور بحثوں کے راستے کھولے جا رہے تھے۔ اس صورت حال کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب سنجیدہ اور عقل مند طبقہ اسلام کے دلائل سے متاثر ہو کر اس کی حقانیت پر ایمان لا چکا ہے اور اللہ کی توحید کو علی وجہ البصیرت تسلیم کیا جا چکا ہے تو اب کافروں کے یہ جھگڑے عبث اور بے کار ہیں۔ یہ جو کچھ بھی چاہیں کر لیں اللہ ان کی سازشوں کو کبھی کامیاب نہ ہونے دے گا اور حق سربلند ہو کے رہے گا۔ البتہ حق کو دبانے کے لیے جتنا زور یہ صرف کر رہے ہیں اتنا ہی اللہ کا غضب ان پر بھڑکتا ہے اور اتنی ہی شدید سزا انہیں دی جائے گی۔

[۲۶] ❁ اللہ کے میزان اتارنے کے مختلف مفہوم:۔ یعنی اللہ نے صرف حق ہی نازل نہیں فرمایا بلکہ حق معلوم کرنے کا معیار بھی نازل فرمایا اور یہ معیار میزان ہے۔ اللہ نے مادی میزان یا ترازو بھی اتاری جس میں اجسام تلتے ہیں اور علمی ترازو بھی جسے عقل سلیم کہتے ہیں۔ عقل سلیم سرسری نظر میں ہی معلوم کر لیتی ہے کہ حق کس طرف ہے اور باطل کس طرف یا کسی چیز میں حق کا کتنا حصہ ہے اور باطل کا کتنا؟ علاوہ ازیں اخلاقی ترازو بھی ہے یعنی عدل و انصاف کی ترازو۔ اور سب سے بڑی ترازو کتاب و سنت ہے۔ جو خالق و مخلوق کے حقوق و فرائض کا ٹھیک ٹھیک تصفیہ کرتی ہے جس میں بات پوری تلتی ہے نہ کم نہ زیادہ۔

[۲۷] یعنی شریعت کے ترازو میں رکھ کر اپنے اعمال کا خود ہی محاسبہ کر لو۔ کیا معلوم کہ قیامت کی گھڑی قریب ہی آ گئی ہو۔ پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا اچھے اعمال بجا لانے میں جلدی کر لو۔

[۲۸] یعنی جو لوگ عذاب آخرت اور قیامت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور بار بار پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ روزِ آخرت اور اعمال کی باز پرس پر یقین نہیں رکھتے۔ اگر انہیں اس بات کا یقین ہوتا تو کبھی عذاب کے لیے جلدی نہ مچاتے۔ اور جو لوگ روز آخرت پر اور اعمال کی جواب دہی پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ تو اپنے محاسبہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور یقین نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ع ۲

بَعِيدٍ ﴿١٨﴾ اَللّٰهُ لَطِيفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ ۖ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿١٩﴾ مَن كَانَ يُرِيدُ

حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِي حَرْثِهٖ ۖ وَمَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي

اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان[۲۹] ہے جسے (جتنا) چاہتا ہے رزق دیتا[۳۰] ہے اور وہ طاقتور اور زبردست ہے۔(۱۹) جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی بڑھا[۳۱] دیتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے اس میں سے کچھ دے دیتے ہیں

رکھنے والوں کو چونکہ اپنے اعمال کے محاسبہ کا کچھ خوف نہیں ہوتا اس لیے وہ گناہ کے کاموں پر دلیر ہوتے ہیں اور حق اور عدل و انصاف کی راہ سے ہٹ کر اپنی سرکشی اور گمراہی میں بہت آگے نکل جاتے ہیں۔

[۲۹] ۞ لطیف کا مفہوم:۔ لطیف کا معنی عموماً مہربان کر لیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا معنی اردو میں کسی ایک لفظ سے ادا نہیں ہو سکتا۔ اس کے مادہ لطف کے بنیادی معنی میں دو باتیں پائی جاتی ہیں (۱) دقت نظر، (۲) نرمی، (مقاییس اللغہ) اور لطیف کے معنی میں کبھی صرف ایک ہی بات یعنی دقت نظر یا باریک بینی یا رازیا چھوٹی چھوٹی جزئیات تک سے آگاہی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جیسے ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ (۶:۱۰۴) میں ہے۔ اور کبھی دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ جیسے اس مقام پر دونوں چیزیں موجود ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی چھوٹی چھوٹی اور رتی رتی تکالیف کا علم اور اس کی خبر بھی رکھتا ہے پھر از راہ مہربانی ان کا ازالہ بھی کر دیتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے بندوں کی چھوٹی چھوٹی حاجات اور ضروریات کا خیال رکھتا ہے پھر از راہ مہربانی انہیں پورا بھی کرتا رہتا ہے۔

[۳۰] یعنی اللہ تعالیٰ کا لطف تو عام ہے جو بندوں کو یکساں پہنچ رہا ہے۔ لیکن رزق میں معاملہ اس سے الگ ہے۔ وہ ہر ایک کو یکساں نہیں ملتا۔ بلکہ اپنی حکمت کے پیش نظر کسی کو زیادہ دے دیتا ہے اور کسی کو کم یہ اس کی مشیت پر منحصر ہے۔ البتہ ہر ایک کو دیتا ضرور ہے۔ جتنا رزق اس نے کسی کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ کوئی طاقت یا کوئی ہستی اس کی مقدار کو نہ بڑھا سکتی ہے اور نہ اس کا رزق کم کر سکتی یا روک سکتی ہے۔ کیونکہ وہ خود سب سے بڑھ کر طاقتور اور زبردست ہے۔

[۳۱] ۞ ایک دنیادار اور دیندار کے انجام کا موازنہ:۔ اس آیت میں دو آدمیوں کے طرز زندگی کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک تو روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور دوسرا اس سے منکر ہے اور سب کچھ اسی دنیا کو ہی سمجھتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص جو کام بھی کرے گا آخرت کے لیے کرے گا اور آخرت کے مفاد کو دنیا کے مفاد پر ترجیح دے گا۔ ایسا شخص جو کچھ بھی اس دنیا کی کھیتی میں آخرت کے دن پھل کاٹنے کے لیے بوئے گا اللہ تعالیٰ اس میں بہت زیادہ اضافہ کر دے گا۔ جیسا کہ اس دنیا میں غلہ کا ایک دانہ بیجنے سے بعض دفعہ سات سو سے بھی زیادہ دانے حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہ تو اس کی آخرت کا معاملہ تھا۔ اور دنیا میں جتنا رزق یا جتنی بھلائی اس کے مقدر میں ہے وہ بھی اسے مل کے رہے گی۔ اس کے مقابلہ میں جو شخص روز آخرت کا منکر ہے اور بس دنیا ہی دنیا کا مال اور بھلائی چاہتا ہے۔ وہ خواہ کتنی ہی کوشش کر دیکھے اسے اتنی ہی دنیا میں ملے گی جتنی اس کے مقدر میں ہے اس سے زیادہ نہیں۔ رہا اس کی آخرت کا معاملہ تو اگر اس نے دنیا میں کچھ نیک کام کیے بھی ہوں گے تو ان کا اسے کچھ بدلہ نہ ملے گا کیونکہ وہ کام اس نے اس نیت سے کیے ہی نہیں تھے کہ ان کا آخرت میں اسے کچھ بدلہ ملے، نہ ہی اس کا آخرت پر کچھ یقین تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ

اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہو گا۔(۲۰)

کیا ان لوگوں کے ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کا ایسا طریقہ مقرر کیا ہو جس کا اللہ نے اِذن [۳۲] نہیں دیا؟ اور اگر فیصلے کی بات طے شدہ نہ ہوتی تو ان کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا۔ یقیناً ان ظالموں کے لئے [۳۳] دردناک عذاب ہے۔(۲۱) (اس دن) آپ دیکھیں گے کہ یہ ظالم اپنے اعمال سے ڈر رہے ہوں گے مگر وہ (عذاب) ان پر واقع ہو کے رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے۔ اپنے پروردگار کے ہاں جو چاہیں گے، انہیں ملے گا۔ یہی بہت بڑا فضل ہے۔(۲۲)

یہی وہ فضل ہے جس کی اللہ اپنے ان بندوں کو بشارت دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔ آپ ان سے کہئے کہ میں اس کام پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا البتہ قرابت کی محبت [۳۴] ضرور چاہتا ہوں۔

[۳۲] ۞ اللہ کے مقابلہ میں کن کن لوگوں کا حکم چلتا ہے؟:۔ ظاہر ہے کہ یہاں شریک سے مراد پتھر کے بت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ نہ سن سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں وہ کسی کو کوئی قانون یا ضابطہ کیا دیں گے؟ لامحالہ اس سے مراد، انسان یا انسانوں کی جماعت ہی ہو سکتی ہے۔ جنہوں نے اللہ کی شریعت کے مقابلہ میں اپنی شریعت چلا رکھی ہو۔ حرام و حلال کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے رکھے ہوں یا لوگوں کے لیے وہ ضابطہ حیات، فلسفے یا نظام پیش کرتے ہوں جو اللہ کی شریعت کے خلاف ہوں اور پھر انہیں لوگوں میں رائج اور نافذ بھی کرتے ہوں۔ اور ایسے لوگ پارلیمنٹ یا ایوانوں کے ممبر بھی ہو سکتے ہیں۔ خود سر حکمران بھی، آستانوں اور مزاروں کے متولی اور مجاور بھی اور گمراہ قسم کے فلاسفر اور مصنف بھی۔ انہیں ہی طاغوت کہا جاتا ہے۔

[۳۳] یعنی اللہ ایسے باغیوں کے بارے میں عفو و درگزر سے کام لیے جاتا ہے اور انہیں فوراً تباہ نہیں کر دیتا۔ جس کی وجہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو دیئے ہوئے اختیار کو اضطرار میں تبدیل نہیں کرنا چاہتا۔ وہ ہر انسان کو اختیار دے کر ہی اس دنیا میں آزمانا چاہتا ہے۔ البتہ جب یہ اختیار کا عرصہ ختم ہو جائے گا اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر ایسے ظالموں کو ان کی ساری کرتوتوں کی دردناک سزا دی جائے گی۔

[۳۴] ۞ اِلا المودۃ فی القربیٰ کے مختلف مفہوم:۔ اس جملہ کی کئی تفسیریں بیان کی گئی ہیں مگر بہترین تفسیر وہی ہے جو صحیحین میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور وہ یہ ہے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ﴿اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ کا کیا مطلب ہے؟ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے (جھٹ) کہہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فِی الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى

اور جو کوئی نیکی کمائے گا ہم اس کے لئے اس میں خوبی [۳۵] کا اضافہ کر دیں گے بلا شبہ اللہ معاف کرنے والا اور قدر دان ہے۔(۲۳) کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے؟

دیا کہ اس سے آپ ﷺ کی آل مراد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تم جلد بازی کرتے ہو۔ بات یہ ہے کہ قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس سے آپ ﷺ کی کچھ نہ کچھ قرابت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ انہیں کہیے کہ اگر تم اور کچھ نہیں کرتے (مسلمان نہیں ہوتے) تو کم از کم قرابت ہی کا لحاظ رکھو۔ (اور مجھے ایذائیں دینا چھوڑ دو) (بخاری۔ کتاب التفسیر)

اس کی دوسری تفسیر یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہاں قُربیٰ سے مراد قرب یا تقرب ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تم سے اس کام پر اس بات کے سوا کوئی اجر نہیں چاہتا کہ تمہارے اندر اللہ کے قرب کی محبت پیدا ہو جائے۔ یعنی تم ٹھیک ہو جاؤ اور اللہ سے محبت کرنے لگو۔ بس یہی میرا اجر ہے۔

تیسرا گروہ اس آیت میں قُربیٰ سے مراد اقارب لیتا ہے۔ پھر ایک فریق تو اس محبت کو بنی عبد المطلب سے محبت مراد لیتا ہے۔ اور دوسرا سیدنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد سے۔ یہ تفسیر درج ذیل وجوہ کی بنا پر غلط ہے۔

**مودۃ فی القربیٰ سے شیعہ حضرات کا استدلال اور اس کا جواب:۔** ۱۔ آپ ﷺ کی والدہ اور آپ ﷺ کی زوجہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے آپ ﷺ کی رشتہ داری صرف بنو عبد المطلب سے ہی نہیں تھی۔ بلکہ تقریباً قریش کے سب قبیلوں سے تھی اور بنی عبد المطلب میں سے کچھ لوگ آپ ﷺ کے حق میں تھے اور کچھ سخت دشمن بھی تھے۔ اور ابولہب کی آپ سے دشمنی تو سب ہی جانتے ہیں۔ یہی حال قریش کے باقی قبیلوں کا تھا۔ لہٰذا اس تخصیص کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

۲۔ قُربیٰ سے مراد سیدہ فاطمہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد لینا اس لحاظ سے غلط ہے کہ یہ سورۂ مکی ہے۔ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہی مدینہ جانے کے بعد ہوا تھا۔

۳۔ اور اس تفسیر کے غلط ہونے کی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ لوگوں سے ایسا مطالبہ کرنا کہ میں تم سے اس تبلیغ کے کام کا اس کے سوا کوئی اجر نہیں مانگتا کہ تم میرے اقارب سے محبت کرو، رسول اللہ ﷺ کی شان رفیع کے مقابلہ میں یہ مطالبہ انتہائی گھٹیا اور فروتر ہے۔ بالخصوص اس صورت میں کہ وہ مطالبہ بھی کافروں سے ہو۔ کافروں سے بھلا اجرت کے مطالبہ کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ اجرت تو اس سے طلب کی جاسکتی ہے جسے وہ کام پسند آئے اور کافر تو اس تبلیغ کے کام کی وجہ سے آپ کی جان کے لاگو بنے ہوئے تھے۔ ان سے بھلا کوئی ایسا مطالبہ کیا جاسکتا تھا؟

البتہ یہ واضح رہے کہ آپ کے اہل بیت ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ کی بیٹیوں اور دوسرے تمام اقارب سے محبت رکھنا جن میں سیدہ فاطمہ سیدنا علی اور ان کی اولاد بھی شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت و تعظیم اور حقوق شناسی کے لحاظ سے اہل ایمان کے لیے ضروری ہے اور ان سے درجہ بدرجہ محبت رکھنا حقیقت میں آپ ﷺ سے محبت ہی کا تقاضا ہے۔ اور ایسی محبت کا تقاضا مسلمانوں سے تو کیا جاسکتا ہے، کافروں سے نہیں جبکہ اس آیت میں روئے سخن کافروں سے ہے۔

[۳۵] یعنی جو نیک بننا چاہتا ہے اللہ اسے اور زیادہ نیک بنا دیتا ہے۔ اس کے کام میں اگر کچھ کوتاہیاں رہ گئی ہوں تو انہیں معاف کر دیتا ہے اور جو کچھ بھی وہ نیک اعمال بجالاتے ہیں ان کی قدر شناسی اور حوصلہ افزائی کرتا ہے اور انہیں زیادہ اجر فرماتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۗ اِنَّهٗ
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا
تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ

پس اگر وہ چاہتا تو آپ کے دل پر[۳۶] مہر کر دیتا اور اللہ تو باطل کو مٹاتا اور اپنے کلمات[۳۷] سے حق کو حق ثابت کرتا ہے۔ بلاشبہ وہ دلوں کے راز تک[۳۸] جانتا ہے(۲۴) وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور (ان کی) برائیوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو[۳۹] وہ اسے جانتا ہے(۲۵) اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کی دعا قبول کرتا ہے[۴۰] اور اپنے فضل سے انہیں زیادہ بھی دیتا ہے۔ اور جو کافر ہیں ان کیلئے

[۳۶] ایک عام آدمی پر بھی ایسا الزام لگانا شدید جرم ہے مگر یہ لوگ اس قدر بے باک ہو گئے ہیں کہ آپ ﷺ پر بھی الزام لگانے سے نہیں چوکتے اور کہتے ہیں کہ یہ قرآن اس نے خود ہی تصنیف کر ڈالا ہے۔ یہ بدبخت آپ ﷺ کو بھی اپنے ہی جیسا سمجھتے ہیں اور اللہ ایسے ہی بدبختوں کے دلوں پر مہر لگا دیا کرتا ہے۔ اور اگر ان کا الزام درست ہوتا تو اللہ آپ کے دل پر بھی مہر لگا دیتا۔ آپ کے دل پر مہر نہ لگنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہی بدبخت جھوٹے اور الزام تراش ہیں۔

[۳۷] یعنی اللہ تعالیٰ باطل کو کبھی پائیداری نصیب نہیں کرتا اور وہ سرنگوں ہو کے رہتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حق از خود ثابت اور برقرار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا آپ ان کے اس الزام کی مطلق پروانہ کریں عنقریب ان کا یہ الزام اور جھوٹ واضح ہو جائے گا اور حق نکھر کر سامنے آ جائے گا۔ اللہ کا ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے۔

[۳۸] یعنی آپ کو جھٹلانے اور آپ پر اس طرح کے گھناؤنے الزام لگانے کی تہ میں جو ان کے ذاتی مفادات مضمر ہیں اور جن کی وجہ سے یہ ایسے کام کرتے ہیں اللہ انہیں خوب جانتا ہے۔

[۳۹] ❁ توبہ کی شرائط:۔ یہ خطاب صرف ایمانداروں سے نہیں بلکہ ان کافروں کو بھی شامل ہے جو آپ ﷺ پر الزام تراشیاں کرتے تھے۔ اس آیت میں انہیں اپنے انہی بداعمالیوں سے توبہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ کافروں کی توبہ اسلام لانا ہے۔ اسلام لانے سے ہی ان کے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اس کا خطاب ایمانداروں سے ہو تو توبہ کی شرائط اپنے گناہ پر نادم ہونا، پھر اللہ کی طرف رجوع اور توبہ استغفار کرنا اور آئندہ اس کام کو مطلقاً چھوڑ دینے کا عہد کرنا ہے۔ توبہ کی سب سے اہم شرط یہی ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے یہ کام چھوڑا جائے۔ اور کوئی شخص کسی دوسری وجہ سے کوئی گناہ کا کام چھوڑ دے تو اس پر توبہ کا اطلاق نہیں ہو گا۔ مثلاً کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ شراب اس کی صحت تباہ کر رہی ہے اور وہ اپنے کیے پر نادم بھی ہوتا اور آئندہ کے لیے شراب نوشی ترک کر دے تو اس پر توبہ کا اطلاق نہیں ہو گا۔ اس طرح کوئی زانی اپنے اس فعل پر نادم ہو اور یہ فعل آئندہ اس لیے ترک کر دینے کا عہد کرے کہ اب وہ بوڑھا ہو چکا ہے اور زنا کے قابل ہی نہیں رہا۔ تو یہ اس کی توبہ نہ ہو گی۔ اور اللہ کو تو معلوم ہے کہ کوئی کس نیت سے توبہ کر رہا ہے۔

[۴۰] ❁ دعا کی قبولیت کے لئے نیک اعمال کی شرط:۔ دعا کی قبولیت کے لیے نیک اعمال کی شرط لگائی۔ ان نیک اعمال میں کسب حلال بہت بڑا نیک عمل ہے۔ کیونکہ اگر انسان کی کمائی حلال نہ ہو گی تو اس کی دعا قبول نہ ہو گی جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''ایک شخص

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ
اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ

سخت عذاب ہے۔(۲۶) اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کو وافر رزق عطا کر دیتا تو وہ زمین میں سرکشی سے اودھم [۴۱] مچا دیتے۔ مگر وہ ایک اندازے سے جتنا رزق چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے، انہیں دیکھ رہا ہے۔(۲۷) وہی تو ہے جو لوگوں کے مایوس ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت عام کر دیتا ہے اور وہی کارساز [۴۲] ہے،

دور سے آتا ہے پریشان حال اور پراگندہ بال ہے، اور اگر کعبہ کا غلاف پکڑ کر کہتا ہے کہ یارب، یارب میری دعا قبول فرما۔ مگر اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے جبکہ اس کا کھانا حرام پینا د حرام اور گوشت پوست بھی حرام کمائی سے بنا ہو" (مسلم۔ کتاب الزکوۃ، باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علٰی کل نوع من المعروف)

[۴۱] ۞ **رزق کی کمی بیشی میں اللہ کی حکمتیں:۔** پنجابی زبان کی ایک مختصر سی مثال اس آیت کے مفہوم کو پوری طرح واضح کر دیتی ہے۔ مثال یہ ہے "رج آون تے کد آون" یعنی ایک عام دنیادار انسان کی عادت یہ ہے کہ اگر اللہ اسے خوشحالی سے ہمکنار کرے تو وہ کسی کو بھی حتیٰ کہ اللہ کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اور سرکشی کی راہ اختیار کرتا ہے یہی صورت حال سردارانِ قریش کی تھی جو دیہاتی قبائل عرب کی نسبت خوشحال تھے اور اسی خوشحالی نے ان کے دماغوں کو خراب کر رکھا تھا اور اس آیت میں بتایا یہ گیا ہے کہ اگر اللہ سارے ہی لوگوں کو وافر رزق عطا کر دے تو اس سے اس کے خزانوں میں تو کچھ کمی نہ آئے گی۔ لیکن لوگ دولت کی مستی میں ہر جگہ اودھم مچا دیں گے۔ اور ایک دوسرے کا جینا بھی حرام کر دیں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اپنے اندازے اور اپنی حکمت کے مطابق رزق مہیا کرتا ہے۔ تاکہ لوگ اپنے آپے سے باہر نہ ہوں اور دنیا کا نظام بھی ٹھیک طور پر چلتا رہے۔ امیر کام لینے کے لیے غریبوں کے محتاج رہیں اور غریب امیروں کے۔

[۴۲] ۞ **بارش اور مصنوعی آبپاشی کا تقابل:۔** زمین کو سیراب کرنے کا کام اگرچہ مصنوعی طریقوں سے یعنی کنوئیں، چشمے، نہریا ٹیوب ویل کے پانی سے بھی چلا لیا جاتا ہے مگر ایک تو اس پر محنت اور خرچ بہت اٹھتا ہے دوسرے اس کے خوشگوار اثرات بارش کی نسبت بہت کمتر ہوتے ہیں۔ مصنوعی طریق آبپاشی کو اللہ کی رحمت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اللہ کی رحمت بارش ہے اور یہ ایک نہیں بے شمار نعمتوں جیسی نعمت ہے۔ پہلے راحت بخش اور ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔ جو انسان کو فطری سرور بخشتی ہیں اور اس کی مایوسی کو دور کرتی ہیں۔ بارش ہوتی ہے تو اس سے موسم میں خوشگوار تغیر آ جاتا ہے۔ درختوں پر سے گرد و غبار دھل جاتا ہے۔ مصنوعی آبپاشی کی طرح بارش کسی مخصوص قطعہ زمین میں نہیں ہوتی بلکہ وسیع رقبہ میں ہوتی ہے۔ جس سے صرف انسان ہی نہیں اللہ کی ساری مخلوق فیض یاب ہوتی ہے۔ پھر اس پر نہ کچھ لاگت آتی ہے نہ محنت صرف ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مصنوعی آبپاشی کی صورت میں بھی پانی کے سب ذخیرے بارش ہی کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں۔ لہٰذا دراصل بارش ہی وہ اصل نعمت ہے جس سے اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی حاجات پوری کرتا ہے۔ اور ولی کا لفظ یہاں یہی معنی دے رہا ہے۔ اور حمید اس لحاظ سے کہ تمام مخلوق اس کی رحمت سے فیض یاب ہو کر اس کے گن گانے لگتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ
جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾ ع
وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٣١﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ

حمد کے لائق ہے۔(۲۸) اور اس کی نشانیوں میں ایک نشانی اس کا آسمانوں، زمین اور ان جانداروں کا پیدا کرنا ہے جو اس نے ان میں [۴۳] پھیلا دیئے ہیں اور وہی جب چاہے [۴۴] انہیں اکٹھا کر لینے پر بھی قادر ہے۔(۲۹) اور تمہیں جو مصیبت بھی آتی ہے تمہارے اپنے ہی کرتوتوں [۴۵] کے سبب سے آتی ہے اور وہ تمہارے بہت [۴۶] سے گناہوں سے درگزر بھی کر جاتا ہے(۳۰) اور نہ تم اسے زمین عاجز کر سکتے ہو (کہ تمہیں سزا نہ دے سکے) اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار۔(۳۱)

[۴۳] اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں میں اللہ کی بے شمار مخلوق موجود ہے۔ جن میں فرشتے سرفہرست ہیں اور درمیانی فضا میں بھی۔ اور اگر آسمانوں اور زمین سے مراد پوری کائنات لی جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جاندار مخلوق صرف زمین پر ہی موجود نہیں بلکہ اور بھی کئی اجرام میں موجود ہے۔ جس کا انسان کو تاحال علم نہیں ہو سکا۔

[۴۴] یعنی اگر وہ اپنی مخلوق مثلاً انسان کو تمام روئے زمین پر بکھیر سکتا ہے تو پھر انہیں اکٹھا بھی کر سکتا ہے اور اکٹھا کر کے اپنے حضور حاضر بھی کر سکتا ہے۔

[۴۵] مصائب کی قسمیں اور مختلف اسباب:۔ یہاں ایک عام اصول بیان کر دیا گیا ہے کہ اکثر عذاب مثلاً قحط، وبائیں، زلزلے اور سیلاب وغیرہ لوگوں کے اپنے ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ایسا ہی ایک قحط کا عذاب اہل مکہ پر بھی نازل ہوا تھا۔ جو سات سال تک مسلط رہا۔ بارشیں بھی بند ہو گئیں اور باہر سے غلہ آنا بھی بند ہو گیا تھا۔ اس عرصہ میں لوگوں کا یہ حال ہو گیا کہ جانوروں کے چمڑے اور ہڈیاں کھانے تک مجبور ہو گئے۔ شدت بھوک کی وجہ سے یہ حال ہو رہا تھا کہ آسمان کی طرف دیکھتے تو دھواں ہی دھواں نظر آتا تھا۔ اور یہ قحط کفار مکہ پر رسول اللہ ﷺ کی دُعا کی وجہ سے نازل ہوا تھا۔ آخر ابوسفیان نے آپ ﷺ کے پاس آکر قرابت کا واسطہ دیا اور بارش کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ کی دعا سے یہ مصیبت دور ہوئی۔ گویا جب اکثر لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے تو سب مخلوق کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ انسان کو اکثر بیماریاں غذا میں بدپرہیزی کی وجہ سے لاحق ہوتی ہیں اور دودھ پیتے بچوں کو ماں کی بدپرہیزی کی وجہ سے۔ تاہم اس اصول میں بھی چند مستثنیات موجود ہیں۔ مثلاً ایماندار بندوں پر جو تکلیفیں آتی ہیں وہ ان کی شامت اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ ان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ مومن کو اگر ایک کانٹا بھی چبھے تو وہ بھی کسی خطا کا کفارہ بن جاتا ہے۔ پھر مصیبتوں اور تکلیفوں کی ایک قسم وہ ہے جو اللہ کے پیغمبروں اور مخلص بندوں کو حق کے راستے میں پیش آتی ہیں۔ ان کے متعلق گناہوں کے کفارہ کا تصور ہی غلط ہے۔ ان کے ذریعہ تو اللہ تعالیٰ ان بزرگ ہستیوں کے درجات بلند کرتا ہے اور ایسے مصائب سب سے زیادہ اللہ کے نبیوں کو پھر درجہ بدرجہ دوسرے مخلص بندوں کو پیش آتے ہیں۔

[۴۶] یعنی اگر اللہ بندوں کے سب بُرے اعمال کے بدلے ان پر مصائب نازل کرتا تو وہ چند دن بھی جی نہ سکتے تھے۔ یہ تو اللہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ
لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣٣﴾ أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ
فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ

اور اس کی نشانیوں میں ایک وہ کشتیاں ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح (نظر آتی ہیں) (۳۲) اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کر دے اور وہ کشتیاں سطح سمندر پر کھڑی کی کھڑی [۴۷] رہ جائیں۔ اس میں بھی ہر صبر کرنے والے اور شکر گزار کیلئے [۴۸] کئی نشانیاں ہیں (۳۳) یا ان کے برے اعمال کے سبب کشتیوں کو تباہ [۴۹] کر دے اور وہ بہت سے لوگوں کو معاف ہی کر دیتا ہے (۳۴) اور ان لوگوں کو جو ہماری آیات میں جھگڑا کرتے ہیں [۵۰] یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ (۳۵) تمہیں جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا ساز و سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر [۵۱]

رحمت ہے کہ وہ اکثر گناہوں پر مؤاخذہ ہی نہیں کرتا ورنہ یہ زمین بھی انسانوں سے بے آباد ہو جاتی۔

[۴۷] قرآن میں اکثر مقامات پر کشتیوں کی روانی کو اللہ کی آیات میں شمار کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ قریش مکہ کو تجارتی سلسلہ میں افریقہ کے ساحلی علاقہ سے تجارت کے لیے بحیرہ احمر کا سفر درپیش رہتا تھا۔ اس دور میں بادبانی کشتیاں ہوتی تھیں جن کی روانی اور رفتار کا انحصار باد موافق پر اور اس کی رفتار پر ہوتا تھا۔ انہیں بتایا یہ جا رہا ہے کہ تمہاری بے بسی کا یہ عالم ہے کہ جب تمہاری کشتی وسط سمندر میں پہنچ جائے اور اللہ تعالیٰ ہوا کو ساکن کر دے تو بتاؤ اس وقت تم کیا کر سکتے ہو؟

[۴۸] صبار اور شکور دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں اور یہ دو ایسے الفاظ ہیں جن میں مومن کی ساری زندگی کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے۔ یعنی مومن پر جب بھی کوئی مصیبت یا تکلیف آتی ہے تو وہ صبر اور برداشت سے کام لیتا ہے۔ اور جب بھی اللہ کی کوئی نعمت ملتی ہے یا اسے بھلائی پہنچتی ہے تو وہ اللہ کا احسان مند ہوتا اور اس کا شکر ادا کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کے برعکس ایک کافر اور دنیادار انسان کا یہ وطیرہ ہوتا ہے کہ مصیبت پڑنے پر جزع فزع کرتا، اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر اسے کوسنے لگتا ہے۔ اور جب اسے کوئی بھلائی نصیب ہوتی یا خوشحالی کا دور آتا ہے تو پھر وہ اللہ کو بھول ہی جاتا ہے۔ گویا ایک مومن کو سمندر کے سفر میں صبر اور شکر کا اکثر موقع ملتا رہتا ہے۔ وہ سازگار حالات میں اللہ کا شکر کرتا ہے اور اگر ہوا بند ہو جائے تو اس کی نظر اللہ ہی پر رہتی ہے اور صبر کا مظاہرہ کرتا ہے۔

[۴۹] یعنی ہوا کو ایک دو دن کے لیے ساکن اور بند ہی رہنے دے یا بادِ مخالف چلا دے یا کشتی کو بھنور میں پھنسا دے یا سمندر کی تلاطم خیز موجوں سے دوچار کر دے اور کشتی کو ڈبو کو تباہ کر دے تو اس کا سبب کشتی پر سوار لوگوں کی بداعمالیاں ہی ہوتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کی بہت بداعمالیوں سے تو درگزر ہی کر جاتا ہے۔

[۵۰] یعنی اللہ کی آیات میں جھگڑا کرنے والے منکرین کو اس دنیا میں بھی ایسا حادثہ پیش آ سکتا ہے کہ کوئی جائے پناہ کہیں نہ مل سکے جیسے مثلاً سمندری سفر میں۔ آخرت میں تو یہ لوگ اور بھی زیادہ بے بس اور لاچار ہوں گے۔

[۵۱] یعنی دنیا میں جتنا بھی مال و دولت اور سامان عیش و عشرت کسی کو مل جائے۔ اس سے وہ زیادہ سے زیادہ اپنی موت تک فائدہ اٹھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ
الْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اور باقی رہنے والا ہے وہ ان لوگوں کیلئے ہے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ[۵۲] کرتے ہیں۔(۳۶) اور جو بڑے بڑے گناہوں[۵۳] اور بے حیائی[۵۴] کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آئے تو معاف کردیتے[۵۵] ہیں(۳۷) اور جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے اور نماز قائم کرتے ہیں

سکتا ہے۔ بالآخر اسے بالکل خالی ہاتھ اس دنیا سے رخصت ہونا ہوگا۔ اس کے مقابلہ میں ایمانداروں کو جو آخرت میں سامان عیش و عشرت ملے گا۔ وہ سامان بھی لافانی اور لازوال ہوگا اور ایماندار لوگ ان اشیاء سے فائدہ اٹھانے کے لیے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ انہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ لہٰذا عقلمند انسان وہ ہے جو ناپائیدار اور فنا ہونے والے سامان کے بجائے دائمی اور پائیدار زندگی اور اس کے سامان کی فکر کرے۔

[۵۲] ۞ توکل کا معنی اور یہ مومن کی اہم صفت ہے:۔ یعنی جب ظاہری اسباب مفقود نظر آرہے ہوں، حالات مایوس کن ہوں۔ اس حال میں بھی وہ مایوس اور شکستہ دل نہیں ہو جاتے بلکہ اس حال میں بھی ان کی آنکھ اللہ کی طرف لگی رہتی ہے اور وہ اللہ کے وعدہ پر پورا یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ضرور اس مشکل سے نکالنے کی کوئی راہ پیدا کردے گا اور اسی کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اگر ان کے پاس ظاہری سامان موجود بھی ہو تو وہ اس پر بھروسا نہیں کرتے بلکہ ان کا بھروسا اللہ کی ذات پر ہی ہوتا ہے۔ گویا ظاہری اسباب موجود ہوں یا مفقود، تھوڑے ہوں یا زیادہ، مومن آدمی ان اسباب کو فراہم کرنے کی کوشش ضرور کرتا ہے مگر اس کا ان اسباب پر تکیہ نہیں ہوتا۔ تکیہ اللہ کی ذات پر ہی ہوتا ہے گویا اللہ پر توکل ایک مومن کی نہایت اہم صفت ہے جسے اللہ نے سب سے پہلے بیان فرمایا۔ اسی طرح اللہ پر عدم توکل ایک مسلمان کی بہت بڑی کمزوری ہے۔ جنگ حنین کے موقعہ پر ہر مسلمان ظاہری اسباب اور اپنی کثرت تعداد پر نازاں ہوئے تو اللہ نے انہیں عارضی طور پر شکست سے دوچار کرکے فوراً انہیں اس کمزوری پر متنبہ کردیا۔ توکل کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ بس انسان اللہ پر توکل کرکے بیٹھ جائے۔ اور ظاہری اسباب کی فکر ہی چھوڑ دے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ حتی الامکان ظاہری اسباب مہیا کرے اور اپنی مقدور بھر کوشش بھی کرے پھر اس کے انجام کو اللہ کے سپرد کردے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے توکل کی تعریف یوں فرمائی کہ پہلے اپنے اونٹ کا گھٹنا باندھ پھر توکل کر۔ (طبرانی۔ بروایت ابوہریرہ بحوالہ الموافقات للشاطبی، ج ا ص ۲۹۰) اور کسی شاعر نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے:

توکل کے یہ معنی ہیں کہ خنجر تیز رکھ اپنا
پھر انجام اس کی تیزی کا مقدر کے حوالے کر

[۵۳] بڑے بڑے گناہوں کی تفصیل کے لیے سورۂ نساء کی آیت نمبر ۳۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے

[۵۴] ۞ فحاشی اور اس کا دائرہ:۔ فحاشی سے مراد ہر وہ کام ہے جو انسان کی قوتِ شہوانیہ سے تعلق رکھتا ہو۔ اسلام نے جنسی چھیڑ چھاڑ اور حاجت پوری کرنے کے لیے شرعی نکاح کی راہ کھول دی ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی طریقے ممکن ہیں ان سب پر پابندی لگا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ